

مجموعہ تصانیف

علامہ محمد اسماعیل نقشبندی

فاتح نجدیت، دیوبندیت، شیعیت و عیسائیت



ترجمہ: محمد نعیم اللہ خاں قادری

فیاضی علی اللہ
لکھنؤ، اتر پردیش

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلی کیشنز

جامع مسجد عمر روڈ کامونکے ضلع گوجرانوالہ فون : 0435-814266

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ————— مجموعہ تصانیف مولانا محمد اسماعیل صاحب
مؤلف ————— علامہ مولانا محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمۃ
صفحات ————— ۶۸۲
بار ————— اول
تعداد ————— ۱۰۰
ہمیشہ —————
باہتمام ————— محمد نعیم اللہ خان بی ایس سی ایم ایڈ
ناشر ————— فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کامونکہ

ملنے کے پتے:

مکتبہ جمال کرم

کانپور ۱، ٹیکو، ڈاکو، ڈاکو، ڈاکو، ڈاکو

- ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور • شبیر برادرز لاہور • فریدیک سٹائل لاہور
- پروگریسو بکس لاہور • مکتبہ قوریہ رضویہ لاہور • مکتبہ نبویہ لاہور
- مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور • مسلم کتاب دوی دربار مارکیٹ لاہور
- مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ • مکتبہ قادریہ سرگودھا گوجرانوالہ

فہرست کتب

صفحہ نمبر

- عظمت حبیب کبریا و رد عبارات کفریہ ————— ۱
- پاکستان کا حقیقی پس منظر ————— ۲۵۸
- عظمت امام حسین رضی اللہ عنہ ————— ۱۴۰۹۰
- غضب جبار بر منکر و سیلہ ابرار ————— ۳۸۶
- قہر رحمان بر منکر قرآن ————— ۲۰۲
- عظمت توحید بازی تعالیٰ ————— ۲۶۳
- ولیم مسیح کے چیلنج کا جواب اور دعوت اسلام ۵۰۸
- عظمت خلفاء راشدین (حصہ اول) ————— ۵۲۴
- عظمت خلفاء راشدین (حصہ دوم) ————— ۵۸۸
- ماتم کے ناجائز ہونے کا ثبوت ————— ۶۵۰
- قہر کبریائی بر منکرین حکم الہی ————— ۶۶۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَيْكَ يَا صَاحِبَكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

سرفراز صاحب گھڑوی کی رسوائے زمانہ کتاب
”عبارات اکابر“ کا مدلل مُسکت جواب

عظمتِ حبیبِ کبریا
— و —

ردِّ عباراتِ کُفْرِیا

قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں

القلم: مولانا علامہ محمد اسماعیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست مضامین عظمت حبیب کبرا

صفحہ	نام مضامین	صفحہ
۵۸	پیش لفظ - از حضرت مولانا محمد علی صاحبزادہ	۶
۶۰	۱۔ ملامت کا ضبط	۱۰
۶۲	۲۔ ملامت کے طوفان کا تعلق اہل ایمان سے	۱۲
۶۳	۳۔ مولوی انجیل صاحب فقیر تیرا ایمان کی نظر میں	۱۳
۶۴	۴۔ مراد و نسبت کی شرط	۱۶
۶۵	۵۔ فقیر تیرا ایمان کی بھاری و گستاخ کا اقرار	۱۷
۶۶	۶۔ تہذیب ان کے رد میں بھی کھلے کھلے گئے	۲۱
۶۷	۷۔ دیوبندی تحریف و کٹر بیعت	۲۳
۶۸	۸۔ قوم رجوع سے گریز نہ کرنا	۲۵
۶۹	۹۔ صحابی کو کافر کہنے کا انحراف	۲۶
۷۰	۱۰۔ علما و شایخ اہل سنت کے نام پر چھوڑی	۲۸
۷۱	۱۱۔ قصہ دارالاسلام کا	۳۶
۷۲	۱۲۔ سید احمد شہید یا مفرد	۳۹
۷۳	۱۳۔ لزوم التزام کفر کے معنی سے بے خبری	۴۲
۷۴	۱۴۔ استعداد و قابلیت (سرفراز صاحب)	۴۵
۷۵	۱۵۔ مقدمہ	۵۲
۷۶	۱۶۔ شان حبیب کبرا	۵۶
۷۷	۱۷۔ بے نشو وری بشریت	۵۷

صفحہ	نام مضامین	صفحہ
۷۸	۱۸۔ کفر عبارت نمبر - جب کا نام محمد علی ہے	۶۸
۷۹	۱۹۔ کسی چیز کے مخالفین	۶۹
۸۰	۲۰۔ بنی کے چلنے سے بے قہر مل گیا	۷۱
۸۱	۲۱۔ دیوبندی علماء کے اختیارات	۷۳
۸۲	۲۲۔ مولوی انجیل کے پرستار حاکم شان	۷۶
۸۳	۲۳۔ کفر عبارت نمبر ۹	۷۸
۸۴	۲۴۔ عسکری صاحب کے قلب میں سما گیا	۸۸
۸۵	۲۵۔ کیا لامنت نے یوں کے خیال میں بازی توڑی	۸۹
۸۶	۲۶۔ کفر عبارت نمبر ۱۱	۹۱
۸۷	۲۷۔ حضور کی خدمت میں امت کے اعمال پیش کیے گئے	۹۳
۸۸	۲۸۔ کفر عبارت نمبر ۱۲	۹۶
۸۹	۲۹۔ دیوبندی علماء کا فتویٰ	۹۸
۹۰	۳۰۔ مولوی حسین احمد کا حوالہ	۱۰۱
۹۱	۳۱۔ کفر عبارت نمبر ۱۳	۱۰۳
۹۲	۳۲۔ اشتباہ شاقب میں مولوی حسین احمد کا حوالہ	۱۰۶
۹۳	۳۳۔ کفر عبارت نمبر ۱۴	۱۰۹
۹۴	۳۴۔ اگر بعد نماز نبوی بھی کوئی نیا بیہ امر تو ہے	۱۱۲
۹۵	۳۵۔ غایت تھری میں کچھ فرق نہ آئے گا	۱۱۳
۹۶	۳۶۔ نا تو تو صحابہ کا اعتراف	۱۱۶
۹۷	۳۷۔ متقی محمد شفیع دیوبندی کا حوالہ	۱۱۷

صفحہ	نام مشاہیر	صفحہ	نام مشاہیر
۲۳۱	المہند کتاب کمال	۱۸۸	پشاور میں سید صاحب کی حکومت گزارنے پر ہونے والا
۲۳۶	محمد بن عبدالواہب بخاری	۱۹۰	آتش نشان قزوینی اور خطرات انجنام
۲۳۸	مولوی اشرف علی صاحب اقراری	۱۹۲	پشاور شہر کے قاضی کا حکم اور خوفناک انجنام
	وہابی ہونا	۱۹۴	یورپین مورخ کا بیان
۲۳۳	مولود شریف کا اقرار	۱۹۶	سید صاحب جہاد سے فرار ہو گئے
۲۳۴	حاجی امداد اللہ صاحب مولود شریف کرنا	۲۳۴	مولوی اکیلیل سید صاحب کو لے کر چار
۲۳۶	المہند پر تصدیقات کا حال	۱۹۸	سے بھاگ نکلے۔
۲۳۷	علمائے دینی کی تحریک کا خلاصہ	۲۰۰	ہندوستان والی تحریک ہے یا دارالاسلام
۲۴۰	مکہ منظر کے علماء کی تصدیقات کا حال	۲۰۲	گنگوہی کے اتباع پر ہدایت اور نبات
	موتوں کا واقعہ اور غنیات کا سامعہ	۲۰۶	تقویۃ الایمان کتاب کی تشریف گنگوہی
۲۴۱	مولوی رشید احمد		صاحب کی نیابتی
۲۴۲	مصحف انوار آفتاب صداقت کا تبصرہ	۲۰۷	صدر دیوبند حسین احمد کا فتویٰ
	کی عمل میں امتیازی بنیادیں اسلام سے		اسی زمانہ کے علماء نے ان کفریہ عبارتوں
۲۴۲	رہہ سکتے ہیں	۲۱۱	کار رو کیا۔
۲۴۸	گنگوہی صاحب کا دوسرا قول	۲۱۶	نقل مشہور خط مولوی مشتاق احمد قزوینی
۲۵۰	ہزار سال عبادت کے زمرے کے بارے کا حال		حاجی رحمت اللہ صاحب مہاجر کی کتاب
۲۵۱	انیار قبول میں زندہ اور نماز پختہ ہیں	۲۱۷	فرمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰهُمَّ رَبِّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَیْهِ وَسَلِّمْ
وَعَلٰی ذَرِیَّتِهِ وَصَحْبِهِ اَبَدًا دُوْرًا وَّلَا تُفَارِقْ مَا

پیش لفظ

واقع مجددیت کاشف المراد دیوبندیت مولانا محمد حسن علی صاحب قزوینی (رحمۃ اللہ علیہ)

فاضل محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب خطیب صابری مسجد گورنمنٹ
"عبارات اکابر" کا رد تحریر فرما کر ایک اہم ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔ کچھ
عرصہ سے اس کتاب کی اشاعت کے باعث ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی میں
امان نہ ہو رہا تھا۔ اور ملک کے سوا و عظیم اہلسنت و جماعت اس دلائل کتاب
کے جابرانہ اسلوب تحریر سے مضطرب تھے۔ جو اس فقیر راقم الحروف کو بھی ملک
کے اطراف و اکناف سے بکثرت علماء و اصحاب اہلسنت کے مستند خطوط و مولوں
ہوئے تھے۔ جس میں اس شرانگیز و پر فرق کتاب کے مقلی و مسکن جواب کے
لئے اصرار کیا گیا تھا۔ احباب کرام کے تہہ بابر توجہ دلائے کے باوجود میں نے اس
کے جواب کی فوری ضرورت اس لئے نہ سمجھی کہ اس کتاب میں لغاتنی اور
شاعری کے علاوہ خود مولوی سر فراز کا اپنا کچھ بھی نہ تھا۔ اور جو کچھ بھی تھا وہ
مولوی منظور سنبھلی صاحب مدیر القرآن۔ درجی صاحب چاند پوری و انیسویں
و ثانی دہادی صاحبان کے رسائل کا چرچہ تھا اور انہی سنبھلی و درجی صاحبی قسم کے

لوگوں کی لادینی دے سنی تاویلات کو اپنے الفاظ میں اپنی شاعری و خوش بیانی کے درق نگار پیش کیا تھا۔ الغرض عبارات اکابر میں جو کچھ تھا وہ ہم ان کے اکابر ناظرین کی کتابوں میں دیکھ چکے تھے۔ فیج الحدیث کے مقب سے لے کر ابوزہد کی بھاری بھر کم کینت تک والے اس سرفراز خان مصدق صاحب کی تحریرات کو جب ہم ان کے وسیع الفاب، فصیح کینت و صغیر تنقص کی روشنی میں پڑھتے ہیں۔ تو ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ جو بے چارہ بات پر ماہنامہ "الرشید" سماجی والی جیسے غیر فہم دار راستے کے حوالوں کا محتاج ہے وہ اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات کی خاک ڈال کر سنا ہے۔ ہر حال چونکہ عبارات اکابر میں کوئی بات نئی معلوم نہیں ہوئی اور جو کچھ اس میں ہے اس کے رد و ابغالی میں علما کے اہلسنت بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اس لئے بار بار اداہ کرنے کے باوجود فقیر اقم الحروف عبارات اکابر کا فوری جواب نہ لکھ سکا۔ اسی دوران بہ جان کمرست ہوئی کہ گوہر الزلزلہ اسی کے ایک ناظر بزرگ مولانا محمد اسماعیل صاحب اس کتاب کا رد مکمل فرما چکے ہیں۔ مولانا غائبی انہیں خبر مرصع فرمائے۔ آمین۔

کاش کہ۔ مولوی سرفراز صاحب زوال و انحطاط کے اس دور میں جبکہ ہر طرف مغربی و فرنگی تہذیب کا دور دورہ ہے۔ اور بے لاد روی و مادر پدر آزادی کی وبا عام ہے کوئی معیار و مثبت کام کرنے۔ اگر ان میں کوئی صلاحیت تھی تو فرضی و بیکاری و بے پروگی، سینما بینی، سود و رشونت قتل و زنا، آداب و اخلاق وغیرہ موضوعات پر لکھتے اور کوئی اہم و مثبت کام

کرتے مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے لئے وہ موضوع پسند فرمایا جس پر علماء عرب و عجم فیصلہ دے چکے ہیں۔ برصغیر ہندوپاک کے اکابر و دانشور ہر علم و فقہ و دانش کو اس کی تائید فرما چکے ہیں۔ یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے۔ کہ مولوی صاحب علمت و شان رسالت کا پاس و لحاظ اور فاج کرنے کی بجائے شغفیت پرستی میں الجھ کر اپنے مولویوں کا دفاع کر رہے ہیں اور بے جانا و بلاق سے حقیقت کا منہ پڑا رہے ہیں۔ حالانکہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی فطرت و علمت و بزرگی و برتری کے سامنے ان مولویوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔

ذہنی خلفشار مولوی سرفراز صاحب کا ذہنی منتشرانہ توہمیں سے داخل ہے کہ وہ اپنے اکابر کی توہمیں، میر گستاخانہ کفر و عیارت پر سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت محمد و دین و ملت قدس سرہ و دیگر علمائے اہلسنت کے شرعی فتویٰ پر برہمی کے عالم میں کبھی تو وہ بحوالہ کتب بیان کئے گئے عقائد کو الزام قرار دیتا ہے۔ کبھی عبارت پوری نہ لکھتے کہ باہان بنانا ہے کبھی نیت کی شرط لگا آئے کبھی عبارات میں تحریف و خیانت کا الزام ملتا ہے اور پھر تاویلات کے لئے صفائی بھی پیش کرتا ہے۔ حالانکہ جب یہ الزام ہے تو پھر تاویل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ صاف صاف کہ دیں یہ عبارات ہماری کتابوں میں نہیں ہیں۔ اور تاویل کرنا ہے تو صاف صاف ان قرار کرو کہ عبارات موجود ہیں۔

فیصلہ انصاف پسند قارئین پر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے مولوی اسماعیل صاحب سے لے کر مولوی قاسم

ناو تو ی۔ رشید ذلیل گنگوہی راہبیمودی اور جناب اشرف علی صاحب تھانوی
 تک کی جن عبارات پر احکام شریعت بیان کئے۔ وہ تفسیر الایمان حواط
 مستقیم۔ معتبر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب میں ہیں یا نہیں۔
 اس کا فیصلہ ہم منعت مزاج حقیقت پسند فائزین پر چھوڑتے ہیں۔ وہ کسی تہ
 کی شائع شدہ کتاب لے کر بیٹھ جائیں اور احضرت مجدد ملت علیہ الرحمۃ کی
 نقل فرمودہ عبارات سے مطابقت کر لیں۔

بیم بھید | جو دہلوی عمار کی گستاخانہ عبارت پیش کی جائیں۔ تو
 عموماً مختلف النوع حیلوں بہانوں سے جان چھڑاتی جاتی ہے
 یہی سرفراز صاحب نے کیا ہوا یہ ہے کہ جب کسی گستاخانہ عبارت کو سوا کتب
 بیان کیا جائے تو جواب دہ ہے "ایسا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہہ سکتا ہے"
 جب کتاب سامنے رکھ دی اور کہا جائے چھپا ہوا موجود ہے۔ پڑھ لیجئے تو
 کہا جاتا ہے۔ تم اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ پھر دہلوی توفیقی کے لئے مختلف النوع
 من مانے مطالب بیان کئے جاتے ہیں۔ دھمکے مبارکزی سے پھر پھر پینسا جاتی جاتی
 ہیں۔ جب اس پکر بازی پر کہا جائے کہ یہ عبارت اسی مطلب کے ساتھ اپنی اسی
 عالم کی شان میں لکھ کر شائع کرو۔ تو راہ فرار اختیار کرتے ہوئے تیسری راہ نکالتے
 ہیں۔ عبارت تحریف کی گئی ہے۔ کبھی کہیں گے کہ آگے اور پیچھے سے پوری عبارت
 نقل نہیں کی گئی۔ ہم اس پر بھی وز و وضاحت عرض کریں گے۔ اپنے ابراہر کی
 عبارات میں عتی خریف خود دہلوی عمار نے کی ہیں۔ کسی نے نہیں کی۔ باقی
 رہی آگے اور پیچھے کی بات تو ہر شخص قرآن مجید احادیث شریعہ عبارت ائمہ فقہا

محمدین سے حسب دعائیں ہی عبارت نقل کرتا ہے جو اس کے دعا کو کافی
 ہو کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کہ کسی مشرک نے توحید کا ثبوت مانگا ہو تو اس کے
 جواب میں پورا قرآن مجید یا صحاح سنہ کا پورا ذخیرہ سنا یا ہو یا نقل کیا گیا ہو
 کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کہ ان کی یا دیگر فقہی مسائل کے ثبوت میں پوری
 شامی شریعت یا حاکمیری سنی یا نقل کی گئی ہو خود دہلوی عمار بھی جب
 مرزا یوں یا شیعوں وغیرہ کی عبارات نقل کرتے ہیں وہ حسب دعائیں ہی نقل
 کرتے ہیں۔ کسی بھی ایک کتاب کے جملہ مندرجات قابل اعتراض نہیں جوتے
 بلکہ پھر عبارات ہی قابل اعتراض ہوتی ہیں۔ اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے
 دسی الفاظ و عبارات بیان کی جاتی ہیں۔ جس کی ضرورت ہو۔ باقی رہی تاویلات
 تو تاویل کس بستہ کی نہیں کی جاسکتی۔ نہ کوئی کسی کی زبان پکر سکتا ہے نہ قلم
 روک سکتا ہے۔ نہ انکار پر جبر ہے۔ نہ انصاف و دیانت کا نقصان ہے کہ دہی
 عبارات و کلمات جو ان کے ابراہر حضور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 دیگر اہلبار و رسل علیہم السلام و محبوبان خدا دیار اللہ قدس سرہم کی شان
 میں لکھے چھاپے ہیں۔

تاویلات کا غیظ | علماء دہلوی نہ اپنے ابراہر کی توہین آمیز گستاخانہ عبارات
 کی مختلف النوع تاویلات کئے جارہے ہیں۔ وہ اس قدر
 احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔ ابراہر کی تاویلات کے باوجود خود ان کا ذہن اور
 ضمیر مطمئن نہیں ہو رہا ہے۔ ابتداً مولوی علیل احمد صاحب ایشوری نے اپنے
 ابراہر کی گستاخانہ عبارات کی تاویل میں اللہ تعالیٰ فرمائی۔ مگر اور اور

خود علماء دیوبند مطمئن نہ ہوئے۔ پھر مولوی منظور علی صاحب دیر افغان نے
 "ہیبت بانی" خلیل کین مناظرہ اور فتح ربی نام نہاد۔ وگش نظارہ، بحر کت القلم۔
 گردیں، نگاہ دیوبند کو سکون نہ آیا۔ پھر مولوی رفیع حسن دہلوی صاحب چاند پوری
 اٹھے۔ انہوں نے اپنے بڑوں کی توہین آمیز عبارت کی بھری ہوئی دھجیاں جوڑنے
 اور پیوند کاری کرنے کے لئے الگو کو بہالیا لیا۔ تو تفریح البیان فی حفظ الایمان، الغفر
 علی لسان الخضر، انتصار البری، اسکت الہندی، تزکیۃ الناطق، قاصدۃ النظر وغیرہ
 دھڑکھٹیں۔ مگر نہ قرار آتا تھا نہ آیا۔ مدبر کو مولوی حسین احمد کٹر جیسی سے بھی نہ رہا
 گیا۔ اور الشہاب ثاقب کے نام سے ایک فحش گالی نامر سیاہ کر دیا۔ مگر سکون قلب
 اطمینان تام نصیب نہ ہوا۔ اسی دوران اوسنے پورے لوگوں نے نہ جانے کیا اور
 کتنے کچھ اٹے سیدھے رسائی کھئے اور بے جا تاویلات کے بل باندھے۔ غرض طبیعت
 سیر نہ ہوئی، بغیر طاقت ہی کوتاہ رہا، الغرض منافع العید والبرایان رد البہتان کے
 بعد عہد حاضر مرفوع النعم، جناب سرفراز گھنڈی صاحب کی باری آئی ہے انہوں
 نے قدرے ہوشیاری سے کام لیا اور اصرار کٹھن لڑا کہ لغائی اور شعروشاعی
 کی رنگینی جا کر انہی فرمودہ تاویلات کو اپنے الفاظ کو جامہ پہنا کر نیارنگ و بیکر عبارت
 اکابر کی صورت میں پیش کر دی مگر مع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

اپنے اکابر کی عبارت کی شہاد روز اس منت خیز تاویلات کے باوجود ان کا
 اپنا ضمیر مطمئن نہیں ہو رہا ہے اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔

بے قراری تجھے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج اہل دیوبند نے حضرات اُمیدار و رسول علیہ السلام
 یا حضور بیانیہ صاحب علی اللہ علیہ وسلم کی ذات و کمالات پر وار و شدہ غلط افکار
 و خرافات کے رد و جواب میں ننانو کتاب بھی اور عظمت شان رسالت کا دفاع
 کیا، ان کی جو کتاب بھی شائع ہوگی اپنے مولویوں کے خود ساختہ تقدس کے تحفظ
 میں شائع ہوگی۔ ہر عنوان ان کی بگڑی بنانے اور ڈوبتی ترانے کی سعی ۱۶۸
 کریں گے۔

تاویلات کے طوفان کا متوقع انجام | آج مسلمان عالم کے سامنے ہے آپ
 ان کے اکابر کے فرمودہ تاویلات اور

کفریہ عبارت کی سن گھڑت مختلف النوع نشریات پر مشتمل مذکورہ بالا کتب لے
 کر بیٹھے جائیں، حسام المؤمنین کا پیرا آب زنا ب سے لہذا نظر کٹے گا، ایک کی
 تاویل سے دوسرے کے بیان کردہ معانی کفر و دوسرے کی بیان کردہ نشریات سے
 "میسرے کی تاویل ارتداد و افسانے سے جا اور پیہم تاویلات کے نتیجہ میں اب ان کا گویا
 اپنے اکابر کے ارتداد پر اجماع ہو گیا ہے۔ اس کی مختصری ایک جھلک سہارا کتبہ کہینا
 "دکھانا رسالہ" دیوبندی شاعر نے اپنے منہ کا فر "ملاحظہ ہو۔ مناظرین کرام علماء المسند
 ان کی منت خیز تاویلات پر مشتمل کتب کی بھر پور گھیرائی نہیں۔ بلکہ ان کو لے کر
 بیٹھ جائیں اور ایک دوسرے کی پیش کردہ تاویلات کی مطابقت کریں تو معاملہ عجیب
 ل سو فیصد تاہید و تصدیق پائیں گے اس کو کہتے ہیں۔

حق وہ جو سرچرچہ کر بولے

یوں تو مولوی سرفراز صاحب نے اپنی جان میں ہی بہت بل کھائے ہیں پھلتیاں

کسی ہیں۔ مخلصہ تسخیر کا مظاہرہ کیا ہے۔ جہاں شعر نگار گستاخانہ عبارات کا ذائقہ تبدیل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مگر اس ساری کتاب میں ان کا اپنا ہے کیا۔

بلکہ مگر دخول کی آواز۔ فیصلہ کن مناظرہ۔ الشباب تائب۔ الفلاح المہدیہ فیصلہ کن مناظرہ۔ المہند۔ موانع التامی۔ الرشید۔ مکرر الرشید وغیرہ کے خاندان حجاز حوالے ہیں۔ دیکھئے صفحات ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۱۳۵، ۱۹۹ وغیرہ وغیرہ۔ متعدد مقامات پر ان اور اس قسم کے دوسری کتب کی نقل بمطابق اصل ہے۔ بزرگ خورشید محمد رشید نقوی کے اس زور پر مصنف و مؤلف بن بیٹھے۔ مثال کے طور پر بلا حوالہ نقل بمطابق اصل کا ایک نمونہ حاضر ہے۔

دوبندیل کے سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی صاحب نے خود ساختہ فتح بریلی کے نظارہ کے صفحہ پر امریہ مینا کی امیر اللغات جلد دوم ص ۱۷۷ کے ایسا کوئی بیان کیا تھا۔ اور برق کا شعر لکھا تھا وہ جوں کا توں سر فراز صاحب نے بلا شک و بلا حوالہ عبارات اکابر کے ص ۱۵ پر پیش کر دی۔ اختصار مان ہے ورنہ اس قسم کے متعدد حوالے لائے جاسکتے ہیں۔

تاویل مولوی اسماعیل صاحب تقویت الایمان کی نظر میں جناب سر فراز صاحب نے تاویل مولوی اسماعیل صاحب تقویت الایمان۔ مراط مستقیم تنخیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات کی تاویل میں سرور کی بازی لگادی ہے۔ مختلف النوع جیلوں پہاڑوں سے اہل توہین و تنقیص کی گستاخیں پر پردہ ڈالنے کے لئے ایسی سیدھی تاویلات

میں، لیکن بابائے وابہیت جناب مولوی اسماعیل صاحب و مولوی تاویلات نے والوں کی جڑیں کاٹ گئے ہیں۔ وہ تقویت الایمان میں بڑی فراخ دلی سے افسانے لکھتے ہیں۔ یہ بات محض بے جا ہے کہ گستاخ میں لفظ بے ادبی کا لفظ ہے اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے۔ مثلاً اور پہلی بولنے کی جگہ اور ہیں۔ اگر تقویت الایمان سے لے کر تنخیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان تک کی عبارات کا جائزہ لیں۔ مولوی ہیں اور پٹا بھی ہے ادبی ہیں۔ شرق سے عرب تک مسلمان عالم ان کو گستاخی دے ادبی قرار دے رہے ہیں، لیکن مولوی اسماعیل صاحب و مولوی کی اس جاہلیت و تعصبات کے باوجود سر فراز قسم کے لوگ اپنا سر کیا ہے میں اور ہے جاناویلات کے صبر میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنے ولی نعمت بابائے وابہیت کے فرمان سے انحراف کئے جا رہے ہیں۔

مذہب کشید کرنے کا الزام مولوی سر فراز صاحب نے جگہ جگہ اکابر کی عبارات غلط مفہوم کشید کرنے کا الزام بھی لگایا ہے مگر وہ اپنے کو نوکشتہ کا پر تکلف لفظ کھگے گئے، لیکن اس کی حقیقت جاہلیت پر غور نہیں کیا۔ پہلی سے غالب کا عرق کشید نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی شخص خود کتنا بڑا ماہر و قیامت پروردہ ایسا کہ شعر نہیں دیکھا سکتا۔ اسی طرح کوئی بھی شخص کتنا ہی زور لگانے وہ عشق و محبت سے بغض و کدورت کا عرق کشید نہیں کر سکتا، ایمان حام سے کفر و ازاد کشید نہیں کر سکتا، اعلیٰ حضرت نے اکابر دوبند کی عبارات و ادبی معنی مراد لئے جو گئے۔ کیونکہ توہین و تنقیص سے ایمان و اسلام کا عرق بد نہیں ہوتا۔ ذرا احتیاط نہ۔ اکابر دوبند کی زبان کس قدر عزیز ہے۔ ایک طرف

عقبت و شان رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور کیجئے اور دوسری طرف علیہ السلام
و سوتیانہ زبان ملاحظہ کیجئے۔

کبھی تو وہ ہر جہتی ٹری مخلوق دانبار و رسول علیہم السلام حضرات اولیاء اللہ
قدس سرہم کو اللہ کی شان کے آگے جو شرے ہمارے زیادہ ذلیل قرار
دیتے ہیں کبھی وہ کہتے ہیں بعض علوم غیبیہ ہمارے لئے بھی حاصل ہے۔
(مختلہ الامیان حکم اس غلیظ و نہایت عبارت کو یہ نہیں سمجھ پڑے جیسے یا انتقام
لیکھ لے جائیں اس کے مردود و مفہوم معانی پر کچھ اثر نہیں پڑتا کبھی وہ نمازیں
حضور اللہ سے بہ عالم نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال اللہ میں دل میں آتے
کو معاذ اللہ گدھے اور بیل سے بدتر قرار دیتے ہیں دھڑلہ متقیم ملامت دیکھئے
کس بے دردی و ستم ظریفی کے ساتھ اکابر یونہی جمو ان خدا بالخصوص حضور
سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ معاذ اللہ جو شرے چار حیوانات دہانم
گدھے بیل و گدھے و گدھے سے تشبیہ دے رہے ہیں کوئی بھی ذی فہم و شعور جس کے دل
و دماغ میں ایمان کی رقت ہے۔ وہ ان نہایت جملات و الفاظ کو کس طرح حضرات
جمو ان مولا کی مرتعہ سرانی قرار دے سکتا ہے جمو ان خدا کے حق میں الی یونہی کی
بولی جو شرے چار گدھے بیل جانور پاگوں کی بولی ہے اس کو کفر و فحشاء
نہ کہا جائے تو کیا حور و نفست و مناقب گروا جائے۔ مگر

حک نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے ہی

کے زیر مصداق اس نوع کی تشبیہات پر یونہی حکیم الامت تھانوی صاحب
کو کبھی کسی اور عنوان کے تحت کہنا پڑا "اسی لئے حق تعالیٰ کو خالق کل شئی کہنا

درست ہے اور خالق الکلاب و الخنازیر دکنوں اور مردوں کا خالق کہنا بے ادبی

ہے۔ مگر مدعی لاکھ بہ بھاری سے گواہی تیری
بہر حال اس بحث میں دعا ہمارا مقصد نہ تھا ہم اور ہمارے اکابر گستاخانہ
عبارات کے کوئی خود ساختہ معانی کثرت نہیں کئے ان عبارات کے معانی و مفہام
یہی ہیں جو اہل زبان و کلام نے تسلیم کئے۔ شرق و غرب میں تسلیم کئے جاتے
ہیں۔ مثلاً ہر عرب و عجم و ہندو نے ان پر احکام شرعی بیان کئے۔ وہ عبارات
فی الواقعہ بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں۔

مراد و نہایت کی شرط جناب مولوی سرفراز صاحب نے بہت پیشانی کھائی

ہیں اور اپنے اکابر کو حسام الحرمین کی مار سے بچانے
کے لئے ہر جہتی بڑی بات کا سہارا لیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں ڈونٹے
کو تنکے کا سہارا بھی کافی ہوتا ہے "عبارات اکابر کے معنی پیر رقم طراز ہیں
"ان اکابر و لوہند کی مراد و نہایت کے خلاف ان کی عبارات کا مطلب انفرادہ مراد
ان کی نہایت اور مراد کی یہ مراد شرط علی غلط ہے اور اس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا
ہے۔ مگر ہمیں احساس ہے کہ یہ معقول محض ایک پیش لفظ اور تنبیہ ہے۔
مفصل کتاب کار نہیں اس لئے ہم صرف جناب حسین احمد صاحب کا مختصر یہی کہ
مولانا مفت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے مخاطب کو ان پر جس قدر اعتماد ہو گا اتنا
قرآن و حدیث تکابیر کے دلائل و دواہجہات پر کہاں جیسے آپ کی اس مراد
و نہایت کی شرط کے متعلق مولوی حسین احمد صاحب صدر دین اپنے محاورہ
و دلت مرئی خالق جناب رشید احمد گنگوہی صاحب سے نہایت کے روکا بخیرت

فرام کرتے ہیں۔ ہم خود طاعت رشید پر مصلحت سے عبارت نقل کر چکے ہیں کہ
حضرت مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ مومن
تجیز حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت عقارت
نہ کی ہو۔ مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے (الشہادۃ ثانیہ صفحہ شائع
کر وہ کتب خانہ رحیمیہ دہلی) ہمارے اس حوالہ سے مولوی سرفراز صاحب کی
نیت والی شرط کا تاثر پورے بھر گیا اور ان کا یہ سہرا بھی ختم ہو گا کیونکہ
حک کی جتنی بات جہاں بات نہائے نہ بنے

تقویت الایمان کی بے ادبی و گستاخی کا اقرار
حق اپنا اثر دکھائے بغیر
[نہیں رہتا اور بسا اوقات
حق بات خود مخالفت کی زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔ تقویت الایمان کی عبارت
بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں جس کا منشی بصرہ دیوبندی و بابی قوم کے علاوہ
دنیا بھر کے اہل علم اعتراف کر رہے ہیں۔ مگر وہ خالق ارض و سما جمل ملازم
حضرت مولانا علیہ السلام کو سب سے بڑے تاقی و دشمن فرعون کے گھر روڑ
کر اسکتا ہے۔ تقویت الایمان کی بے ادبی و گستاخی کا اعتراف تقاضی صاحب
کی قلم و زبان پر بھی جاری کر اسکتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ دیوبندی حکیم الامت صاحب
تقویت الایمان کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"تقویت الایمان میں لبس الفاظ جو محضت واقع ہو گئے ہیں تو اس زمانہ کی
جہالت کا علاج تھا جس طرح قرآن مجید میں علی علیہ السلام کا آرمائے والوں
کے مقابلہ میں قل من یصلح من اللہ فیہ ان اذاع یصلح المیسجین مومنین

فرمایا ہے۔ لیکن مطلب ان الفاظ کا برا نہیں ہے جو غور سے یا سمجھانے سے
سمجھ میں آ سکتا ہے۔ لیکن اب جو بعضوں کی عادت بن گئی ہے کہ ان (تقویت الایمان)
کے الفاظ کو بلا ضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بے شک بے ادبی و گستاخی
ہے۔ پہلے تو تقاضی صاحب کی سادگی اور سہولت پر ملاحظہ ہو بعض الفاظ محضت
واقع ہو گئے ہیں (کیا وہ الفاظ خود بخود آ گئے ہیں؟) محض علی رضوی خفیل اور
قطع نظر اس سے آئینہ کریم کے مفہوم و الفاظ اور تقویت الایمان کی عبارت میں
زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کو
تو اہل مائنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں حضور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم و
اولیاء کرم کو کس لئے الایمان مسمود مانا تھا؟ دوم خالق کا اپنے انبیاء علیہم السلام
کو کچھ ارشاد فرمایا محضت و دانائی کی باتیں تعلیم فرماتا اور بات ہے اور انہی میں کہ
استغاثہ ہونے کے دعوے کے ساتھ جہنم کا کلمہ پڑھتا ہو اس کی شان میں کچھ کہنا اور
بات ہے۔ مگر کچھ بھی مزہر حال تقاضی صاحب نے اس کا توڑی فراموشی
سے اعتراف کر لیا۔ تقویت الایمان میں الفاظ محضت واقع ہو گئے ہیں۔ یہ خود
بخود ہوں یا امیل صاحب کی چہرہ وقتی سے اور یہ کہ اب یہ الفاظ استعمال کرنا
بیشک بے ادبی اور گستاخی ہیں۔ ۱۰

تعلیم میری اور تعجب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں درجائے پر جاسے
تقاضی صاحب کے ان ارشادات کے برعکس اب یہ سرفراز صاحب کی
شفقت قلبی ہے کہ وہ نہ صرف ان محضت واقع ہوئے والے الفاظ کو

استعمال کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ ادبی اور گستاخی پر مبنی ان الفاظ کی مرہم پٹی
 وچونکہ کاری میں بھی مصروف ہیں۔ حالانکہ اسی جواب میں تھانوی صاحب
 کے امتناعی الفاظ یہ ہیں کہ "ان الفاظ کو استعمال بھی نہ کیا جاوے" دیکھو
 (امداد الفتاویٰ جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۱) جب تھانوی صاحب ان تقوینہ الایمانی الفاظ
 کے استعمال سے منع فرما رہے ہیں تو لازماً ان کے نزدیک یہ بے ادبی و
 گستاخی پر مبنی ہیں۔ جب بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہیں تو عبارات اکابر
 میں ان عبارات کا بار بار اظہار و بیان و تادیل و ضاحت اپنے حکیم الامت
 کے ارشاد و انت سے حریج و منحرف ہے۔ ہماری اس وضاحت سے ثبات
 ہو گیا ہے کہ تقوینہ الایمانی کی عبارات محنت ہیں اور بے ادبی و گستاخی پر
 مبنی ہیں۔ اس کے علاوہ تحذیر الناس و حفظ الایمان وغیرہ عبارات کو
 اسی آئینہ میں دیکھ لیا جائے۔

تحریف جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ علمائے دیوبند نے خود
 اپنی کتابوں اور عبارتوں میں زبردست تحریف اور رد و بدل
 کی ہے مگر سرفراز صاحب نے تحریف کا التزام اہلسنت و امام اہلسنت
 اعظم حضرت فاضل قدس سرہ کے ذمہ لگایا ہے۔ اور اپنی عبارت اکابر میں
 مختلف صفحات پر یہ رد و رد ہوا ہے۔ ناظرین کو حیرت ہو گی۔ علامہ دیوبند
 نے اپنے اکابر کی عبارت میں جس قدر خوفناک تحریف اور شدید رد و بدل
 کیا ہے۔ آتا آج تک کسی مخالف نے بھی اپنے حریف کی کتب میں
 نہیں کیا تھا۔

تحذیر الناس بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب
 نانوتوی کی کتاب ہے جس میں انہوں نے آئینہ عقلم
 کے تحت غلط کے برعکس بالکل جدید بیان کر کے ایک جدید
 کی بنیاد رکھی اور سرفراز قادیانی مردود کے لئے راہ ہموار کی۔ آج قادیانی
 سے زیادہ انہی مولوی قاسم صاحب کی تحذیر الناس کو اپنے خود ساختہ
 سادہ بنی کی جموں کی بیعت کی دلیل بناتے ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب نے
 ان عبارت اکابر کے صفحہ ۱۱۲ سے آگے مختلف صفحات پر اعظم حضرت
 علی سنت رضی اللہ عنہ تحذیر الناس سے نقل فرمودہ عبارت پر غامضانہ
 کہ ہے اور لکھا ہے خان صاحب نے عبارت کے پیش کرنے میں
 ان کے بیس کا ثبوت دیا۔ مثلاً اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر ایک خاص
 سدی "مثلاً" وغیرہ... اس موضوع پر تفصیل سے لکھا جاسکتا ہے۔
 وقت اس ابتداء میں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اعظم حضرت مجدد
 مدت قدس سرہ تحذیر الناس کی اس عبارت سے اختلاف فرماتے اور
 حق ظاہر فرماتے والے کوئی پہلے اور تنہا شخص نہیں۔ دیکھئے دیوبندی
 امت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کہتے ہیں "جس وقت سے
 قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں
 نانوتوی کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولوی عبدالحی صاحب کے"
 صاحب الیومیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۲) مقام غزوہ دہلی سے جب بانی
 دیوبند نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس سے ہندوستان بھر میں کسی بھی

(عالم یا غیر عالم) نے موافقت نہیں کی۔ تو پھر امام اہلسنت امام احمد رضا قدس سرہ
کو بھی مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ کیا اندرونی بغض و عناد اس پر مجبور کرتا ہے؟
ہندوستان بھر کے علماء کی عدم موافقت کی بنا پر چاہیے تو یہ تھا کہ وہ
توبہ نامہ چھاپ دیتے اور علی الاعلان رجوع کر لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ وہ اس
پیرائے سے اس پرانی زمانہ کے مشاہیر علماء کرام نے تنہا برائیاں کئے زور
جواب شائع کئے چنانچہ اس کا فائدہ اند اعتراف کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی"
میں کیا گیا۔ جو مشہور دیوبندی مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دیوبند کے تلمیذ
نذارت کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس میں مولوی قاسم صاحب کی تنہا برائیاں
کے رد میں شائع ہونے والی کتب کا مختصر ذکر موجود ہے ملاحظہ ہو کیا ہے۔
"انزبانی عباس کی بحث اور مناظرہ احمدیہ اور تنہا برائیاں کے جواب میں کہیں
رسالے لکھ گئے۔ ہمارے مطالعہ و علم میں درج ذیل رسالے آئے ہیں۔

۱۔ تحقیقات محمدیہ عن اوہام نجدیہ ۱۲۸۶ھ

۲۔ الکلام الحسن

۳۔ تنبیہ الجہان بالہام البیاض المثلث ۱۲۹۱ھ

۴۔ قول القبیح ۱۲۸۵ھ

۵۔ افادات حمید ۱۳۲۲ھ

۶۔ رد رسالتی نوں شریعت

۷۔ ابطال اعطاف قاصم ۱۳۱۸ھ بمطابق اس رسالہ پر بہت سے علماء کا برہنہ
کے دستخط موجود ہیں۔

۸۔ فتاویٰ بے نظیر۔ اس رسالہ میں ان تمام اکابر علماء ہند کے فتوے کیجے
شامل ہیں۔ جو صحت انزبانی عباس کے قائل نہ تھے

۹۔ کشف الالتباس فی انزبانی عباس

۱۰۔ قسطاس فی موازنہ انزبانی عباس ۱۲۷۸ھ
کتبہ مولانا محمد احسن نانوتوی مدظلہ ۱۳۵۱ھ

بتائیے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا
کیا قصور ہے۔ برصغیر ہند کے علماء متفقہ طور پر تنہا برائیاں کا رد و ابطال فرماتے
تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ۱۲۷۵ھ میں حسام الرحمن علی مدظلہ کے ساتھ حکم شرعی
داخیج فرمایا۔ اور اکابر علماء ہند اس سے بہت پہلے تنہا برائیاں کا رد و ابطال کر چکے
تھے جس کا تھانوی صاحب نے بھی اعتراف کیا ہے۔

باقی بری تحریف و خیانت کی بات تو یہ کیجیے اس کتاب تنہا برائیاں میں
نور دیوبندی ہمارے نوفاک تحریف کی ہے۔ تنہا برائیاں صحت کی پرانی اصلی
عبارت قدیم ایڈیشنوں میں یوں ہے "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی مسلم بھی کوئی
نئی پیدا ہو تو خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" تنہا برائیاں صحت انارکلی
لاہور۔ گرامی دیوبند کے قدیم تین چھاپوں میں صفحات کے آگے پیچھے ہونے کے
باوجود عبارت اس طرح موجود ہے۔ "وہاب علیہ السلام اہلسنت کی گرفت سے
بہر ہو کر توبہ اور رجوع کرنے کی بجائے یوں تحریف کر دی جس کو دانشمندی
دیوبندیوں نے شائع کیا ہے۔ ملاحظہ تحریف شدہ نئی تنہا برائیاں میں یوں
کر دیا گیا "اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی

فرس کیا جادے تو یہی خافیت محمدی میں فرق نہ آئے گا (تخیر الناس)
 شائع کردہ مکتبہ (اشدیر دیوبند یوپی) محلہ
 خود نہیں بدلتے تختیر بدل دیتے ہیں
 بتائیے تحریف کرنا خواہنا خسار ہوا یا نہیں۔ حوالے اور بھی آرہے ہیں۔
 حفظ الایمان کا حال ملاحظہ ہو۔

اس لیے چاری میں پیچے درپے کتنی تحریفیں ہوئی ہیں۔ دوسرا کب کوئی
 اتنی کر سکتا ہے۔ بہر حال پہلے حفظ الایمان کی قابل اغراض گستاخانہ عبارت
 ملاحظہ ہو۔ پھر اس میں تحریف اور کتبہ بنوت ملاحظہ ہو۔ "پھر یہ کہ آپ کی ذات
 مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت غیب یہ امر ہے کہ
 اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔
 تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بکرم ہر کسی و
 جنوں بلکہ جمیع جبرانات و بنائیں بھی حاصل ہے (حفظ الایمان ص ۴۸)

دیوبندی تحریف و کتبہ بنوت
 تازہ ایڈیشنوں میں علماء دیوبند نے یہ
 اتحاد کی صفائی دکھائی ہے کہ اس عبارت
 کا علیہ ہی لگاؤ کر رکھ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ مکتبہ نعمانیہ دیوبند یوپی سے شائع شدہ
 نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند کی کچھ ہوئی حفظ الایمان ص ۴۸ میں ہے۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید
 صحیح ہو تو میان علم غیب کا عالم الغیب کو دیا حکم کی جگہ الحاق کیا دیا ہے۔ حالانکہ
 اہل علم جانتے ہیں کہ بعض علم غیب اور عالم الغیب میں اور اطلاق و حکم میں نہیں۔

آمان کا فرق ہے مگر دیوبندیوں نے اپنی کتاب میں اپنی جان بچانے کے
 لئے خود تحریف کی اور لازم اہل سنت پر لگاتے ہیں۔ مولوی منظور سنبھلی نے
 ہی سبب حاد استہزاء کیا کر کے اور اپنے نقادوں کو ہر منار کو صحیح مشورہ دینے کے
 بجائے اس تحریف شدہ عبارت کو ہائما ہما القرآن مطابق ماہ رجب ۱۴۲۵ھ
 میں اسی ہیہرا پھیری سے چھاپ دیا۔

ضمیمہ تحریف
 ضمیمہ منظر ہوا۔ لہذا پھر تحریف کی ضرورت پیش آئی۔ اور نقادوں
 سلیم الامت نے اپنی محنت و دانائی کا یوں مظاہرہ فرمایا۔ کہتے ہیں۔

"لہذا بقولہ المشورہ اس (عبارت) کو لفظ اگر کے بعد سے عالم الغیب کہا جائے
 کہ اس طرح درست ہوں۔ اب حفظ الایمان کی اس عبارت کو..... اس طرح لکھا
 جادے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے
 "مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیا علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں" (الم و اشرف علی
 نقادوں ۸ ص ۴۲) وقت الفی فقط

تجایا جائے۔ اعلم حضرت امام المسند محمود دین و ملت فاضل بریلوی رحمہ اللہ
 ص ۲۵۱ ملّا عرب و حکم کیا کہ قصور ہے جنہوں نے حفظ الایمان کی اس نسبت عبارت
 پر حکم شرعی ظاہر فرمایا۔

نقادوں صاحب اور ان کے حواریوں پر لازم تھا کہ حسب یہ عبارت خود ان کے
 ذہن میں بھی گھٹسک رہی تھی۔ ان کے ضمیر پر جو پھیرنی ہوئی تھی عبارت بدلنے
 کی بجائے رجوع کا اعلان چھاپ دیتے۔ تو بہر حال شائع کر دیتے اسکو غرض نفس

کا مسئلہ نہ بنا تے تو معاملہ صاف ہو گیا ہوتا۔ مگر تقاضوی جی تو یہ درجہ جی
المنی کی سیدھی راہ اختیار کرنے کی بجائے ایٹھ گئے۔

تو یہ درجہ جی سے گریز و امتکار | اعلا حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی ایک دم ہی بلا فکر و
نظر حکم شرعی شائع نہ فرمایا تھا۔ بلکہ تقاضوی جی کو ہم ممکن شرعی روایت دی خطوط بریلوی
کے ذریعہ اخبار و اشتہار کے ذریعہ ان کو ان کے اقوال پر بار بار مطلع کیا۔ مدیر کہ جب
تقاضوی جی ۱۱ جمادی الآخر ۱۳۲۲ھ میں سرائے خام بریلی آئے تو امام المسند
اعلا حضرت فاضل سرائے معزین شہر و ملار کا ایک نامزد و فدا ان کی خدمت میں گیا
تو یہ درجہ جی کی تلقین فرمائی۔ تقاضوی جی نے تو یہ درجہ جی اور مناظر سے صاف مان
اٹھا کر دیا۔ کہنے لگے۔ "صاف کیجئے میں اس فن میں باہل ہوں میرے استاد
بسی جاہل ہیں جو غرض تم سے دریافت کرے۔ اسے ہدایت کر دو طیب کا کام سنو
کہہ دینا ہے یہ نہیں کر ملحق کی گردن پر پھڑکی رکھ دے کر تو پی لے..... ہیں
(حفظ الامان) میں جو کہہ کر چکا ہوں۔ وہی کہوں گا۔ مجھے مقتول بھی کر دے تو وہی
کہے جاؤں گا۔ مجھے صاف کیجئے۔ آپ جیتے اور میں ہار! (وفات السن مشق)
بسط البنان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ سبب تالیف کے زیر عنوان
لکھا ہے۔ "ایک دفتر حب بریلی میں ایسے اشتہارات کے جوابات لکھنے پر ان
و تقاضوی صاحب سے اصول کیا گیا۔ تو انہوں نے یہ کہہ کر بھیجا چھڑا۔ کہ آپ
جیتے اور ہم ہارے۔" (حفظ الامان) مطبع علی دہلی سنہ ۱۳۲۵ھ و بعد حفظ الامان لاہوری
مع بسط البنان ۹۹)

مقام غور و فکر ہے جب جناب سرفراز صاحب کے اس وقت کے کاربرین کے
حالات یہ تھے وہ اپنی گستاخوں پر خود اڑے ہوئے تھے۔ مثال اعتراض بائون
پر مجھے ہوتے تھے تو پھر آج یہ لوگ حکم شرعی کے اظہار و بیان پر کیوں رنجیدہ خاطر
ہوتے ہیں۔ ہر حال مارا دعا ثابت ہے کہ علماء دیوبند نے اپنی عبادت میں جو
تحریر و کتب بیعت خود کی ہے اسکی مثال نہیں ملتی۔

الزام تکفیر کی حقیقت | علماء دیوبند تکفیر کے شرعی حکم پر بیعت و ادا کیا کرتے
ہیں اس کو سوا بیعت بڑھا پڑھا کر شدید مبالغہ کا غول
پڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ محمد زین و بیعت اعلیٰ حضرت فاضل سرائے اس الزام کی
حقیقت واضح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ناچار عوام المسلمین کو بھڑکانے اور دن دھاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ
حال ملتے ہیں۔ کہ علماء اہل سنت کے فقویں لکھیں کہ کیا اقرار۔ یہ لوگ تو فساد سی بات
پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشینیں کھنکھاتی ہیں کہ فتنے چھیپا کرتے ہیں۔ اعلیٰ
وہی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسلمی صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا۔
ہر بہن کی حیا اور شرمی ہوئی ہے وہ آواز دلاتے ہیں کہ سناؤ اللہ حضرت شاہ
عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب
کو کہہ دیا۔ مولانا فضل الرحمن صاحب کو کہہ دیا۔ چھر چھر پورے ہی حدیث کے اپنے
گور گئے۔ وہ یہاں تک بڑھے ہیں۔ عجائبات اللہ عجائبات اللہ حضرت شیخ محمد الفاضل
احمد علیہ کو کہہ دیا۔ عرض ہے جس کا زیادہ معتقد پایا۔ اس کے سامنے اسی کا نام
لے دیا۔ کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض بزرگواروں نے

مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الزکبادی مرحوم مدفون سے جا کر ٹروی۔ کہ
 معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی قدس سرہ
 کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے انہوں نے کہ کفر یہ
 جہاد کفر فاسق بنیاً قبیحاً پر عمل فرمایا خط ہنگامہ دریافت فرمایا جس پر یہاں سے
 رسالہ "انصار البری ص" و سوانح القدری" لکھ کر ارسال ہوا۔ اور مولانا نے مقتدی کو آپ
 پر لاجل شریف کا تحفہ بھیجا۔ غرض عیشیہ ایسے افتراء کیا کرتے ہیں (تہذیب الایمان ص ۸۰)

صحابی کو کافر کہنے کا افتراء | حدیث کہ علامہ دیوبند نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت

کافر کہنے کا شرناک الزام لگایا۔ جناب سرفراز حسین ماہنامہ الرشید کے حوالوں کو ناقابل
 تفسیر سمجھ کر اذیت خیز جان کو نقل کرتے ہیں۔ اس ماہنامہ "الرشید" میں مولوی خالد
 محمود انچیر ٹروی لکھتے ہیں۔ "اب صحابی رسول حضرت عبدالرحمن القاری رضی اللہ
 عنہ پر مولانا احمد رضا خان کی جرح سینے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں صحابہ جرح
 یافتہ نہ تھے۔ آپ لکھتے ہیں۔ ایک بار عبدالرحمن قاری کو کافر تھا۔ اپنے ہمراہیوں
 کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اڈوں پر اپڑا۔ چرلے والے کو قتل کیا
 اور اونٹ لے گیا۔" (ماہنامہ الرشید ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ)

بظاہر انچیر ٹروی صاحب نے ہر اعلیٰ حضرت حصہ دوم سے نقل کیا۔ مگر
 اس میں ایسی ہولناک غیبات و سبائیاں کی کہ دیانت و امانت اپنا سر پہ بیٹھی
 ہے۔ اس لئے کہ یہ عبدالرحمن قاری فی الواقع کافر و مشرک تھا۔ مسلمان و صحابی
 نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے وضاحت بھی فرمائی ہے کہ یہ عبدالرحمن قاری

کافر تھا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اڈوں
 پر اپڑا چرلے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔ بتایا جائے کہ کیا کوئی صحابی
 معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اڈوں پر آتا ہے چرلے والے کو قتل
 کر سکتا ہے؟ اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے وضاحت بھی فرمائی ہے۔ "اے
 قرأت قاری ذمہ لیں۔ بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھے" (سلفیات ص ۱۸)

یہ ہے دیوبندی کا رشتہ کی کافر کو صحابی بنا دیا۔ اور معاذ اللہ صحابی کو کافر قرار
 دینے کا افتراء کر دیا۔ حالانکہ صحیح بخاری شریف میں جن صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کا ذکر ہے اور ان سے روایات ہیں وہ حضرت عبدالرحمن بن عبد القاری ہیں ویکھو
 صحیح بخاری ص ۱۸۱ لکھا ہے۔ عن عروۃ بن الزبیر عن عبد الرحمن بن عبد
 القادی۔ بتایا جاسے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ اعلیٰ حضرت نے کافر قرار دیا۔
 یا دیوبندیوں نے خود ان کو کافر قرار دیا۔

علامہ مشائخ اہل سنت کے نام پر دھوکہ دہی | جناب مولوی سرفراز صاحب
 نے بڑی فراخ دل سے دھوکہ
 دہی کی وار دہی کی ہیں۔ انہوں نے اپنے اکابر کو ایمان و اسلام کی ڈگری و ولولے
 کے لئے مختلف علماء و مشائخ اہل سنت کا نام استعمال کیا۔ اس فریب کاری کی
 مختلف رویدادوں میں بھی لکھے۔ اور سرفراز صاحب کی دیانت و امانت کی داد دیجیے
 جہالت اکابر کے مفہوم پر صنعت مزاج بریلوی علامہ حضرت علامہ دیوبند کی پیچھے
 نہیں کرتے۔ کی موٹی ہاتھی سرخی جا کر سرفراز صاحب پر باد کرانے کی کوشش کرتے
 ہیں۔ کہ فلاں فلاں حضرات ہمارے علماء کی پیچھے نہیں کرتے۔ وغیرہ۔ لیجئے ہم اس

کی قلعی بھی کھولتے ہیں۔

مولانا غلام محمد گھوڑی کے نام کے ساتھ جو الفاظ نقل کئے ہیں۔ کیا ان میں یہ موجود ہے کہ نسخہ برائے اس۔ براہین قاطعہ حفظ الیمان وغیرہ کتب کی عبارات جن میں اور علامہ حضرت فاضل بریلوی قوس مرطہ والا برعرب وجم کا توتخی غلط ہے۔ نیز یہ حوالہ گڑبگڑ ہے۔ مولانا گھوڑی کی اپنی کسی کتاب سے نقل نہیں ہے۔ اگر سرفراز صاحب نے یہاں حوالہ نقل نہیں کیا لیکن یہ حوالہ درحقیقت غلط سا حوالہ ہے۔ جسکو سرفراز صاحب نے ماہنامہ "الرشید" کے دارالعلوم دیوبند سے نقل کیا ہے اور ماہنامہ الرشید نے اپنے دیوبندی مولوی فردوس علی صاحب نقوی کی "چراغِ منت" منظر ۲ سے نقل کیا ہے اور چراغِ منت والے کو غالباً ٹیپی جتا گئے ہوں گے۔ تو ثابت ہوا یہ حوالہ غلط سا ہے۔ گھر ہی گھر میں گردش کرنا ہوا۔ عبارات اگر کے منظر فرمودہ ہو گئے اس سے زیادہ اسکی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ منظر ۲ سرفراز صاحب نے لکھا ہے۔ ہم نے یہ دونوں حوالے البراء فی رواہستان سے نقل کئے ہیں۔ بتایا جائے یہ "البراء" کونسا شعر پڑھ ہے؟ یہ بھی تو عمامٹے دیوبند کی اپنی تعصبات ہے۔

مولوی مشتاق احمد صاحب انڈیٹھوی } دوسرا نام جناب مولوی مشتاق
 احمد صاحب انڈیٹھوی کا پیش کیا
 گیا ہے۔ حالانکہ یہ مولوی مشتاق صاحب بھی ان کے اپنے مولانا ہیں۔ اور ان مشتاق
 پیران ہی کا نام کبھی ہوا ہے۔ یہ ارادوالمشتاقی والے مولانا ہیں۔ اور چرچان کا سوال

ی "ابراہان فی رد المحتار" مرتبہ علی محمد رب پوری دیوبند میں ۱۳۶۵ھ سے لیا گیا ہے۔ یہ الموصی خانہ ساز ہے۔ غیر ۱۰۰ مولوی مستحق صاحب نے اپنے بیاہ کیا ہے "مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا میں ابتداء سے مستفید ہوں۔ تا ملا علی میں کچھ عرصہ ساتھ بھی رہا۔" (عبارت حکم) جو شخص ابتداء سے مستفید ہو اس کو مشورہ بریلوی پر کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔ ۹۔

علاقمہ دیدار علی شاہ محمد رشت الوری رحمۃ اللہ علیہ | اور آپ کے صاحبزادہ علامہ
ابوالحسنات قادری علیہ الرحمۃ
اس میں مرام غلط استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ حضرت عہد
الوری قدس سرہ کی حسام الحرمین شریف پرنسائید و تصدیق المصوم الہدیب
پر تو بن موجود ہے حسام الحرمین جو فقوی علماء کے حرمین الشریفین ہے۔ وہ
سزا پاخانہ دجا ہے اور جن اقوال فقوی دیا گیا ہے فریقین میں منفع کو ان
کی کتابوں سے ان اقوال کو مطابقت کر کے دیکھنا کافی ہے اور حمانہ کو تمام قرآن
میں پڑھ لے۔ نفع نہیں بخشا۔ اللہ جل شانہ مسلمانوں کو توفیق و انعام دے۔
و ان بے جنوں سے اپنے امن میں رکھے۔ فقط واللہ و بدار علی عفا اللہ عنہ۔

۹۰ علامہ ابوالحسن قادری علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہے۔ اصحاب میں اجاب
ہوا کہ اس سید محمد احمد رضوی مجددی قادری سابق مفتی مسجد جامعہ
الہی اکبر آباد اہل مال غریب و مدرس مسجد دیر فاضل واقع دار الخلافہ لاہور کے
مدرسہ ۱۰ علامہ ابوالحسن قادری علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہے۔ اصحاب میں اجاب
ہوا کہ اس سید محمد احمد رضوی قادری الوری۔ حضرت محدث اوری سے جو
علامہ سب کے لئے ہیں وہ یہ ہیں۔ "اور مولانا داستان زار گیسو المتعین مولانا

محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے فتوے
اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زبان طالب علمی میں کی ہوئی۔ اختصار کے پاس موجود
ہے: "ان الفاظ سے بھی تنقید رائے اس۔ برائین قاطعہ حفظ الایمان کے کفریات
کی تائید نہیں ہوتی۔ بھلا ان الفاظ مذکورہ بالا سے مذکورہ کتب کی گستاخانہ
ورسوائے زمانہ عبارات پر کیا اثر پڑا۔ نیز یہ عبارت ہی بے ربط ہے اور بے
تعلی ہے۔ علاوہ بریں "رسالہ تحقیق المسائل" خود حضرت محدث الوری کی اپنی
تصنیف نہیں نہ اس کا ان کے سوانح نگاروں نے ذکر کیا۔ دوسرا حوالہ
"الرشید" کا ہے۔ جو فرضی حوالے گھر میں میں حسین احمد نانڈوی کی طرح ذکا
ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت مولانا دیدار علی شاہ صاحب نے کبھی
ایک دن تو کیا ایک لمحہ بھی نہ مدرسہ دیوبند میں پڑھا۔ نہ قاسم نافوقی صاحب
پڑھا۔ اسی طرح جناب نافوقی صاحب نے نہ کبھی پڑھا نہ مدرسہ دیوبند
میں پڑھایا۔ چنانچہ سوانح قاسمی میں لکھا ہے کہ "دارالعلوم دیوبند میں مولانا
محمد قاسم نے نہ درس دیا۔ نہ اس کے انتہائی و منتظمی شعبوں سے بظاہر مشیت
عہد کے کسی قسم کا تعلق آپ کا کبھی قائم ہوا" (دوسرا قاسمی حصہ دوم ص ۲۴)
حضرت پیر میر علی شاہ صاحب گولڑوی

کسی جگہ بھی تنقید برائے اس۔ برائین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخانہ
عبارات کی تائید نہیں فرمائی۔ اور پھر یہ حوالہ بھی مشہور دیوبندی مولوی بہاؤ الحق
قاسمی کی اسوۃ کار ص ۲۸ ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ۸۷ سے نقل کیا

گیا ہے۔ یہ خود حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہ کے تحریر فرمودہ
نہیں ہیں۔ غلط ساز ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

سید غلام محی الدین صاحب گولڑوی سے متعلق یہ الفاظ بھی ہیں۔
"جو شخص ان علماء دیوبند

کے حق میں کچھ برا کہتا ہے۔ اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ بھلا پیر سید
غلام محی الدین صاحب ایسا کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ دیوبندیوں کو مذکورہ جو شخص انبیاء
و رسل علیہم السلام جو زبانِ نبی کے حق میں برا کہتا ہو۔ کہتا ہو۔ اس کا ایمان تو
خطرے میں نہ ہوا ان علماء دیوبند کو برا کہنے والوں کا ایمان خطرے میں ہو چکا
نیز یہ حوالہ بھی دیوبندی کتابچہ وصول کی آواز سے ہے۔ ماہنامہ الرشید
کے ہے۔ یہ سب گھر پر جمعیت کاری ہے

حضرت میاں شبیر محمد شترپوری
کا ۲۴م بھی استعمال کیا گیا ہے۔ آپ سے
جواباً منسوب کئے گئے ہیں۔ وہ یہ

ہیں۔ "مولانا مولوی النور علی شاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمارا مولوی احمد
علی صاحب مہاجر لاہوری شترپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب
علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ (میاں صاحب) ان کے کچھ باتیں
کرتے رہے (النور شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپ نے مولانا النور شاہ
صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔۔۔ اور کہا۔ دیوبند میں چار نوڑی
موجود ہیں۔۔۔ وغیرہ۔ ان جملوں پر بھی چند طرح غلط لازم ہے اول یہ کہ
مولوی النور شاہ صاحب اور احمد علی صاحب لاہوری شترپور شریف حاضر ہوئے

ان کا حاضر ہونا میاں صاحب قبلہ کی عظمت کی دلیل ہے نہ کہ ان اصحاب کی۔ پھر لکھا ہے یہ لوگ بڑی ارادت سے تھے۔ ان الفاظ سے بھی میاں صاحب علیہ الرحمۃ کی بزرگی اور بزرگوار شاہ وغیرہ کی نیاز مندی و حسن عقیدت ظاہر ہوتی ہے۔ آپ (میاں صاحب) ان سے کچھ باتیں (یقیناً) بدھتے تھے تو یہ وجہ کی کہتے تھے اور شاہ صاحب خاموش رہتے۔ مولوی اور شاہ اور احمد علی صاحب حکو اہل دیوبند بڑا فاضل شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر وغیرہ قرار دیتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب کی باہمی سن کر خاموش رہنا اپنی عقلی کا اعتراف اور اقرار ایک سکوتی ہے اور آپ کی علمی فضیلت و بزرگی کی دلیل بھی ہے۔ آخر میں یہ بھی ہے کہ اور شاہ صاحب نے برکت کے لئے حضرت میاں صاحب سے اپنی کمر پر ہاتھ پھیر دیا۔ بتا با جاسے بزرگ پھول کے سر پر کمر پر ہاتھ پھیرتے ہیں یا بچے بزرگوں کی کمر اور سر پر پھرتے ہیں اس حوالہ سے مکمل طور پر یقینی بر ملوی دہنا حضرت میاں صاحب کی فضیلت و عظمت ثابت ہوئی۔ باقی رہا دیوبند میں چار نوری وجود ہونا۔ تو نوری وجود تو دیوبندی خود حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں آتے۔ تو خود کیسے ہو سکتے ہیں اور لوگ جو تشریح پر خود مولوی سرفراز صاحب نے کی ہے۔ تو نوری وجود اس سے بھی مضارب ہے بہر حال یہ حوالہ بھی اہل دیوبند کے لئے کارآمد نہیں ہے۔ دہان جان بن جلتے گا۔

حضرت خواجہ قمر الدین سبیل اللہ
دہ بیں جنہوں نے سلاٹوں میں مشہور
دیوبندی مولوی منظور سنبلی مدبر

”مفتیان“ کو شیریں ہشت بہشت مولانا محمد شمس علی صاحب کھنوی علیہ الرحمۃ سے جتنا تک شکست فاش دلائی حضرت خواجہ صاحب اس مناظرہ کے بانی و صدر تھے مکتبہ مجید بہستان کی شائع کردہ دیوبندی روایت و ملاحظہ کی جاسکتی ہے یہ حوالہ بھی دیوبندی مکتبہ پھر دھول کی آواز اور دیوبندی ماہنامہ الرشید کے دارالعلوم دیوبند نمبر سے نقل ہے۔

نوٹ۔ جب یہ حوالہ الرشید نے نقل کیا۔ ہم نے حضرت خواجہ سبیل اللہ صاحب کو برائی خط لکھا تھا۔ کو تحذیر الناس کی عبارت اور جناب کا حکم، ان تو قومی صاحب کے مکتب آپ کا کیا خیال ہے۔ اس کا جواب خواجہ صاحب نے مفصل ارسال کیا تھا جس میں اپنا میلان طبع ختم کی طرف ظاہر کیا گیا۔ فتویٰ پر حضرت خواجہ صاحب کی مہر شریف اور دستخط موجود ہیں۔ کوئی بھی صاحب جوابی لفظ پچاس پیسے کا ڈاک ملٹ بھیج کر ہم سے تحذیر الناس اور ان تو قومی صاحب پر خواجہ صاحب ہال شریف کا تازہ فتویٰ منکرا سکا ہے۔ اس سے زیادہ اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔

”دلانا فاضل عین الدینی کو کسب مہر“
الکراہیہ ہشت میں سے تھے انہوں نے ”مفتالات یوم رضا“ میں جو کیا رضا۔ اس کی وضاحت انہوں نے ماہنامہ ”رضا کے مصطفیٰ“ کو حوالہ ہادی الاول ۱۹۹۶ء میں کر دی تھی۔ اس کے بعد ان کا نام گرمی استعمال کرنا شرمناک ہے۔ ان سارے حوالوں میں ایک حوالہ بھی ایسا نہیں جو اہل دیوبند کے دیکھا کارآمد ہو۔ اور ان کے ایمان و اسلام کا سرٹیفکیٹ بن سکے۔ اس کے ساتھ ہم جناب سرفراز صاحب کو یہ بھی بتا دیں کہ ایک زمانہ میں جب دیوبندی حضرت

اپنی دہائیت کو چھپاتے تھے خود مولوی قاسم صاحب میلاد اور قیام و سلام کو
برکت والا ٹیٹا تے تھے خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نسیم الدین صاحب
مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا معین الدین زہدیت قاسم نانوتوی
صاحب کے مرید ہو گئے تھے جب حقیقت حال واضح ہوئی تو توبہ فرمائی اور
ایک پند نظم کیا۔ فرماتے ہیں۔

پھر یوں میں اس گلی سے نہ بہت ہوں گرا جس پر شیخ قاضی
رہائے صاحب اس میں ہیں مجھوں کا احمد شاہوں مجھ سے معنی

جناب قاسم نانوتوی کی سعیت چھوڑ کر اعلیٰ حضرت نامہ المستند کے مرید ہوئے
تو جس طرح حضرت صدر الافاضل کے والد ماجد مولانا معین الدین زہدیت کی پرانی بات
اور سابقہ قول دلیل نہیں بن سکتا۔ اسی طرح ایسے حضرات کے اقوال کیسے دلیل بن
سکتے ہیں جو دم واقفیت کے باعث پہلے دور کے ہوں۔ یہ وضاحت اس لئے
ضروری تھی گئی کہ اگرچہ بعض دیوبندی حضرات اس خط میں مبتلا ہیں کہ کسی نہ کسی
طرح اپنے اکابر کی بگڑی بنائی جائے۔

المہند کا سہارا
جناب سرفراز صاحب نے جاہجا المہند کا نام لے کر اپنے
اکابر کا کبریم رکھنے کی کبھی بھی ناکامی کی ہے۔ المہند میں کیا
ہے۔ یہ محض فریب اور فراڈ کا مجموعہ ہے۔ صاحب المہند نے اپنی اور اپنے
اکابر کی گستاخانہ عبارات کی قطعاً کوئی قابل قبول تاویل نہ کی۔ نہ حسام الحرمین
کی کسی بات کا جواب دیا۔ بلکہ المہند میں اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ و مسلک چھپایا
گیا ہے۔ بلکہ ان پر فدا کی بھی صادر کئے ہیں۔ "المہند" سے حسام الحرمین کی عظمت

الابو عاتق ہے اس کی صداقت و حقیقت کا پتہ چلتا ہے، حسام الحرمین میں
میں عیسٰی کے جلیل القدر علماء فقہاء کی تائید و تصدیق موجود ہیں۔ جبکہ المہند میں
بیشتر تصدیقات اپنی مولویوں کی ہیں۔ جو براہ راست حسام الحرمین کی زد میں
اختصاراً ملے ہے ورنہ ہم المہند کے فداوی اور تقویت الایمان۔ تحفہ الاناس
ابن فاطمہ حفظہ الایمان وغیرہ کتب کا ایک نقابنی جائزہ پیش کرتے۔ تاریخی
مذکورہ کتب اور المہند کو لے کر بیچے جائیں اور بیچہ خود حسام الحرمین کی حقیقت
و غارہ کریں۔ "المہند" کے منظر عام پر آنے ہی علیحدہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل
مولانا محمد نسیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے اس کی نقلی کھولی تھی اور اس کا جواب
حقیقتاً لافح التلبیسات کی صورت میں شائع کر دیا تھا جو جلیل المبتدعی صاحب
کی سیات میں ہی چھپ گیا تھا۔ اور پھر اس کے جواب کی انجمنی صاحب یا ان
کے داروں کو جرأت نہ ہوئی۔

آئینہ دار الاسلام کا
آئینہ دار الاسلام کا
کی طرح مولوی سرفراز صاحب نے بھی لیکر کا خیرین کو
دارالسلام اور دارالحرب کی بحث کو چھڑ رہے۔ یہ موضوع ایک مستقل بحث چاہتا
ہے۔ سرفراز جی کو کیا مظلوم کو دارالسلام کس کر کہتے ہیں۔ دارالحرب کب تو
جہانگیر کی صاحب ان باتوں کی گردا کہ بھی نہیں پاسکتے۔ جگہ گھڑی صاحب
جہاد مکتبہ ۱۵۵۰ء ۱۵۶۰ء وغیرہ متعدد صفحات پر مسک دارالسلام
میں وہ حضور سید اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ
مولانا اللہ انگریز کا ایجنٹ حکومت برطانیہ وغیرہ کا طرفدار کہہ کر اپنا نام اعمال

سبب سے سیاہ تر کیا ہے۔ اگر ہندو کو دارالاسلام کہنا انگریز کی بھٹی اور حکومت
برطانیہ کی طرف داری ہے۔ تو پھر اس جرم میں خود حکیم الامت دیوبندی تھانوی جی
کا نام نامی سرفہرست ہوگا۔ اور جناب مرہٹوں کی مخالفت دیوبندی لنگوہی جی کی بھی خیر
نہیں۔ مولوی لکھنوی صاحب کو "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام"
تویاوری۔ مگر اپنے حکیم الامت تھانوی صاحب کی "تہذیب الاخوان" نظر نہ رکھی
انہیں سبب نامہ کار حضرت رضی اللہ عنہ کے یہ مبارک الفاظ تو نظر آگئے۔ کہ
"ہندوستان بقلعہ دارالاسلام ہے" مگر تھانوی صاحب کی "تہذیب الاخوان"
کے مطالعہ کے وقت مفید متنبہات آیا اور وہ یہ الفاظ نہ بڑھ سکے "ترجیع
(ہندوستان کے) دارالاسلام ہونے ہی کو دی جائے گی۔۔۔ اس صورت
میں بھی ہندوستان دارالاسلام ہوگا۔" تہذیب الاخوان ص ۱۰ پھر لکھتے ہیں۔
"تعب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دارالحرب قرار دینا۔ جی کہ
حلال سمجھتے ہیں" پھر لکھتے ہیں "امام اعظم ابوحنیفہ صاحب نے جو دارالحرب کی
تعریف کی ہے اس کا ہندوستان برصاوت آنا محمل نظر ہے۔ کیونکہ امام صاحب
دو جہتوں کے پاس دارالحرب ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے
اور یہاں (ہندوستان) میں بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں" (۱۱)

تھانوی صاحب کے بعد جناب لکھنوی صاحب کی سیلے۔
"دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علما حال میں ہے۔ اکثر دارالاسلام کہتے
ہیں اور بعض دارالحرب کہتے ہیں۔ ہندو اس میں فیصلہ نہیں کرتا؟" تھانوی رشیدیہ جلد
اول ص ۱۰ قارئین کرام کو پہلے تو ہم واضح کر دیں کہ مکتب جلدوں پر مشتمل مطبع میدی

قرآن محل کراچی کے چھپے ہوئے اس فتاویٰ رشیدیہ میں جناب لکھنوی صاحب نے
تسلیم کیا ہے "اکثر دارالاسلام کہتے ہیں؟ لیکن اب بعد کے شائع شدہ فتاویٰ
رشیدیہ میں کسی کی نظر تو کسی تم کے رئیس الحرفین نے اس کو تلف کر دیا ہے۔ پورا نے
فتاویٰ رشیدیہ میں یہ عبارت موجود ہے لیکن نئے چھاپے میں ایسا نہیں ہے۔ باقی
رہا یہ کہ ہندو اس میں فیصلہ نہیں کرتا۔ تو ہندو کیونکر فیصلہ کر سکتا ہے جبکہ یہ ہندو مکر
برطانیہ کا بندہ ہے دام ہے وہ بہ رضا و رغبت برطانوی بلکہ فخریہ اعتراف کرتے ہوئے
فرماتے ہیں۔ "میں جب حقیقت میں سرکار دہلی کے برطانوی کافر و نرواد رہا
ہوں۔ تو جیسے الزام سے میرا بال بھی بچا نہ ہوگا۔" (مذکورہ الرشیدیہ)

ہم جناب سرفراز صاحب سے گزارش کریں گے کہ وہ معذرت ہونے کا ثبوت
دیں۔ تہذیب الاخوان ہم سے منگوائیں۔ اور اس میں تھانوی صاحب کے مذکورہ الفاظ
ملاحظہ فرما کر ان کو بھی حضرت کا شریک جرم قرار دیں۔ اگر یہ کالیمینٹ اور گورنمنٹ
برطانیہ کا قیاد قرار دیں۔ یہ ہے جا بھی نہ ہوگا کیونکہ سرفراز صاحب کو بخوبی طلبہ
کو جناب تھانوی صاحب کو "میر میرو ہے ہمارا حکومت برطانیہ کی جانب سے
دیئے جاتے تھے" دلائل العیدین علامہ اور خود تھانوی جی کا اعتراف موجود ہے
کہ "انہوں (انگریزوں) نے ہمیں بہت آرام پہنچایا ہے" (الافتات البیہ ص ۱۱)
معذرت زبردست (۱۲)

معذرت صاحب کو اگر فی الواقع معذرت ہے، تو گھر نہیں جانا چاہیے۔ تھانوی صاحب
اور لکھنوی صاحب کی طرح علی الاعلان اعتراف کر لیا چاہیے۔ "بیانا کہ آپ حضرت
(تھانوی صاحب) بانی مدرسہ دیوبند لکھنوی صاحب (دیوبند) اپنی ہر ان مکرر گورنمنٹ

برطانیہ کے دلی خیر خواہ تھے تاہم سیاست دلی خیر خواہ ثابت رہے۔ "تذکرۃ الرشیدین" حصہ اولی ص ۱۷۱۔ اس سے زیادہ وضاحت و تفصیل سے لکھا جاسکتا ہے۔ مگر اختصار مانع ہے۔ اس موضوع پر تقاریریں کلام اور مفسدہ جیسے ڈھیسٹ ہندی انسان ہیں منصف مزاج دیوبندی ہماری کتاب "برہان صداقت" ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ جس سے پتہ چلے گا انگریز دوستی اور انگریز پرستی کسی کا شیوہ رہا ہے۔

اس عنوان پر اس مختصر گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ مفسدہ صاحب کو پتہ ہی نہیں کہ ان کے اکابر کیا کہتے آئے ہیں اور اعلیٰ حضرت سے لعین و عداوت کی قطعہ ہیں و صحت ہو کہ اس جرم میں ان پر انگریز یا عیسائی کا الزام لگتا رہا ہے۔ "ذوالخولی و کلا قوفا" اذیالہ۔

جناب سرفراز صاحب نے اپنے اکابر کے مقابلہ میں **سید احمد شہید یا مفسدہ** انکار سے لاطمی ہوتے ہوئے بہت بولناک

غلطیوں کی ہیں۔ ان کی لاطمی پر حیرت ہوتی ہے کبھی وہ دارالاسلام کے مسئلے میں اپنے اکابر کے مسلک سے عدم واقفیت کی بنا پر اس جرم میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو سناؤ انگریز کا ایجنٹ قرار دیتا ہے۔ کبھی سید احمد صاحب ساکن رائے بریلی کو شہید کہتا ہے۔ مالا مال اکابر دیوبند کے نزدیک سید احمد صاحب شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ فرار ہو گئے تھے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نقاری مولوی صاحب بتم مقبولہ دہسہ دیوبند۔ امیر شاہ خان صاحب کے نام سے شائع ہونے والی معتبر ترین کتاب دارالاشرف میں لکھا ہے۔

"پھر کچھ بعد کر کہ سنگھ پیر ریجیت سنگھ دلی لاہور سے لڑائی ہوئی جس

میں بہت مجاہدین مارے گئے۔ اور حضرت مولوی اسماعیل صاحب دیوبند مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے۔ البتہ... سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا کچھ پتہ نہ لگاؤ (دارالاشرف ص ۱۷۱)۔

اس جگہ سید صاحب کے متعلق مری فراہ دلی اور خندہ پیشانی سے تسلیم کیا ہے کہ اسماعیل دیوبندی صاحب کے قتل کے بعد سید صاحب کا کہیں پتہ نہ لگا اس کے بعد سید صاحب کی تلاش شروع ہوئی۔ تلاش کرنے والوں میں راویوں کے بیان ملاحظہ ہوں۔ لکھا ہے۔ "لوگ تلاش میں تھے اور ادھر ادھر جستجو کرنے لگے پندرہ مئی مختلف دیہات اور پہاڑوں میں جا کر ڈھونڈ کرستے تھے۔ اور (سید احمد) کسی کو نہ ملتے تھے۔ گاؤں میں برابر پتہ نہ ملتا چلا جاتا کہ یہاں تھے وہاں تھے ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخیر تھا اس حالت میں میں نے تینوں شخصوں کو مانتے دیکھا جن میں ایک سید صاحب تھے۔ میں نے غلے پچایا کہ حضرت آپ ہم کو کہاں پھر رہے گئے اور کہاں ہم سے ملے ہو گئے۔ سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں۔ بے غلے پچانے پر حضرت سید احمد صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا کچھ جواب دیا۔ اور پلٹے گئے۔" (دارالاشرف ص ۱۷۱)۔

دوسرے شخص کا بیان ہے۔ "ہم اپنی لون سید صاحب کو پہاڑ میں تلاش کر رہے تھے۔ دفعتاً کچھ ناصلا پر گڑھاڑا۔ میں وہاں گیا۔ تو دیکھا کیا کوئی سید صاحب اور ان کے دو عمرانی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ دستبرابر غائب ہو گئے۔ سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں۔ مجبور ہو کر ہم نے علاقہ میں کو اپنا خلیفہ بنالیا ہے۔ ان سے بیعت کی ہے۔ آپ نے حسین زئی

اور فرمایا: ہم کو اب غائب ہونے کا حکم ہوا ہے۔ اور حضرت سیدنا صاحب مد
 ہر ایمان غائب ہو گئے۔ (داروان کا اثر ملاحظہ)
 اب تیسرے شخص کا بیان ملاحظہ ہو دیکھا ہے۔ "سید صاحب کو ڈھونڈ
 ڈھونڈتے ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے۔ وہاں دریا نت کرنے سے معلوم
 ہوا کہ یہ قبر جو مدعی ہوئی تازہ پڑی ہے۔ اس کو سید صاحب ابھی ڈھوا کر
 گئے ہیں۔ مگر نہ کوئی پتہ نظر آیا۔ ادھر ادھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ تھا۔ (داروان کا اثر)
 ہر کوئی پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ سید صاحب غائب ہو گئے۔ سید صاحب کا
 کہیں پتہ نہ چلا۔ سید صاحب نے کہا: اب (جہاد کے وقت) ہم کو غائب رہنے
 کا حکم ہوا ہے۔ تعجب ہے کہ سکھوں سے جہاد کرتے کرتے عین میدان جہاد
 سے بھاگ کر قبروں سے جہاد کرنے لگے۔
 مگر یہ سرفراز مسند صاحب کا جگر گردہ ہے کہ وہ سید صاحب کے تلمذ و حرکات اور
 نشان جہاد تک دینے کے لئے مدعی نظر آ رہے تھے۔ ان کی مختصر سے قبرستان
 میں قبر بھی ثابت کر رہے ہیں۔ کبھی ان کے سر کو گڑھی حبیب اللہ خان میں دیا
 گئے کہنا سے دفن کر رہے ہیں۔ حالانکہ دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری
 صاحب کا کشف یہ ہے کہ "علامہ (رحمہ اللہ) افغانی نے دریافت فرمایا کیا وجہ
 ہے کہ سید صاحب جو شیخ اور شہید ہیں کی قبر پر انوار مولانا (امیل) شہید کی قبر
 کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت احمد علی نے فرمایا: ہاں یہ واقعہ ہے کہ
 میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا: میں سید احمد ہیں ہوں۔
 میرا نام سید احمد ہے۔ میں مولانا (امیل) شہید کا مرشد نہیں ہوں۔ لوگوں نے

مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب
 سمجھ لیا ہے۔ (ضلام الدین لاہور ۱۲ فروری ۱۳۷۴ء)
 اب کوئی مولوی احمد علی صاحب کے کشف کا اعتبار کرے یا سرفراز
 صاحب کی شہید دیوبندی کا۔ جو بڑے ذوق و اعتماد سے تصورات کے دوش
 پر فرضی عمارت تعمیر کر ڈالتے ہیں۔

لزام التزام کفر کے معنی سے بے خبری
 جناب مولوی سرفراز صاحب
 اپنی شیخ الحدیث کے غنیمت انگ
 دلوں کے باوجود لزام و التزام کفر کے معنی سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے۔
 عبارات اکابر و محدثین پر بزم خود اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہ کے
 فتاویٰ کا بغاوت ثابت کرنا چاہتے۔ حالانکہ ان کے نقل کردہ اعلیٰ حضرت کے
 اول الذکر فتویٰ میں محض امیل دہلی صاحب کا ذکر نہیں۔ ذالہ فرمودہ ہے
 بلکہ ان کا نقل کردہ تعمیر اسوال "روافض وغیرہم بقید عین" سے متعلق ہے اور
 امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتویٰ مبارک کے آخری الفاظ یہ ہیں: جو
 "د انہوں نے بھی نقل کئے۔ یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر و مطلق ہیں
 اس فتویٰ میں متعدد فرقوں کا ذکر ہے۔ امیل بذات خود کوئی فرقہ نہیں بتاتے
 اور صلیح کر دینے کے باوجود جو ان کے بیان کردہ عقائد و عبارات کفر پر پڑے
 ہوئے ہیں۔ وہ بلاشبہ اس فتویٰ کے مطابق کافر ہیں۔ باقی رہا خود مولوی
 امیل صاحب کا معاملہ اور "انکر کتہ الشہابیہ" کا حوالہ تو اس میں اعلیٰ حضرت
 امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے نہ دہلی صاحب کے کفریات و عبارات کو حق نہیں

کہا ہے۔ نہ ان کو مسلمان قرار دیا ہے۔ بلکہ ازراہ اعتقاد کفر سے کف لسان فرمایا۔ ایک نور دہوی صاحب کی توبہ مشہور ہے جبکہ خود جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کسی نے سوال کیا تھا کہ "ایک بات تو مشہور ہے۔ کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل فقہیہ الایمان سے توبہ کی ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳) یہاں یہ بات قابل غور و فکر ہے کہ مسائل نے سوال میں توبہ کی شہرت کا اعتراف کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ایک بات یہ مشہور ہے۔ لانا یقیناً مسائل نے اس کی عام شہرت ہی ہوگی۔ اس کے ساتھ مسائل بھی غابر کر رہا ہے کہ "بہت سے آدمیوں کے روبرو توبہ کی" تو اس توبہ کی شہرت کے سبب ازراہ اعتقاد اعلیٰ حضرت نے تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اور ایک مفتی مفسر کو ایسا ہی چاہیے۔ دوم یہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نزدیک مولوی اسماعیل صاحب سے لزوم کفر ثابت ہے التزام کفر نہیں۔ لزوم کفر کے معنی ہیں کہ کفر لازم ہونا اور التزام کفر کے معنی اپنے اوپر لازم کرنا۔ بعض اوقات ایک کلام مستلزم کفر ہوتا ہے۔ مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا یہ لزوم کفر ہے مگر جب اسے بتا دیا جائے کہ نیزہ سے اس کلام سے تجرید کفر لازم ہے (جیسا کہ امام الحسنی علیہ السلام نے اپنے معاصرین علماء دیوبند کو بتایا سمجھا یا) اور وہ اس کے باوجود اڑے ہے۔ جیسا کہ بعض اکابر دیوبند اپنی گستاخانہ عبارات پر اڑے رہے اور اپنے کلام میں لزوم کفر سے خبردار ہو کر بھی رجوع نہ کیا۔ توبہ التزام کفر ہوگا۔ فقہیہ الایمان کی بعض عبارات

ایسی ہی ہیں جو صریح کفر ہیں لیکن ازراہ اعتبار یہ سمجھ لیں کہ مولوی اسماعیل صاحب اپنے ان کفریات سے بے خبر تھے۔ ان کو کسی نے مطلع نہیں کیا، اگر اس کو اس کے کفر سے مطلع کر دیا جاتا۔ کہ یہ تیرا کلام کفر کو مستلزم ہے اور وہ اس کے باوجود بھی اڑا رہتا۔ ان اقوال کفریہ سے رجوع نہ کرتا۔ تو التزام کفر ہوتا۔ اور اعتقاد و کف لسانی کی گنجائش نہ رہ جاتی۔ اب جبکہ یہ ثابت نہیں کہ اسماعیل صاحب کو ان کے کفریات پر کسی نے سمجھایا اور ان کی توبہ مشہور ہے توبہ لزوم التزام کی حد تک نہیں پہنچا۔ اس لئے اعلیٰ حضرت نے تکفیر اسماعیل سے سکوت فرمایا۔ اس کا مطلب نہیں کہ اسماعیل صاحب کی کفریہ عبارات عین اسلام ہو گئیں یا اب جو لوگ مطلع ہونے کے باوجود ان کفریات پر اڑے ہوئے ہیں اور اپنے کفریہ اقوال کو حق سمجھتے ہیں۔ تاویلات کرتے ہیں۔ مناظرے کرتے مقابلہ میں آتے ہیں۔ وہ التزام کفر کے فرسب نہیں ہیں۔

مولوی گنگوہی۔ اب اسماعیل دہلوی کے توبہ کی شہرت کے متعلق مسائل نے سوال کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے جو کچھ کہا وہ ملاحظہ ہو۔ "بند مکے نزدیک سب مساکین اس (تقویۃ الایمان) کے صحیح ہیں۔ اگر یہ بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے۔ اور توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افتراء الی بہت کا ہے؟" ذرا غور کیجئے۔ اولیٰ توبہ کہ مولوی گنگوہی صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ ان کے نزدیک توبہ ثابت نہیں مگر ان کی عدم شہادت سے عام شہرت پر کیا اثر پڑا جب کہ مسائل توبہ کی شہرت میں کہ جو بہت آدمیوں کے روبرو ہوئی اور بوقت آخر ہوئی۔ گنگوہی صاحب سے سوال کیا ہے۔ عام شہرت پر گنگوہی کی عدم

شہادت کس طرح اثر انداز ہو سکتی ہے۔ دوم یہ کہ سائل جو مولوی رشید گنگوہی صاحب کو اپنا ہم عقیدہ و ہم مسلک ہو کر دریافت کر رہا ہے۔ وہ تو یہی عام شہرت کا اعتراف کر رہا ہے اگر شہرت نہ ہو تو اور سائل نے نہ سنی ہو تو وہ کیوں تحقیق کرتا سائل نے خود یہ نہیں کہا ان کے نزدیک اہل بدعت نے ایسا کہا ہے۔ بلکہ یہ ملفوظات گنگوہی صاحب کے ہیں کہ یہ افترا اہل بدعت کا ہے۔ یہودیہ عقیدوں ہی سے الیا کہا تو کیا جناب سرفراز صاحب یہ بتانے کی جرأت کریں گے کہ حیدر عتی کسی کے کفریات سے تو یہ کی شہادت دیں۔ تو وہ خود اسے مسلمان سمجھیں گے یا کافر قرار دیں گے۔ اس مختصر تحقیق سے ثابت ہوا کہ علم حضرت کے فتاویٰ میں کوئی تضاد نہیں۔ سرفراز صاحب خود مذکورہ التوام کفر اور علم حضرت کے فتاویٰ کی لو کہ چمک بھگنے سے قاصر و عاجز ہے۔

استعداد و قابلیت
مولوی سرفراز صاحب کی استعداد و قابلیت کا عالم ہے کہ وہ شیخ الحدیث کہلانے لکھوانے کے ساتھ ساتھ اہل حدیث عظیم پاکستان کے لفظ کا بھی مستحق کہہ رہے ہیں۔ محدث عظیم پاکستان کے لقب پر نظر نہیں لیجائی جا رہی ہیں۔ جیسے ان کے مرئی تعلق مولوی گنگوہی صاحب چیلوں چیلوں سے خود کو عنون العظم شیخ عبد اللہ قادری جیلانی رضی اللہ عنہ کے مقابل میں عنون العظم کہواں شروع کر دیا تھا۔ دیکھو تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۷۱ از عاشق الہی میرٹھی۔ اسی طرح سرفراز صاحب کو بھی محدث عظیم پاکستان کہلانے کی ٹوہنجی ہے۔ محدث عظیم پاکستان (مولانا محمد سرور احمد) ممتاز مد علیہ وہ تھے جنہوں نے پورے تیس سال حدیث شریفہ کا درس دیا جن کے حلقہ درس سے ایک

ایک سال میں سو سو علماء کرام فارغ التحصیل ہوئے جن کو ان کے مدرسے کا اردو پیر علما و دانشمندان نے محدث عظیم پاکستان تسلیم کیا۔ گناہ چھاپا جن کے ملازہ تاج ثانیہ کے آثار و مدارس میں دارالحدیث کی زینت ہیں۔ مرکزی دینی مدارس میں سند حدیث الحدیث پر فائز ہیں جن کے نام خط پر صرف محدث عظیم پاکستان لکھنے سے طاب بخ جاتا تھا۔ ان کی نقالی میں آج سرفراز صاحب کو شیخ الحدیث اور محدث عظیم پاکستان کہلانے کا شوق ہوا ہے۔ گویا بد اپنے فرقہ کے حافظ الحدیث علیہ السلام و زناستی وغیرہ سے بھی بڑھ گئے۔ یہ ان سے بھی بڑھ کر محدث عظیم اور شیخ الحدیث ہیں۔ اور پھر یہ شیخ الحدیث وغیرہ قسم کے بالغات و خطا دیوبندی تعلیم الامت نقابی صاحب کو از حد و اقرار واپس دیتے۔ وہ کہتے ہیں۔

احمل الشروں کی یہ حالت ہے کہ نہ علوم ہیں نہ عمل۔ نہ کوئی تحقیق نہ کوئی رقیق ہے۔ مگر ویسے ہی سرفراز کی طرح۔ محمد حسن علی جامے سے باہر ہوئے ہیں۔ دیکھئے ہمارے بزرگ جو ہر طرح صاحب کمال تھے ان کو جو کچھ عجیب و غریب دیکھے جاتے تھے اور جن الفاسدے اور کیا باتیں توڑا تھا۔ مگر ان حضرات اہل انسانی نسبت مولانا افتخار الرحمن مولوی صاحب کہلاتے تھے اور اہل حق سرفراز رحمہم کو گلوں کے کچھ بھی نسبت نہیں وہ شیخ الحدیث شیخ التفسیر امیر اسلام الہند کہلانے لگے ہیں۔ یہ تنبیہ کی جاوے۔ کیا خرافات ہے جو ایجاد کر کے اس شخص نے اڑھا جاتا رہا ہے اور یہ ساری غرائی اس کی ہیں کہ گلوں کے نقوب میں خوف آخرت نہیں رہا۔ آخرت کی فکر ہے اس لئے ہر شخص مغرور ہے ہر شخص منہر ہے۔ ہر شخص حدیث ہے ہر شخص صفت ہے۔ آزادی کا زمانہ ہے۔ نہ اصول ہیں نہ قیام و جوی

آتا ہے۔ کہتے ہیں۔ (الانسان البصیر جلد ۲ صفحہ ۲۷)

سرفراز صاحب کو معلوم ہوا پاپا ہے۔ یہ وہی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب
جن کے متعلق سرفراز صاحب نے عبارات اجماع ۱۸۵۴ء پر مقدمہ لیا اور انوار
سے ایک خواب لکھ کر لکھا ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شریف احمد
صاحب علیہ الرحمۃ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اشرف علی صاحب کی
گتالوں پر عمل کرتے رہنا" دیکھتے ہیں اب خود سرفراز صاحب اپنے بقولوں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر کس طرح عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ وہ خود بھی
الانسان البصیر جلد ۲ میں مذکور فتویٰ صاحب کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں یا نہیں
عالم مٹروی صاحب بات کہاں سے کہاں جا پہنچی۔ یہ صاحب شیخ الحدیث کبلائی
یا محدث۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس شیخ الحدیث اور محدث کی استعداد و قابلیت کیا
ہے تو ہم مختصر یہ بتا کر ان کا بھرم کھولتے ہیں۔ کہ جناب سرفراز صاحب نے
عبارات اکابر میں جگہ جگہ بار بار مذہب اسلام مذہب اسلام لکھا
ہے۔ دیکھو عبارات ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

کی غلبہ و نصیحت عبادت کی تائید میں اپنے علم و تحقیق کا عربی نام کرنے کے لئے
نقل کر دیتے ہیں۔ یہ اس سبب چاہے کہ کوئی اپنا ذاتی تحقیق کر نہ رہا ہے
بلکہ اس سے پہلے مناظرہ بریلی میں اور مناظرہ ردی و مناظرہ سلاں والی میں منظرہ
جسلی اور مناظرہ احمد آباد بھارت میں سلطان حسن سنبھلی اور مولوی مرتضیٰ حسن
جنگی چاند پوری اپنے رسائل میں اور عبدالشکور کاکوری و صاحب المتعاصم الحدید
غیرہ منعقد و بال نقل کر چکے ہیں اور نصرت خدا داد مناظرہ بریلی کی مفصل رویداد
میں امام الحسنیہ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سراج احمد صاحب لکھنؤ کی قدس سرہ
سے مناظرہ ردی و سلاں والی میں شیر مہیشہ الحسنیہ مولانا محمد شمس علی خان صاحب
لاہوری علیہ الرحمۃ سے مناظرہ احمد آباد میں بھی محدث اعظم علیہ الرحمۃ سے مناظرہ ملتان میں
حاجہ مفتی ابوالبرکات سیاح خدا دادی رضوی مرحوم سے اور پھر علامہ ابو الفتح عبد الرحمن
برہمشت طلیخان صاحب سے مناظرہ نعمان فرخ آباد مناظرہ راجہ خلیفہ سورت
منامہ و بھاولپور ضلع یعنی یوپی میں منہ کی کہا چکے ہیں حفظہ الامان کی تائید میں سرفراز
صاحب کے اکابر شرح مواضع و تفسیر کبیر وغیرہ کا نام لینا چھوڑ گئے تھے اب
ان والوں کی ان کی گتالوں سے نقل ہاں کہ سرفراز صاحب خود محقق و مناظرہ بننا
چاہتے ہیں۔ یہ حوالے کوئی ایسی راہ نہیں ہیں۔ شرح مواضع و تفسیر کبیر کو کتابا نقل
صاحب کے پاس ہی نہیں۔ بہر حال ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ سرفراز صاحب
ان کو کوئی اپنی علمی تحقیق و کاوش نہیں ہے۔ یہ تو نقل ہیں۔ کبیر کے تفسیر جو کچھ ان
بڑے بوڑھوں نے لکھا یا انہیں بند کر کے اس نے نقل کر دیا۔ سرفراز
صاحب کو تو علم و تحقیق کی ہوا بھی نہیں گئی۔ وہ تالیف و علم و فن و محققانہ نام نہ رکھیں

اللہ عنہ کے زور قلم کا جواب چھار ڈکے لکھے سے دینا چاہتے ہیں۔ ان کا علمی کارنامہ تو قصہ کہانی اور ڈھکوسلا بازی تک محدود ہے۔ ”حسام الحرمین“ میں مذکورہ دلائل اور حوالہ جات کو تو چھواٹا کھینچ لیا۔ بلکہ مخبرہ کی کٹا ہوا رو کر نئے ہونے پھینک دیں اور ڈھکوسلا بازیوں کے کام بیلا ہے اور لطیفہ بازی پر انحصار کیا ہے۔ ایک طرف علی حضرت فاضل بریلوی کے دلائل اور شخصیات اور دوسری طرف سرفراز صاحب کی پہلی نئے لکھنا ہے۔

کسی شخص نے (رحمن کی طبیعت غالباً خان صاحب بریلوی) سے ملتی ہوگی۔ دوسرے سے سوال کیا کہ بیکار نام کیا ہے؟ اس نے کہا۔ حاجی... تو مسائل نے بون تشریح شروع کر دی۔ کہ حاجی بر وزن حاجی اور حاجی کے معنی ہوتے ہیں۔ کمان کے اور کمان بر وزن گمان ہے اور گمان کے معنی ہوتے ہیں شک اور شک بر وزن سگ ہے اور سگ کے معنی ہوتے ہیں گنا۔ لہذا ثابت ہوا تم کہتے ہو ”دعوات الابرار“ ذرا غور کیجئے سرفراز صاحب کا علم تحقیق قصہ کہانی اور لطیفہ بازی کی یہ عادت سرفراز صاحب تک ہی نہیں۔ ان کے ٹولن کا بھی یہی شیوہ رہا ہے۔ وہ بھی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے دلائل کی مانند عاجزانہ انداز کہانیوں سے دل بیلا کرتے تھے۔ تاریخ کرام کی ضیافت طبع کے لئے ہم سرفراز صاحب کے حکیم الامت برٹش جڈو تنانوی جی کی ایک سیرت لکھ کر کہانی سناتے ہیں۔ وہ بھی مزے لے لے کر لطیفہ بازی سے اہلسنت کے دلائل کا ٹوٹر فرمایا کرتے تھے تاکہ مجتہدین کا بصر قائم رہے۔ تنانوی صاحب لکھتے ہیں۔

”ایک ملا کی حکایت سنی ہے کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد تھی۔ اس میں ایک ملا رہتا تھا۔ ایک بڑھیا فاجر کھانا ملا کے لئے لائی۔ اتفاق سے اس وقت ملا مسجد میں تھا نہیں۔ ایک مسافر مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس عورت نے اڈل ملا کو آواز دی جب وہ نہ بولا۔ یہ خیال کیا کہ مغضوبہ تو خواہ ہے۔ لاوا کی مسافر کو دے دو۔ پینا پنچر وہ چیز کھانے کی مسافر کو دیکر چل دی۔ یہ مسجد کے دروازے سے نکلی ہی تھی کہ ملا آگیا۔ اس عورت سے دریافت کیا۔ کہاں آئی تھی۔ کہا کہ فلاں چیز کھانے کی لائی۔ مگر تم نے اس لئے مسافر کو دیکر چلی آئی یہ سن کر ملا کو آگ گنگی اور خیال کیا کہ یہ تلویری راہ نکلی۔ اب ہماری تخصیص مٹ جاوے گی۔ مسجد میں پہنچا اور ایک لٹھ ہاتھ میں لے کر تمام صحن میں دیوالوں کی طرح مارتا پھرنے لگا۔ آخر میں خود دھڑام سے گر گیا۔

گاؤں والے جمع ہو گئے سوال کرنے پر کہا۔ بس اب یہ لایا ہاں گزر نہیں اور کہیں بارہوں گا۔ لوگوں نے دیر لوجھی کپکپات یہ ہے کہ میں تو نبیوں کے مردوں کو پہچانتا ہوں۔ مسافر پہچانتا نہیں۔ جب ٹرے جمع ہوئے۔ اس مسافر نے تقسیم میں غلطی کی۔ اسکو ناواقف سمجھ کر کچھ بولے نہیں۔ جب میں آیا یہ سب سر ہو گئے۔ مجھ کو لپیٹ گئے۔ میں نے کہا بھائی شایا۔ لٹھ بچا یا کہ جب مجھے دی ہی نہیں تھی ملکوں گاں سے ذوں۔ مگر ایک زبانی۔ آخر سب نے مل کر مجھ کو گرا دیا۔ اب اگر ایسا ہی ہوا۔ تو میرا دل گا۔ اس لئے جانا ہوں دوسری ملکہ۔ گاؤں والے حیدر دں نے متفق ہو کر کہا۔ میں جی گاؤں کو دیا کریں گے۔“

مقام غور ہے۔ یہ ایں الہیے چاروں کے دلائل۔ یہ ہے ان کی علمی تحقیقات۔ اس زعم جہالت پر حکیم الامت بھی ہیں اور شیخ الحدیث بھی تعجب ہے کہ نہ سرفراز صاحب نے بتایا کہ یہ کہاں کا واقعہ ہے۔ کہ ان کے حاجی صاحب کا معنی کُنا گیا گیا تھا۔ نہ مخدومی صاحب نے حوالہ دیا۔ کہ انہوں نے کس شہر کی کس مسجد میں یہ واقعہ ہمیشہ خود دیکھا یا سنا۔؟

بہر حال عبارات اکابر ایسے ہی کہانیوں۔ نقالیوں اور شدید منطلوں کا مجموعہ ہے۔ اس کا ردو البطل پریشان ذہنوں کو سکون بخشنے لگا۔ اور اگر بڑے راہ روی کے اس دور میں منطلوں سے نجات دیگا۔ جہن عبارات اکابر کے ردو البطل کی حسرت رہی۔ ہم فاضل گرامی خباب مولانا محمد امین صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کا یہ جواب مقبول خاص و عام ہو۔ اور یہ خواب بھی علامہ الحاج ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب مظلہ العالی کے مجموعہ "دیوبندی حقائق" کی طرح لاجواب و ناقابل تردید ثابت ہو۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و علی آلہ و وصحبہ و اہلہ و حوزہ جمیعہ و الحمد للہ رب العالمین۔

(نیز نادری گزشتہ رضوی محمد حسن علی غفرلہ الی انوار رضا میلسی)

مقدمہ

دنیا کی کسی عدالت میں جب کوئی دعویٰ دائر کیا جاتا ہے۔ تو دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے سچی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب شہادت مکمل ہو جاتی ہے تو مخالف فریق اپنے دکیل کے ذریعے گواہوں پر جرح کرتا ہے۔ تاکہ مقدمہ جبراً ثابت ہو جائے۔ چنانچہ لازم کا دکیل جرح کے دوران گواہ پر سوال کرتا ہے۔ کہ تھان مقدمہ میں تم نے جھوٹی گواہی دی تھی؟ کیا تم موقع واروان پر حاضر تھے؟ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا ہے؟ جب تم کو کوئی علم ہی نہیں تو جھوٹی گواہی کیوں دیتے ہو؟ وغیرہ وغیرہ۔

اصل میں مخالف فریق گواہ پر اعتراضات اس لئے کرتا ہے کہ کسی طرح اصل مقدمہ خارج ہو جائے۔ کیونکہ شہادت پر ہی دعویٰ کا دار و مدار ہے۔ اگر گواہ سچا ہے تو مقدمہ کامیاب ہے خیر یہ تو سچی ایک مثال جو میں نے اصل مسئلہ کو سمجھانے کیلئے دی ہے۔

اب نتیجہ اصل دعویٰ کیا ہے اور اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے یعنی

شہادت کیا ہے۔

تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا دعویٰ ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ یہ تو ہے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا دعویٰ۔ اس دعویٰ کی دلیل

تھوڑے (نور باہق من خواخرفات)

ناظرین حضرات غور فرمائیں۔ شان رسالت میں ایسے بے ادب اور گستاخ الفاظ کہنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجماعی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں۔ جو امنی ہے وہ اپنے نبی علیہ السلام پر نکتہ چینی نہیں کر سکتا۔ اور جو نبی علیہ السلام پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ وہ امنی ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اس نے توحید باری تعالیٰ کے سرکاری گواہ پر نکتہ چینی کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ طَعَنَ الرَّسُولَ فَقَدْ طَعَنَ آلِهَةَ اللَّهِ یعنی جس نے رسول پاک کا حکم مانا۔ بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی تابعداری ہے۔ اور اس آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ دراصل وہ اللہ تعالیٰ پر ہی نکتہ چینی کرتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمانی بے ادب اور گستاخ ہے۔ اسے توجہ پرستوں یا تمام حوالے تباری ہی کہیوں سے نقل کئے گئے ہیں۔ اب سنو توحید باری تعالیٰ کا گواہ وہ ہو سکتا ہے جو ان تمام مذکورہ بالا عقیدت فانیوں سے پاک ہو اور بے مثل اور بے نظیر ہو۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا حبیب ہو اور وہ جناب محمد مصطفیٰ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وادعات گرامی ہے

ہے مُحَمَّدُ الرَّسُولُ اللَّهُ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اس پر گواہ بھی صرت اور صرت ایک محمد رسول اللہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم یعنی توحید باری تعالیٰ پر فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہیں۔ اس وقت کم و بیش نورے کروڑ مسلمان ہیں سب ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہیں۔ مخالفین لوگ توحید باری تعالیٰ کے سچے گواہ پر جرح کرتے ہیں۔ اور نکتہ چینی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب کا علم نہیں تھا کبھی کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام ہمارے جیسے بشر ہیں۔ کبھی کہتے ہیں آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں اور ہم چھوٹے بھائی ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکر مکی میں مل گئے۔ انھو با اللہ کبھی کہتے ہیں۔ کہ آپ کی بشر جیسی تعریف کرو۔ بلکہ اس سے بھی کم کرو۔ کبھی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف بچوں۔ پاگلوں اور جانوروں جیسا ہے (معاذ اللہ) کبھی کہتے ہیں کہ سب انبیائے کرام گاؤں کے چوہدری کی طرح ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے سامنے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے (معاذ اللہ) کبھی کہتے ہیں کہ تمہاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا بیل اور گدھے کے خیال آنے سے بھی بدتر ہے (منہو با اللہ) کبھی کہتے ہیں جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کے مالک و مخیر نہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کم ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ مدرسہ دیوبند قائم ہونے سے پہلے حضور علیہ السلام اردو زبان نہیں جانتے تھے کبھی کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جھوٹا نور ہے پر

جن کا کلمہ شریف ہے شہر مسلمانوں کی زبان پر جاری ہے۔ ساری سُننے زمین کے مسلمانوں جن و انس کو توحید کا جام پلانے والے تمہارے حبیبے بشر نہیں ہو سکتے۔ وہ بے مثل ندا کے بے مثل رسول ہیں۔ وہ بے عیب خدا کے بے عیب حبیب ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اب بنایا توحید پرست۔ تمہاری توحید کہاں ہے؟ اور تمہاری مسلمان کیسی ہے۔ جس توحید کو تم ملتے ہو۔ وہ توحید طانی توحید ہے دیکھ لو اس کا کیا حال ہوا۔ وہ بھی تو بڑا توحید پرست تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کا نافرمان تھا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیم نہ کیا۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کا منکر تھا۔ اسی لئے راندہ درگاہ ہو گیا۔ ابن ثابت ہو گیا کہ جو شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا منکر ہو اور شان رسالت و نبوت میں بے ادب اور گستاخ عبار میں لکھے اور چپا ہے اس کی توحید شیطانی توحید ہے روحانی توحید نہیں کیونکہ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ انشاء اللہ آگے چل کر میں ان عبارتوں کے من و عن حواسے نقل کرونگا، اور ان کے جواب تحریر کرونگا تاکہ حق و باطل ناظر ہو جائے اور ناظرین انصاف سے خود فیصلہ فرما سکیں۔

(محمد اسماعیل نقشبندی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے حمد ہے اُس خدا کی کہ تیرے پروردگار عالم ہے جو رحمن و رحیم۔ کریم و حلیم ہے جس نے ایک امر کو ساری کائنات بنائی اور انسان کو عزت و ولادت دے تاج پہنایا جس نے فضل و کرم جو دو سنا کے دریا بہا دیئے۔ انعام و اکرام کی بارش فرمائی اور اپنے محبوب کو ہماری ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور مام جہان کے لئے رحمت بنایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

تَخَذَ الْاَنْصَارُ عَلٰی سِرِّهِ الْكُرْسِيِّ

دروہو اس نبی اکرم رسول مکرّم پر جو عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ عز و جل کے خلیفہ اعظم نائب اکبر اور آخری رسول ہیں کی ذات متوہ صفات پر نبوت و رسالت نازل کرتی ہے۔ اور جن کی

اورت و رفعت شوکت و جلال کا خطبہ خود رب العالمین پڑھتا ہے۔ سلام ہو محمد مہم پر جو رحمتہ اللعالمین ہے۔ کوثر کا ساقی جنت کا قاسم۔ مملکت خلافت ہدایت و ہدایت ہدایت کا مددگار تہمتوں کے کسوں کا ولی۔ اور بے سہارا ہے۔ اور وہ اللہ کا محبوب اور ساری مخلوق کا مخدوم ہے۔ اور بے مثل ہے۔ کیونکہ آپ ساری مخلوق الہی کے لئے رحمت ہیں اور جو محبوب الہی

ساری مخلوق اپنی کسے لئے رحمت ہو وہ ہرگز کسی کی مثل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ جو گستاخان فرما کہ نبوی نے مشہور کر رکھا ہے کہ اہل سنت و جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں کہ آپ کو خدا کا مرتبہ دے دیتے ہیں۔ گستاخانوں کا ایسا کہنا عوام کو دھوکا میں مبتلا کرنا ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آنحضرت کی بشریت کا منکر نہیں ہے۔ صحت مانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہی۔ کامل انسان ہیں۔ خدا کی مخلوق ہیں۔ جن و فرشتہ نہیں ہیں۔ خدا یا خدا کے شریک بھی نہیں۔ مگر وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہیں۔ تم ذات خدا سے نہ جدا ہوئے خدا ہو

اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانے کیا ہو

یہ تو بالکل بدیہی بات ہے کہ حضور علیہ السلام بشر ہیں۔ اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر حو ہیں مگر کیسے بشر ہیں؟ گستاخ و بے باک لوگ آپ کو اپنے جیسا بشر اپنے جیسا انسان کہتے ہیں اور اہل سنت و جماعت یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا جہالت و کفایت ہے۔ اور اگر اسی وجہ دینی ہے اور حضور واقعہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین اور بے ادبی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ضرور ہیں۔

بشر ضرور ہیں لیکن وہ اعلیٰ امام نہیں

شمار داند تہجیح میں امام نہیں

بے مثل نوری بشریت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

اے اللہ کے بندو! تمہارے پاس بڑی شان والا نور اور کھلی ہوئی کتاب آگئی۔ اس نور سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہے حضرت امام عبدالرزاق رضی اللہ عنہ امام بخاری کے استاد و اتناذ ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ نے کس چیز کو پیدا فرمایا حضور علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقْتُ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُورٌ نَبِيَّتٌ مِنْ نُسُودٍ ۝ ترجمہ اے مبرا اللہ نے تمام اشیا سے پہلے تیرے ہی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ ف۔ حدیث پڑھیں جن نور کا لفظ ہے کہ کی ضمیمہ خاص ذات خدا کی طرف لونی ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا نور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے پیدا ہوا ہے۔ حقائق نور سے نہیں۔

اس حدیث شریف کو دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے فنشر الطیب کتاب میں بھی نقل کیا ہے۔ دیوبندی حضرت انسلی کے لئے نقل کرتا ہوں۔لاحظہ فرمائیے۔

پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں

اہل روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ صاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں آپ پر ندا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیا سے پہلے اللہ تعالیٰ نے

کو کسی چیز نیکی کی آپ نے فرمایا۔ اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ یاں معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا) بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سمیر کر لیا۔ اور اس وقت نہ روح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا۔ اور نہ فرشتہ تھا۔ اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا۔ نہ جن تھا اور نہ نساں تھا جب پھر اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو اس نور کے چار حصے کئے۔ اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے حصے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے۔

ف۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا واجبیت حقیقیہ ثابت ہوا۔ کیونکہ جن جن اشیا کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے۔ ان اشیا کا نور محمدی سے متخرم ہوا اس حدیث میں مخصوص ہے۔

(نشر الطیّب مصنف مولوی اشرف علی صاحب دہلوی)

اب رہا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے کیونکر اور کس کیفیت سے پیدا ہوا اس کی کیفیت اور اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے تو حدیث مذکور پر ایمان لانا ہی ضروری ہے اور یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا جزو یا عین ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کہ حضور علیہ السلام کے نور میں آگیا ہے۔ یہ گمراہی اور عاقل کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور جزو کل سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے پیدا ہونے کی یہ مثال

دی جاسکتی ہے کہ ایک شمع سے ہزار شمعیں روشن کی جائیں۔ تو ظاہر ہے کہ پہلی شمع کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر دوسری شمعوں میں نہ آیا۔ دوسری مثال یہ بھی دی جاسکتی ہے کہ آفتاب جو چوتھے آسمان پر ہے۔ جب طلوع ہوتا ہے تو سارے جہاں کو روشن کر دیتا ہے۔ گو یہ کہ تمام دنیا والوں کو اپنی روشنی سے فہم پہنچاتا ہے۔ مگر نہ تو آفتاب کو کوئی ٹکڑا جدا ہوا۔ اور نہ ہی اس کے نور میں کمی آئی۔ اور نہ سورج کے نور کا کوئی حصہ منتقل ہوا۔ بلا تخیل یہ ہی حال حضور علیہ السلام کے نور کا خدا کے نور سے پیدا ہونے کا ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کے فہم سے ہے۔ اب ایک تیسری مثال اور سنیے آفتاب کے سامنے ایک بڑا شیشہ رکھ دیجئے تو آفتاب جو چوتھے آسمان پر موجود ہے۔ اس شیشہ میں نظر آنے لگے جو وہ یکم کوئی عظیم آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عین آفتاب ہے۔ کیونکہ وہ تو آفتاب کا عکس ہے۔ عین آفتاب نہیں بلکہ وہ آفتاب کا بلوہ ہے۔ بلا تخیل یہ ہی حال حضور علیہ السلام کے نور کے خدا کے نور سے پیدا ہونے کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کے نور کا بلوہ ہے۔ جز نہیں۔

دیوبندی علماء اپنے اکابرین علما کو نور مانا ہے۔

علامہ فرما دیجئے۔ دیوبندی اکابر علماء کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔
والفہاء۔ والامرحوم نے فرمایا۔ کہ مولانا محمود الحسن فرمایا کہ تھے کہ ہمارے یہ مدرسہ بزرگ آفتاب مبتاب تھے۔ ایک سے ایک اعلیٰ و افضل تھا اور دواغ نکاشت

صفحہ ۲۴۳ حکایت نمبر ۲۴ - مصنف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

حوالہ نمبر ۲ - مولانا رفیع الدین فرماتے تھے کہ میں ۲۵ برس حضرت مولانا تھانوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور کبھی بلا دعوت نہیں گیا۔ میں نے انسانیت سے بالا مرتبہ ان کا دیکھا۔ وہ شخص ایک فرشتہ مغرب تھا۔ ہر انسانوں میں غائب ہو گیا۔

(ارواحِ شامہ صفحہ ۲۵۵ حکایت نمبر ۲۴)

حوالہ نمبر ۳ - مولانا اسحاق صاحب کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا ہے تاکہ لوگ ان سے مل کر فرشتوں کی قدر کریں۔

(ارواحِ شامہ صفحہ ۲۵۵ حکایت نمبر ۲۵)

حوالہ نمبر ۴ - جس نے آج تک نہ دیکھا ہو نور نبی

دیکھ لے تیرے جین احمد کی وہ تصویر میں (مدنی نمبر ۳)

حوالہ نمبر ۵ - مولوی محمود الحسن صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں

چھپائے جانے والوں کی طرح شمع روشن کو

فتی اس نورِ مجسم کے کفن میں وہ ہی عیرانی (مشرقیہ محمود الحسن)

ناظرین حضرات یہ پانچ حوالے میں نے دیوبندی حضرات کی کتابوں سے من و عن نقل کر دیے ہیں گوئی کمی بیشی نہیں کی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہاں برین عمار دیوبند کے سب نور ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ستم نور ہیں۔ وہ

تہمارے جیسے بشر کیسے ہوئے؟ جیسے مولوی اسماعیل نے تقویت الایمان کتاب میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشری کسی تعریف کر دو۔ بلکہ اس سے بھی کم کر دیجیے اگے چل کر بیان کروں گا۔

تقویت الایمان کتاب کیسی ہے؟

دہلی میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مولوی اسماعیل تھا۔ اس نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا اردو میں خلاصہ کیا جس کا نام تقویت الایمان رکھا۔ اور اس کی ہندوستان میں اشاعت کی گئی۔ اور لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گئی۔ ہزار ہا ہندوؤں کو اس کتاب سے گمراہ ہو گئے۔ اور اس کے پیروں کی طرح سے ہزار ہا لاکھوں آدمی بے دین اور بزرگان دین و اکابر اسلام حتیٰ کہ اُمیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخ ہو گئے۔ اور اسی تقویت الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم جہد میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی۔ اور ہر ایک گمراہ مولوی اسماعیل کی بدولت مکر و جنگ بن گیا مسلمانوں کا خیال وہ دم بدم ہو گیا۔ اور ہر طرف شور مچا۔ یہی وہ پہلی کتاب ہے جس نے مسلمان ہندوستان میں مذہبی آگ لگا کر سب فتنے اٹھائے۔ اس کتاب سے قبل اس ملک میں ان عقائد کی کوئی کتاب نہیں لکھی تھی۔ مولوی اسماعیل صاحب نے یہ لکھ کر دہلی کے مقامی عمار سے چھپوا کر شائع کر دی۔ اور سب کو مشرک اور عینی کہن شروع کر دیا۔ اس وقت دہلی میں خفی مذہب کے ٹوٹے پڑے جیل خانہ کرام موجود تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی ان سب علماء کرام سے مولوی اسماعیل صاحب کے اس خطرناک فتنہ اور اس کے عقائد کی خلاف ورزی اور اس کی کتاب التوحید پر فحش ہونے کی شکایت حضرت

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچائی۔ تو حضرت شاہ صاحب مولوی اسماعیل صاحب سے اذن ناراض ہوئے اور اسکو ان سخت الفاظ کے ڈانٹا میری طرف سے کہو اس (شکے) اسماعیل نامزد کو کہ جو کتاب نام نہاد کتاب التوحید مجہدی سے آئی ہے۔ میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقائد صحیح نہیں۔ بلکہ وہ کتاب بے ادبی بے نصیبی سے بھری پڑی ہے۔ میں اسکیل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہوگی تو میں اسکی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم اے اسماعیل ابھی توجوان بچے ہو نہ تاحق شورو شر مریا پائے کرو۔

(اولیاء آفتاب وصال فوت صفحہ ۵۱۶)

حضرت مولانا شاہ فضل رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ سیف الجہاد کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مولوی اسماعیل دہلوی نے جب تقوینۃ الایمان لکھ کر مسکک اہلسنت و جماعت کے خلاف عقائد و افکار کا اظہار کیا۔ تو اکثر مشیر علماء تحفظ دین و مسکک کی خاطر میدان میں اتر آئے۔ بعض نے ان سے اور ان کے ہم خیال علماء سے مناظرہ کیا۔ مثلاً مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی مولانا محمد موسیٰ و صاحبزادہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (منطق و کلام کے سلم الثبوت) استاد مولانا محمد فضل حق خیر آبادی مولانا رشید الدین خان اور علامہ پشاور وغیرہ ہم بے شمار علماء نے تصنیف و تالیف کے ذریعے تردید کی۔ بعض نے تفسیری طور پر رد و ابطال پر لکھا کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں اکثر مشیر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے صاحب علم و فضل شاگرد تھے۔ بلکہ خود حضرت

شاہ صاحب نے تقوینۃ الایمان پر اظہارِ رائے فرمایا حضرت مولانا شاہ محمد فخر صاحب الرواہدی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب اسماعیل دہلوی نے تقوینۃ الایمان لکھی اور سامعے جہان کو مشرک کا فریانا شروع کیا۔ اس وقت حضرت شاہ صاحب انھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف ہی تھے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ تو اب تک ضعیف ہو گیا ہوں۔ انھوں سے بھی معذور ہوں۔ ورنہ اس کتاب اور اس عقیدہ فاسدہ کا رد بھی تحفہ ان مشرک کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۔

(سیمت الجہاد منظر)

مجھے اندیشہ ہے کہ کتاب تقوینۃ الایمان سے توتش ضرر ہوگی
(مصنف کتاب تقوینۃ الایمان کا بیان)

خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے تقوینۃ الایمان اولیٰ میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ دہلوی نصر اللہ خان جو رجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اور اس کے بعد مولانا اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص لوگوں کو جمع جن میں سید صاحب مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا یقوب صاحب مولوی فرید الدین صاحب مروا آبادی، مومن خان، عبداللہ مولوی، استاد امام بخش صہبائی اور مولانا مہلوک علی صاحب بھی تھے۔ اور ان مشہور تقوینۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اور میں مانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں۔ اور بعض جگہ

تشریح بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے۔ شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شرورِ شرعی ضرور ہوگی۔
(ارواحِ شاذہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ۱۸۱)

ناہرین حضرات! اب معاملہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ افصاحت سے فیصلہ کرنا آپ ہی حضرات کا کام ہے تقوینۃ الایمان کتاب پر کسی اہل سنت بریلوی مسک کے عالم کی یہ تنقید نہیں ہے۔ بلکہ اپنی اس کتاب پر خود معصفت کتاب کا ہی یہ بیان ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے شرورِ ضرور پھیلے گی۔ اب ہر عقلمند آدمی یہ سمجھ سکتا ہے کہ میں کام سے فساد کا اندیشہ ہوا اس کو سرگزشتیں کرنا چاہیے تھا جب معصفت تقوینۃ الایمان کو خود اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے شرورِ ضرور ہوگی۔ تو پھر اس کتاب کو چھپانے کی کیا ضرورت پیش آتی ہے؟

اور پھر یہی ہو کر رہا کہ جس کا اندیشہ مولوی اسماعیل صاحب معصفت تقوینۃ الایمان نے پہلے سے ہی ظاہر فرما دیا تھا۔ کہ اس کتاب کی اشاعت سے شرورِ ضرور ہوگی۔ اور شرورِ شرعی ایسی ہوئی جو آج تک بند نہ ہو سکی۔ کیونکہ یہ ساری کی ساری کتاب اسی بے ادبیوں اور گستاخیوں سے بھری پڑی ہے۔

تقوینۃ الایمان کی کفریہ عبارتیں اور ان کا جواب کفریہ عبارت نمبر ۱

مولوی اسماعیل صاحب تقوینۃ الایمان مصنف پر لکھتے ہیں کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے۔ سواں کی بڑے بھائی کی سی تعلیم کیجئے۔ یہاں بڑے بزرگ سے انبیاء اولیاء مراد ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد لکھا ہے۔ جتنے اللہ کے مقرب ہوئے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عا جز اور چارے بھائی۔

ہمارے نزدیک تو خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے بڑی مخلوق حضرت انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ اور پھر سب سے اعلیٰ و اولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منافع کا لیبہ و خاصہ نبوت و اوصاف حیدرہ کو چھوڑ کر آپ کو صرف بڑا بھائی بتانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ یہ تو روایتِ نبویہ حضرات کے امام الطائفہ نے تقوینۃ الایمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیا۔ تو دوسرے مولوی عبدل احی صاحب لکھے۔ انہوں نے اپنی براہینِ فاطمہ میں جلد نبی آدم کے برابر لکھ دیا۔ جیسے وہ صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں۔ البتہ نفسِ بشریت میں آپ کے مماثل جملہ نبی آدم ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے پیچھے لکھ دیا۔ کہ اگر کسی نے بوجہ نبی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا۔ تو کیا خلافِ نص کہہ دیا۔ اب فرما: اگر ہم میں سے کوئی کہہ دے کہ مولوی اسماعیل صاحب۔ مولوی رشید احمد صاحب

یا مولوی جنیل احمد صاحب - فرعون - نمرود - ہان - قارون کے بھائی ہیں۔ تو کیا خلاف نص ہے؟۔ اب فریسیہ کو آپ یا آپ کے بھائی دیوندری حضرات اس پر خوش ہوں گے؟ کیونکہ یہ بھی مماثل میں جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ایسے الفاظ کا استعمال جو بے ادبی گستاخی سے بھرے ہوئے ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے محابا تحریر کئے جائیں۔ اور خوش ہو کر لڑکھاؤں کا حوالہ بھی دے دیں۔ مگر اپنے مولویوں کے لئے ایسے الفاظ کبھی برداشت نہ کر سکیں۔

حضور اقدس کو بڑا بھائی بتانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین ہے۔ بڑا بھائی کیا چیز ہے؟ بڑے بھائی کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح بھی درست ہے۔ لیکن جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں نام امت کے لئے حرام ہیں۔ کیونکہ وہ سب مومنوں کی مائیں ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا کس قدر باجگاہ نبوت کی توہین ہے۔ کوئی اپنے باپ یا آقا اور بادشاہ کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتا۔ اگر کہے تو گستاخ اور بے ادب ہے۔ باپ - دادا - استاد - پیر - آقا - بادشاہ سب ہی اس درجے کے غلام ہیں اور غلامی ان کا فخر ہے۔ صحابہ کرام کا ادب تھا۔ کہ حضور کی خدمت میں کچھ عرض کرتے وقت کہتے مہرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اصحاب کرام بات بات میں جن پر ماں باپ کو قربان کریں۔ ان کو بڑے بھائی کے برابر بتانا نہایت بے ادبی اور گستاخی ہے۔

مصنف عبارات اکابر کا عقیدہ

نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صفدر صاحب اسی بے ادب اور گستاخ عبارات کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ شرعی اعتبار سے تو ان میں سے کوئی امر بھی توہین کا موجب نہیں۔ کیونکہ خود ہی بیٹہ پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد میں واقعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ تم اپنے بھائی (یعنی میری بیوی) کو رو اور قرآن کریم میں آتا ہے۔ (انما المؤمنون اخوة) کہ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (عبارات اکابر جداول مصنف)

جواب - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انفا اپنے آپ کو بھائی فرمایا کہ اپنے بھائی کی عزت کرو۔ لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ آپ کو بھائی کہہ کر پکارو؟ بھائی کہنے میں حضور علیہ السلام کی عزت ہے۔ تو انصاف کے لئے تو انصاف کرنے والے کو تو کامل ہوتے ہیں۔ مگر ان کو لوٹ کر کہہ دو یا گستاخی نہ کرنا کہ اب رہا یہ سوال کہ قرآن شریف میں آتا ہے کہ سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو یہ خداوند کریم کو بھی مازا دے بھائی کہو گے؟ کیونکہ قرآن شریف میں آتا ہے اَللّٰهُمَّ اَلْقَدْ وَاوَسَّ السَّلَامُ الْمُوَدِّعِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مومنین میں صرف لفظ مومن کا اشتراک ہے۔ جیسے رب تعالیٰ اور عام مومنین میں نہ کہ حقیقت میں۔

رب تعالیٰ اور مومن سے مومن ہے۔ اور ہم اور طرح۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مومن ہیں۔ اور ہم اور طرح۔ اور یہ جو آپ نے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے۔ کہ حضرت میں تو آپ اکا بھائی ہوں۔ پھر یہ رشتہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذہن اور اس کی کتاب کی روشنی میں رہنا چاہئے۔ میرے رشتہ میرے لئے حلال ہے۔ اس کے بعد رشتہ ہو گیا۔

جواب۔ آپ کے اس بیان سے کیسے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہہ کر پکارنا جائز ہے؟ یا یہ ثابت کرو کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منہ سے کبھی آپ کو بھائی کہہ کر پکارا ہو؟ بلکہ آپ تو یا رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ اور اگر روایت کرتے ہیں: تب بھی آپ خال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ اور جو حضرت رشتہ کے اعتبار سے بھائی ہیں۔ وہ بھی آپ کو بھائی کہہ کر نہیں پکارتے۔ نو ہم کینوں غلاموں کو کیا حق ہے کہ آپ کو بھائی کہہ کر پکاریں۔ مگر میں ان بہن بیوی بیٹی سب ہی عزیز ہیں۔ مگر ان کے نام دو کام و احکام جدا گانہ ہیں۔ جو ماں کو بیوی یا بیوی کو ماں کہہ کر پکارے وہ بے ایمان ہی ہے۔ اور جو ان سب کو ایک نگاہ سے دیکھے وہ مردود ہے۔ ایسے ہی جو نبی اور امتی میں فرق نہ کرے وہ ملعون ہے مردود ہے۔ اور جو امتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہہ کر پکارے وہ بے ادب اور گستاخ ہے۔ علماء مشائخ اپنے آپ کو بڑا ذلیل، سنگ دنیا، کمترین خلائق کہتا کرتے ہیں۔ تو دوسروں کو بھائی کی شان ہیں یہ الفاظ استعمال کرنے جائز ہو سکتے ہیں؟ مگر نہیں، یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی نے کبھی بھی آپ کو بھائی نہ کہا۔ لہذا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے تو اذعاناً اپنے آپ کو بھائی فرمایا۔ تو اس کو دلیل بنانا انتہا ہے کی جہالت ہے۔ ایک بادشاہ اپنے آپ کو رعایا کا خادم تھا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں کا خادم ہوں۔ تو رعایا کو سن نہیں سکا اپنے بادشاہ کو خادم کہہ کر پکارتے۔ دو رکعتوں جلتے ہو۔ آپ کے حکم الامت مولوی شرف علی صاحب اپنے آپ کو بندہ ذلیل کہتے ہیں۔ دیکھو تذکرۃ الرشید جلد اول تو فرمائیے کسی دیوبندی نے کبھی آپ کو ذلیل کہا؟ اور سب نے! مولوی شہباز صاحب گلگڑی، مولوی حمزہ فاسم کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ جس شخص کے قلب میں ایمان کی طرح یہ راسخ ہو چکا ہو کہ دنیا میں اس سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی ہستی نہیں ہے (دارالافتاء ص ۲۵۷) فرمائیے کسی دیوبندی مولوی صاحب نے انور قوی صاحب کو ذلیل و خوار کہا؟ ہرگز نہیں۔ اور شیخ سید احمد صاحب کے ایک مرید نے کہا کہ واللہ باللہ جس طرف آنحضرت اٹھا کر دیکھتا ہوں سید صاحب ہی نظر آتے ہیں۔ وہ میری آنکھوں میں بھی ہیں۔ یہ الفاظ اس نے تین دفعہ زور زور سے کہے سید صاحب نے کواڑ کھول کر اپنا چہرہ نکالا۔ اور زور سے فرمایا کہ خاموش! اور مجھ کتنے کی صورت اپنے سامنے سے منہدم کر۔ یہ الفاظ آپ نے بھی تین دفعہ فرمائے (دارالافتاء ص ۲۵۷) کیوں جتنا یہ الفاظ اپنے متعلق تو اذعان کے طور پر جو سید صاحب فرماتے تھے کسی دوسرے کو بھی ہی الفاظ لوٹ کر کہنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے آپ کو تو اذعاناً بھائی ارشاد فرماتے ہیں۔ کسی امتی کا آپ کو بھائی کہنا کب جائز ہو سکتا ہے؟

خود پر درکار عالم نے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایچھ
یا کہ اخاء المؤمنین سے نہ پکارا۔ بلکہ یا ایہا نبی یا ایہا رسول یا ایہا المرسل
یا ایہا المدثر وغیرہ پیارے القاب سے پکارا۔ حالانکہ وہ رب کریم ہے
تو ہم غلاموں کو کیا حق ہے کہ اس ذات کریم کو بشر یا بھائی کہہ کر پکاریں۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہتے والوں پر تمام یونہی اکابر
علماء کا فتویٰ کفر

ملاحظہ فرمائیے !

”جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے
جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے منقلب ہمارا
عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند اردو ص ۷۲)
اس کتاب پر تمام اکابرین علماء دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔

گنگوہی صاحب اب فیضان آپ خود کہیں کہ اس فتوے کی زد میں کون کون
حضرات آسکتے ہیں۔ کیا مولوی اسماعیل صاحب بھی اس حکم کی زد میں ہیں
یا نہیں؟ کیونکہ انہوں نے ہی تو ایسا لکھا ہے کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ وہ بڑا
بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی معنی تعظیم کیجئے۔ جیسے کہ اوپر تفصیل سے
لکھا جا چکا ہے۔ اور گنگوہی صاحب نے بھی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے
چونکہ حدیث میں آپؐ نے خود ارشاد فرمایا تھا۔ کہ مجھ کو بھائی کہو فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳
یہ سراسر ہتھکنڈ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں یہ نہیں

فرمایا۔ کہ مجھ کو بھائی کہہ کر پکارو۔ یہ تو صاف صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم
پر جھوٹ ٹکا گیا ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ جو میرے پر جھوٹ لگائے وہ
اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ حکم بھی آپؐ ہی کے منکر
کا ہے۔ کسی بریلوی عقیدے کے عالم کا نہیں۔ بریلوی علماء حضرت کے خلاف خواہ مخواہ
زہر رگس لپٹے ہیں۔ ان کا کیا قصور ہے؟ اپنے گھر کی جھب لپیچے۔ اور ہم کو اس فریب
ساری سے بھی آگاہ کیجئے۔ کہ مولوی اسماعیل تو کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی بڑے
بھائی کی معنی تعظیم کیجئے۔ بلکہ اس سے بھی کم کیجئے۔ اور یہ حضرات بڑے بھائی کی کسی
تعظیم کرنے والوں کو دائرہ ایمان سے خارج کرنے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ اور
فتاویٰ رشیدیہ میں مولوی گنگوہی صاحب نے مولوی اسماعیل کی تعریف بھی کی ہے
اور تقوید الایمان کتاب کی تعریف بھی کی ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کی اصل عبارت ملاحظہ
فرمائیے۔ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ مولوی اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم
مستفی۔ برصغیر کے اکھڑنے والے اور ملت کے بانی کریم اللہ۔ اور قرآن و حدیث
پر سہرا مائل کرنے والے بحق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے۔ اور تمام عمر اس حالت
میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ کھد کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر
حال ایسا ہو۔ وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ اور کتاب تقوید الایمان نہایت عمدہ کتاب
ہے۔ اور وہ شریک و دستار میں لاجواب ہے۔ اعتدال اس کے بھلے کتاب فیضان
اور احادیث سے ہیں۔ اس کا کہنا اور پڑھنا اور مل کر پڑھیں اسلام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ
اب یہ فیضان آپؐ کے انصاف پر ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب حق پر ہیں۔
یا تمام علماء دیوبند؟ مولوی اسماعیل صاحب تو کس صورت حق پر نہیں ہو سکتے۔

کیونکہ ان کی ہے اور نہ اور گستاخانہ عبارت لغت عرب الایمان کتاب میں مذکور ہے۔ چونکہ یہ عبارت سبب الفاظ اور وہیں کہی ہوئی ہے۔ کوئی جہانی زبان میں نہیں کہ جو بھی نہ جاسکتی ہو۔ اور یہی نہیں ہو سکتا کہ ایسی گستاخانہ عبارت کے معنی کچھ اور لٹے جاسکتے ہوں۔ بلکہ وہی معنی مراد لٹے جاسکتے ہیں۔ لہذا عبارت کے الفاظ سے نکل سکتے ہیں ایسی تقویت الایمان کے معنی پر ضروری اسمیں صاحب کلمہ کی ہے کہ یہ ثابت محض ہے علم کے ظاہر میں لفظ بے لابی کا پورے۔ اور اس کے کچھ اور معنی مراد لے۔ اب ثابت ہو گیا کہ گستاخانہ عبارت کی کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ اب مولوی اسمیں صاحب کا باطل پرہیزارہ روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ کیونکہ شان رسالت میں ہے اب کلمے کے معنی والا ہے اب ہوتا ہے۔

اب رہا یہ سوال۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو مولوی اسمیں صاحب اور ان کی کتاب تقویت الایمان کی تعریف کرتے ہیں۔ دوسری طرف تمام علمائے دیوبند حضور علیہ السلام کو بڑا بھائی کہنے والوں کو دائرہ ایمانی سے خارج کرنے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ تو اس کو جواب یہ ہے کہ یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے۔ یہ وہی جہاں ہم کو اس سکڑی کا کوئی علم نہیں۔ ہم تو صرف اس قدر جانتے ہیں کہ انی سب حضرات کا عقیدہ وہی ہے کہ جیسا مولوی اسمیں صاحب کے تقویت الایمان میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کی بڑے بھائی ہمیشہ تعلیم کی جاتے۔ اس سے کم کی جاتے اگر آپ نے یہ عقیدہ ہی رکھا ہے۔ تو آپ سے میرے نصرت العلوم چلے جائیے اور شیخ الحدیث صفدر صاحب سے غافلت کر کے ان کی غرض میں یہ سوال پیش

کریں کہ جناب گنگوہی صاحب تو مولوی اسمیں صاحب کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ دوسری طرف تمام علمائے دیوبند حضور علیہ السلام کو بڑا بھائی کہنے والوں کو دائرہ ایمانی سے خارج ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ اصل میں مولوی اسمیں صاحب نے یہی لکھا ہے کہ جو بڑا بزرگ ہوا اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور عبارت بھی صاف ہے۔ اس کی کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ تو ارشاد فرمائیے کہ مولوی اسمیں صاحب کے متعلق گنگوہی صاحب کا ارشاد درست ہے۔ یا خاتم اکابرین علماء کا فتویٰ درست ہے؟ جو المعتمد کتاب میں چھپ چکا ہو ہے۔ اور اس کتاب پر خاتم اکابرین علماء دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔ اب یہاں مصنف عبارت اکابر شیخ الحدیث صفدر صاحب کی ایک عبارت نقل کرتا ہوں کہتے ہیں "یہ اہل بدعت کے خبیث باطن اور سیاہ دلی کا عبرت انگیز نامہ ہے۔ کہ وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں اور عوام اناس کو یہ باور کرانے کے درپے ہیں۔ کہ معاذ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ اسمیں شہید فی سبیل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختصر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا اتنا ہی حق تسلیم کرتے ہیں۔ جتنا کہ بڑے بھائی کا ہوتا ہے۔ اور غایبات ہے کہ اہل اسلام میں سے کسی گمراہ باطل عقیدہ نہیں ہو جس کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا وہ درجہ وہ شان اور وہ مرتبہ ہے کہ نہ کسی اور بشر کا ہے۔ اور نہ فرشتہ کا نہ کعبہ کا اور نہ لوح و قلم کا حتیٰ کہ عرض علیہ السلام۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی ذات غلامی کے بعد ساری باتات اور تمام مخلوق میں صرف آپ ہی کا درجہ اور مقام ہے۔"

بند خزانہ بزرگ تو لی قصہ مختصر (عبارات اکابر مدینہ)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان میں بے ادبی اور گستاخی کی بدعت اور ضلالت کو جاری کرنے والے ہیں شخص مولوی اسماعیل می ہیں جنہوں نے شان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ لکھے۔ اور صاف الفاظ میں لکھا کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ اس کی بڑے بھائی جیسی تعظیم کیجئے۔ اور جو بشر کی سی تعریف ہو۔ سو وہ بھی کرو۔ سواس میں بھی اختصار ہی کرو۔ ناظرین حضرات! غور فرمائیے کیا یہ لاطینی زبان ہے؟ یا عبرانی زبان ہے؟ اور کیا یہ سریانی زبان ہے؟ جس کے کیچھنے والے نایاب ہوں۔ یہ تو صاف اور صلیبیں اردو زبان ہے۔ جو مولوی طالب علم پرائمری میں پڑھنے والے بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ الفاظ شان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی کے ہیں اور ان کے لکھنے والا سخت بے ادب اور گستاخ ہے۔ اور اس بے ادبی اور گستاخی کی بدعت کی حمایت کرنے والا ہے۔ اور اس کی تائید میں کتابیں لکھنے والا سب سے زیادہ بدعتی اور اقل درجے کا بے ادب اور گستاخ ہے۔ اور یہ اس کے فیث باطن اور سیادہ دلی کا عبرت ناک کا نام ہے۔ ان کے حمایتی بنا کر تو کسی یہ قرون شریف اور حدیث شریف میں کہاں آیا ہے کہ جو بڑا بزرگ ہو۔ اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یہ ہے دین میں احداث بدعت و ضلالت۔ وہابی حضرات نے بھی پاک کا مرتبہ باب سے بھی کم رکھا۔ اعتقاد عالم کے برابر بھی نہ سمجھا۔ انبیاء علیہم السلام ظاہر میں بشر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کمالات عطا فرماتا ہے۔ کمالات کو چھوڑنا اور لفظ بشر سے ان کا ذکر کرنا یقیناً بے ادبی ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل میں غفلت نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب و کمالات کا اظہار اس کو گوارا نہیں۔ اگر کوئی شخص بادشاہ کے مرتبہ کا ذکر کرے صرف آدمی اور بشر کہے۔ تو بے ادب گستاخ ہے بادشاہ تو بادشاہ باپ کو بھی کوئی یہ نہیں کہتا۔ کہ وہ بھی ایک آدمی ہے۔ خود ہ ادبی حضرات اپنے مولویوں کے لئے بڑے بڑے القاب و ادب استعمال کرتے ہیں، اگر ان کے نام کے ساتھ کوئی تعظیم نہ ہو۔ تو راض ہو جائیں گے۔ آدمی کہہ کر بچا رہے کیسے لال چلیے ہوتے ہیں۔ جب تک مولانا مولوی نہ کہے جائیں۔ راض ہی نہ ہوں۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف کو روکتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ ہی عظمت کے کمالات سے فرماتا ہے۔ اور اپنے بندوں کو ان کی تعظیم کا توحید کا حکم دیتا ہے۔ تعزیر لکھنا تو توحید کا نامہ کہ رسول پاک کی تعظیم اور تکریم کرو۔

اب آپ جو یہ فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ درجہ شان و مرتبہ ہے کہ کسی اور بشر کا ہے اور فرشتہ کا۔ تو آپ کے کلم سے ات ہو گیا کہ حضور علیہ السلام بے مثل ہیں۔ تو پھر یہ فرمائیے کہ آپ کے صلی کیسے ہوئے؟ آپ کے بھائی کی شان تو مثلوں بلکہ ناموں ہو سکتے ہیں۔ آگے آپ لکھتے ہیں حضور علیہ السلام کا وہ مرتبہ ہے۔ کہ نہ کہہ کا نہ لوح و قلم۔ نہ جنتی کہ عرض عظیم کا۔ تو پھر فرمائیے حضور علیہ السلام آپ کے بھائی کیسے ہوئے؟ آگے ارشاد چور ہوا ہے۔ طریقہ اللہ تعالیٰ کی ذات کر لی کہ ہمسہ کی کمالات اور تمام مخلوقات میں صرف آپ ہی کا مقام اور درجہ ہے۔ بعد

از غلام بزرگ توفی قصہ مختصر۔ سبحان اللہ اگر واقعی آپ کا یہی عقیدہ ہے تو میرا رشاد فرمائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بھائی کیسے ہوئے؟ کیونکہ آپ کے قوم سے ثابت ہو رہا ہے حضور انور علیہ السلام ساری خدا کی خدائی میں بے مثل اور بے نظیر ہیں جب وہ بے مثل ثابت ہوئے تو ان کو فقط بھائی کہہ کر پکارنا پرے درجے کی جہالت ہے۔ اور نشان رسالت میں سخت بے ادبی اور گستاخی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
لَا تَجْعَلُوهُ دَعَاءَ الْأَسْوَاقِ لِيُكَلِّمَهُمْ كَذَّاءٌ يَفْسُقُونَ لَقَدْ كُنَّا مِنْ أَشْقَىٰ آيَاتِهِمْ بِأَنَّهُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ
دوسرے کو صبر پر پکارتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسے نہ پکارو جب قرآن شریف سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی وغیرہ بلانے کے الفاظ سے پکارنا سخت منہج ہے جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بھائی کہہ کر پکارتے ہو۔ تو ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر یا بشرِ انسانی کہہ کر پکارنے والا سخت بے ادب اور پرے درجے کا گستاخ ہے۔ اور اس کی تائید میں کئی میں لکھنے والا بھی ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

اب ایک سوال کا جواب دیجئے جب قبر میں فرشتے سوال کریں گے جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسے متعلق۔ کَاُنْتُكَ تَقُولُ فِي حَقِّ هَذَا التَّوْحُلِ۔ ان کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو کیا آپ حضرات وہاں بھی یہی جواب دیں گے کہ یہ ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ ہمارے ہی جیسے بشر ہیں۔ قدرہ نامہ جیسے کم تر ہیں۔ العباد باللہ من خالق۔ اور کیا یہ جواب دے کر عذابِ قبر سے آپ

کو چھپکارا جاسل ہوگا؟

کفریہ عبارت نمبر ۲

ناظرین کرام! تقویت الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔
مولوی اسماعیل صاحب نے شکوۃ شریف سے ایک حدیث نقل کی قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں چکا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو گیا میں نے البتہ وغیرہ زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پتیرہ نما کے پاس پھر کیا میں نے سجدہ کیا تھا میں پتیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو۔ سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو تو فرمایا تمھ کو بھلا خیالی تو کہ جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو؟ کہا میں نے نہیں۔ فرمایا تو مت کرو۔ ف۔ یعنی میں بھی ایک دن مر مٹی میں ٹٹنے والا ہوں۔ معاذ اللہ! (تقویت الایمان ص ۱۱)

یہ بے کالہ گستاخی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر استہزاء۔ حاشا دکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے۔ نصرت العلویہ کے قبیح المورث صفا صاحب اس کفریہ عبارت کو نقل کر کے خود ہی لکھتے ہیں یہ ضمیمہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرات امیر اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجزاء کو کھائے۔ مگر ضروری صاحب سوال تو یہ ہے کہ جو حدیث مولوی اسماعیل صاحب

نے نقل کی ہے۔ اس کے کونے لفظ کا یہ ترجمہ ہے کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ٹھنڈا ہوں۔ اگر آپ یہ نہیں بتا سکتے۔ تو بتا بھی کیسے سکیں گے اس حدیث پاک میں کوئی لفظ ایسا ہے ہی نہیں۔ تو اور بھی کوئی حدیث بتا دیجئے۔ کہ جس میں ایسے الفاظ موجود ہوں۔ آپ تو شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ لایجے کوئی ایسی حدیث؛ انتشار اللہ قیامت کی صبح تک کوئی دہائی دیوبندی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکے گا۔ کہ جس کے یہ الفاظ ہوں جو مولوی اسماعیل خاں نے تقوینۃ الایمان میں اپنی طرف سے جڑ دیئے ہیں۔ یہ صاف طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کو منسوب کیا گیا ہے۔ اور حدیث شریفہ میں فرمایا گیا کہ جو میری طرف جھوٹ کو منسوب کرے۔ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ تعجب کی ایک بات یہ بھی ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کو یہ سب حضرات شہید فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ تو قرآن شریف کی رو سے مولوی صاحب بھی زندہ ہوئے عجیب قسم کا عقیدہ ہے کہ مصنف کتاب تقوینۃ الایمان مولوی اسماعیل نوہر مرگ بھی زندہ ہیں اور صیب غلام صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کا کھاجاں معاف اللہ انتہی زندہ اور نبی پاک مردہ۔ ناظرین کرام! دیکھا آپ نے یہ ہے نہ یہ حضرات دیوبند کا۔

دیوبندی زندہ ہیں

۱۔ ایک صاحب کثافت حضرت حافظ ضامن کے مزار پر فاختہ پڑھنے گئے۔ بعد فاختہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں۔ بڑے ولی بھی ہیں۔ جب میں فاختہ پڑھنے لگا۔ تو مجھ سے فرماتے لگے کہ جاؤ فاختہ

کسی مردہ پر پڑھو۔ یہاں زندوں پر فاختہ پڑھنے آئے ہو۔ یہ بات نہ کیا ہے۔ جب لوگوں نے بتلایا۔ کہ یہ شہید ہیں۔ (ارواح شفا ص ۳۲ حکایت نمبر ۲۰۔ مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی ج ۱)

۲۔ مولوی فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی۔ آپ نے ایک وفد فرمایا کہ کبھی ہم نو تمبر میں غازی پڑھا کریں گے۔ دعا ہے کہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ تکریم میں یہ اجازت دے دیں۔ کہ لیس نماز پڑھتے جاؤ (ارواح شفا ص ۳۵)

۳۔ مولوی احمد علی زندہ ہیں۔ مولوی احمد علی صاحب لاہوری جس طرح اپنی زندگی میں زندہ تھے۔ آج بھی زندہ و تابندہ ہیں۔ (رسالہ انعام لائین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ ص ۳۳ ج ۱)

۴۔ مولوی رشید احمد گنگوئی زندہ ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

(مشرقی جواہر الحسن صاحب دیوبندی ص ۲۶)

ناظرین کرام! غور فرمائیے۔ واقعی دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ گئی کیونکہ وہ م عیسیٰ علیہ السلام بھی نہ کر سکے۔ وہ مولوی رشید احمد صاحب نے بھی کر کے دکھا دیا۔ مردے جلانے میں تو برابر ہی رہے۔ مگر زندوں کو مرنے سے بچا لیا۔ اس میں ضرور عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئے۔ جب ہی تو عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی مسیحائی دکھائی جاتی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد صاحب

کی مسیحائی حضرت علیؑ علیہ السلام سے بڑھی ہوئی نہ جانتے تو یہ نہ کہتے۔
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم۔ مسلمانوں انصاف کرو کیا اس میں
علیؑ علیہ السلام کی توہین نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔ یہ ہے دیوبندی
حضرات کا مذہب۔ ان لوگوں کی توحید قائم نہیں رہ سکتی جب تک حضرات
انبیاء علیہ السلام کی توہین نہ کریں۔

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم بھی زندہ ہیں

حضرت عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولوی
احمد حسن صاحب امر دہری اور مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی میں باہم معارف
چشمک تھی۔ اور اس نے بعض حالات کی ہی بنا پر ایک مئی صمتہ اور متنازعہ کی صورت
اختیار کر لی اور مولانا محمود الحسن صاحب کو اصل جھگڑے میں شریک نہ تھے اور نہ
انہیں اس قسم کے امور سے دل چسپی تھی۔ مگر صورت حالات ایسی پیش آئی کہ مولانا
بھی بجائے غیر جانب دار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے۔ اور یہ واقعہ کچھ طول
پکڑ گیا۔ اسی دوران ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب نے
اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا۔ جو دارالعلوم دیوبند میں
ہے۔ مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرہ کے کوارڈ کھول کر اندر داخل ہوئے مومن
سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا کہ پیچھے میز پر روٹی
کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا۔ تو ترنٹھا اور غریب بیگم رہا تھا۔ فرمایا
کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نالوقوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد انصاری کے ساتھ
میرے پاس تشریف لائے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور لبادہ

ترتر ہو گیا۔ اور یہ فرمایا کہ محمود الحسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں شریک
میں میں نے یہ کہنے کے لئے بلایا ہے۔ مولانا محمود الحسن صاحب نے یہ عرض
کیا کہ حضرت میں آپ کے اقتدار پر تو بہ کرنا ہوں۔ کہ اس کے بعد میں اس قصہ
میں کچھ نہ بولوں گا۔ (ارواح حقہ صفحہ ۲۳۱-۲۳۲)

ناظرین کرام! غور فرمائیے۔ دیوبندی حضرات کے قطب الارشاد حضرت
مکرمی صاحب کا کمال۔ محمود الحسن صاحب کی زبان سے آپ نے معلوم کر لی لیا
ہے۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب مردوں کو بھی زندہ کرتے ہیں۔ اور زندوں کو بھی
میں نہیں دیتے۔ اگر آپ محمد سے یہ سوال کریں کہ پھر اسقدر کمال رکھنے والے خود
بیوں مر گئے؟ تو اس کا جواب میرے پاس نہیں۔ یہ سوال تو نعمت العلیم کے شیخ
المرثیہ صفد صاحب سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ اور وہ ہی اس کا جواب دے سکتے
ہیں۔ آپ ان کے پاس ہی تشریف لے جائیے اور ان سے جواب حاصل کیجیے۔ مجھے
صاف رکھیے۔ میں اس لائق نہیں ہوں کہ اس کا جواب دے سکوں اور مولوی محمد
قاسم بانی مدرسہ دیوبند کا کمال بھی مولوی اشرف علی صاحب کی کتاب ارواح نقاشہ
آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ کہ وہ صاحب مرنے کے بعد بھی اپنے مدرسہ
کی حوائی فرما رہے ہیں۔ اگر کوئی جھگڑا وغیرہ دارالعلوم میں ہو۔ تو فوراً مسجد انصاری
لیٹ لاکر فیصلہ فرمادیتے ہیں۔ یہ ان کا فیض ہمیشہ جاری ہے۔ حالانکہ وہ ذات
پچھے ہوئے ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بانی مدرسہ دیوبند نے
کے بعد بھی زندہ ہیں۔ اور ان کا فیض بھی جاری ہے۔ تو پھر بانی اسلام کہیں مرے
پھر یہ تو عجیب قسم کا عقیدہ ہے۔ کہ بانی مدرسہ دیوبند زندہ اور بانی اسلام مرد۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ مولوی اشرف علی صاحب نشر الطیب کتب میں وہی حدیث
جو اوپر نقل کی گئی ہے۔ نقل کر کے لکھتے ہیں۔ پس خدا کے پیغمبر زمرہ ہوتے
ہیں اور ان کو زندقہ دیا جاتا ہے۔ پس آپ کا زندقہ رہنا قبر شریف میں بھی ثابت
ہوا۔ دیکھئے مولوی اشرف علی صاحب بھی قبر شریف میں آپ کا زندقہ ہونا
ثابت کر رہے ہیں۔ اور اب دیکھئے تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کیا لکھ رہے
ہیں۔ ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کئے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
قبر میں زندقہ ہیں۔ اور حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا تکلف ہونے کے اور یہ جتنا
مخصوص ہے۔ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء
کے ساتھ یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے۔ تمام مسلمانوں کو بلکہ سب
آدمیوں کو۔ علامہ تفتی الدین بکسی نے فرمایا ہے۔ کہ انبیاء اور شہداء کی قبر میں جتنا
ایسی ہے۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی
دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندقہ جم کو چاہتی ہے۔ (المہند ص ۱۳۱)

گنگوہی صاحب کا قول مردود ہے

اب آپ کے گنگوہی صاحب کا یہ ارشاد۔ کہ چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے
مٹی احاطہ کر لیتی ہے۔ اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن لاحق ہوتا ہے
یہ مٹی میں ملنا کہلاتا ہے۔ کچھ اعتراض نہیں۔ یہ قول بھی آپ کے گنگوہی صاحب
کا مردود ہے۔ اس لئے کہ اس میں عام مردوں کی قبروں کا ذکر کیا گیا ہے
اور حضور علیہ السلام کا قبر انور میں زندقہ ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ کوئی
سوال کا جواب نہیں۔ بلکہ یہ نبی اکرم و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ سوال

یہ ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں یہ فرمایا ہے۔ کہ میں بھی ایک دن
کرمی میں مٹنے والا ہوں؟ تو چین اس لئے ہے کہ عام مردہ کی قبر کی مثال
ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے ساتھ دی گئی ہے۔ اہل سنت
و اہل بات پر مستحق ہیں کہ قبر انور کا وہ حصہ جو نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم کے جسم شریف سے منقطع ہوئے ہے۔ وہ کوہِ معلوم اور عرشِ عظیم سے
مٹی افضل ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو عمار دیوبند کا فتویٰ دیکھ لیجئے (المہند ص ۱۳۱)

تمام علماء دیوبند کا فتویٰ

وہ حصہ زمین جو نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مبارک
و منقطع ہوئے ہے۔ علی الطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ عرش و کرسی
مٹی افضل ہے ثابت ہوا کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی قبر
مٹی کو ایک عام مردہ کی قبر سے تشبیہ دینا نکتہ بے ادبی اور گستاخی ہے
صاحب کی ایک بات یہ بھی ہے کہ صدر مدرس مدرسہ دیوبند مولوی محمود الحسن صاحب
مولوی رشید احمد کی قبر کو طور سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

مولوی رشید احمد کی قبر طور سے تشبیہ

قبر اری تربت انور کو طے کر طور سے تشبیہ

کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیجی بھائی دانی رزینہ
ناظرین کلام! غور فرمیں۔ مولوی رشید احمد کی قبر کو طور ہوئی اور
صاحب ارنی فرٹنے والے مٹی ہوئے۔ تو رشید احمد صاحب رب ہی
ہے۔ اس میں تو اپنے پر صاحب کو رب بتایا۔ اور اسی مشیہ میں فرماتے ہیں

زبان پر ازل ہوا کی ہے کہوں ازل و قبل شانیر

اشیاء عالم سے کوئی بائی اسلام کا نامی (ارشید)
اس میں مولوی رشید احمد صاحب کو بائی اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامی کہا گیا ہے۔ پھر اسی مرتبہ میں فرماتے
وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کیسے عجب کیا ہے

شہادت دینے تخت میں قدس بری کی گشتی (ارشید)
اب غور فرمائیں۔ کہ انھذا تعالیٰ تافاروق اعظم کو نسا درجہ باقی رہا جو کہ مولوی
رشید احمد کو نہ دیا گیا ہو۔ ناظرین کرام دیکھا آپ نے کہ غلام دیوبند اپنے بزرگوں کی
قصیدہ خوانی میں زمین و آسمان کے غلامیے ملا بیٹھے ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے اے بن یثیقین کی کہ بشر جیسی تعریف کر رہا۔ بلکہ اس سے بھی کم درجہ
کی۔ خود مولوی اسماعیل صاحب نے اپنے پیر سید احمد کی بے حد تعریف کی ہے
جو صراطِ مستقیم میں درج ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ ایک دن حضرت حق جل و علا نے
آپ کا دامنا اقد خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا۔ اور کوئی چیز امورِ قدیم
سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع تھی۔ آپ کے سامنے کر کے فرمایا۔ کہ ہم نے تجھے
ایسی چیز عنایت کی ہے۔ اور چیزیں بھی عطا کر دیں گے۔ اور یہ بھی لکھا ہے
کہ اس طرف سے حکم ہوا۔ کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کر لیا اگرچہ وہ کبھی کبھار
ہی کیوں نہ ہو۔ ہم ہر ایک کو کفایت کر دیں گے۔ حالانکہ تمام علماء اہل سنت کا حقیقہ
ہے۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشین اور اس کے ساتھ یاتر کر نے کا مدعی
وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

سید صاحب کو درخت اور جانور سلام کرنے تھے

اور بیٹھے جو کہ عورت سید صاحب نے اپنی شان بیان کرتے ہوئے لفظ
فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

”اور جنگل میں پہنچ کر فرمایا کہ الحمد للہ! میں اللہ کا وہ بندہ ہوں جس
کے لیے جمعیاتِ پانی ہیں اور چیزیں سوراخوں میں دعا کرتی ہیں۔ اور جس
طرف کو میں نکل جاتا ہوں وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور
سلام کرتے ہیں۔“ (ارواحِ غافلہ ص ۱۲۴)

ناظرین حضرات۔ دیکھا آپ نے حضرت سید صاحب کا شان۔ شاید اب
اس حدیث شریف کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جس میں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت اور تہجد وغیرہ سلام عرض کرتے تھے۔ اور مولانا
رضی اللہ عنہ بھی تھے تھے کہ یہ نہ کہ جب تیرو سو سال بعد پیدا ہونے والے ملحق
کا یہ شان ہے کہ درخت اور جانور ان کو پہچانتے اور سلام بھی کرتے ہیں۔ تو پھر
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت اور تہجد کیوں نہ سلام کریں؟ ان کا
شان تو ساری مخلوق الہی سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور اپنی قبر شریف میں زندہ
ہیں۔ جب کوئی امتی مسلم عرض کرتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔ اور
سلام کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔

ناظرین حضرات! اب میں اس حدیث شریف کو مشکوٰۃ سے نقل کر رہی
ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے۔ فرمایا ”میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کہ میں تھا میں نے پہنچنے

گرد و فواج کے میں نہ سامنے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی پہاڑ یعنی
پتھر اور نہ کوئی درخت مگر وہ کہتا تھا۔ السلام علیک یا رسول اللہ (شکستہ ابا العزت)

کفریہ عبارت نمبر ۳

ناظرین کرام! تقویت الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے
اور انصاف کیجئے۔ اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق پر چڑیا چھوڑا وہ
اللہ کی شان کے آگے چارے بھی ذیل ہے۔ (معاذ اللہ۔) (تقویت الایمان ص ۷)

ناظرین کرام۔ غور فرمائیے۔ یہ عبارت کیسی بے ادبی اور گستاخی سے لبریز
ہے۔ اب بڑی مخلوق سے کیا مراد ہے۔ یہ کس کی طرف اشارہ ہے۔ کیا
دیوبندی انبیاء علیہم السلام کو بڑا مخلوق نہیں جانتے؟ کیا اس لفظ سے انبیاء
علیہم السلام کی توبین نہیں ہوتی ہے؟ پھر چارے ذیل جس مخلوق کو بتایا۔
چهار اس سے ضرور شریف ہوا۔ تو اب چار بڑی مخلوق میں سے یا
چھوٹی مخلوق میں؟ یا دونوں میں نہیں؟ یا دیوبندی حضرات کے نزدیک مخلوق
ایسا سمجھ خارج ہے؟ وہ میرے کی نظر میں عزت تو چار کی معلوم نہیں اس سے
کیا مناسب ہے۔ کبھی سخت گستاخی ہے کبھی دل آزاری ہے اور بے ادبی
ہے۔ ظالموں سے پوچھو کہ یہ کہاں سے کہتے ہیں کہ خدا و رسول نے تمہیں یہ
بتایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ **بَلَّغْ أَمْرَکَ وَتَوَسَّلْ إِلَیْهِمُ وَلَوْ کُنتَ مِنْهُمْ**
اللہ کے لئے عزت ہے۔ رسول کے لئے عزت ہے۔ مومنین کے لئے عزت ہے

اور جو اس عزت کو نہ جانے۔ ان کو توڑ کر پاک منافق فرماتا ہے۔ ولکن
الْمُتَّفِقُونَ لَوْ کُذِّبُوا لَیْسَ بِهِ مَعْصِیَةُ اللَّهِ وَبِإِذْنِ اللَّهِ لَیْسَ بِهِ مَعْصِیَةُ اللَّهِ۔ یہ بر نصیب متبولین یا بگڑا کہ چار سے بھی زیادہ ذیل
کہتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ چار سے بھی زیادہ ذیل کون ہوا؟ اس کا نام تو لبر
افسوس صد افسوس اللہ تبارک و تعالیٰ حضور پر صلوٰۃ و سلام بھیجے۔ اس کے
معاذ صلوٰۃ و سلام بھیجیں۔ مومنین کو صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا جائے۔ اللہ
تبارک و تعالیٰ حضور کا ذکر بلند فرمائے۔ آیت کریمہ **وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ وَتَکْرَرْتُ**

دیوبند کے فاضل عام عثمانی کا حوالہ

ناظرین کرام! اسی کفریہ عبارت کے متعلق دیوبندی عام عثمانی ایڈیٹر بھی لکھتے ہیں
میں نے دیکھا کہ شاہ کبیل شہید نے تقویت الایمان میں فضل فی الاجتناب عن الاشیاء
کے ذیل میں لکھا ہے کہ ہر مخلوق پر چڑیا چھوڑا وہ اللہ کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ
ذیل ہے۔ کیا اسکا صاف اور بڑی مطلب یہ نہیں ہے کہ اولیاء و صحابہ تو رہے ایک طرف غلام
انبیاء و رسل اور قائم الہدیین بھی اللہ کی شان کے آگے چارے زیادہ ذیل ہیں کیا خدا کا
آزار بیان ہے۔ کہنے لگا دینے والے الفاظ ہیں۔ (جمل قوی، درج صفحہ ۷)

ناظرین کرام غور فرمائیے خود دیوبندی علم بھی لڑتا ہے اور لکھتا ہے کہ خطرہ گناہ قریب
ہے کہ لڑا دینے والے الفاظ ہیں لیکن لغت العلم کے شیخ الحدیث مسلمان لکھتے ہیں کہ یہ
میں اور ارق سبھا کرتے چلے چارے ہیں اور مولوی کبیل کی صحبت میں دیوبند
اور قلم چلا رہے ہیں۔ حالانکہ سینکڑوں کتابیں تقویت الایمان کی ان کفریہ عبارتوں
سے روہیں کبھی جاچکی ہیں۔ اور ان کفریہ عبارتوں کا مدلل اور تحقیقی جواب دیا
جا چکا ہے۔ شیخ الحدیث صفدر صاحب اسی کفریہ عبارت کو نقل کر کے لکھتے

ہیں کہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ چتر اور چار بھی آخر انسان ہے۔ شرفِ آدمیت اور تہذیبِ انسانیت تو اس کو بہر حال حاصل ہے ہی بڑے بڑے بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص و احسان کا تعلق قائم کرنے کے لیے کچھ اور بھی فرمایا ہے۔ آخر ان پر کیا فتویٰ ملے گا۔ ناظرین حضرات غور فرمایا آپ نے۔ آگے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک تمام لوگ اس کے نزدیک میٹھیوں کی طرح نہ ہو جائیں۔ آگے فرماتے ہیں لیجئے! صاحب سلسلہ بزرگ نے کیا بات نقل کر ڈالی کہ ایمان ہی کسی کا کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ یہ یقین نہ کرے کہ تمام انسان نفع و ضرر کے مالک نہ ہونے میں میٹھیوں کی طرح ہیں اور گویا کہ اللہ تعالیٰ کے منافع میں ان کو کچھ بھی نہ سمجھے اور اسی پر ایمان و یقین رکھے۔

(عبادت الہامیہ کا پہلا حصہ ص ۵۸)

ناظرین کرام غور فرمائیں معتدلت عبادت الہامیہ نے تقویتِ ایمان اور مولوی اسماعیل کے کفریات کو درست کرنے کے لئے حضراتِ اولیائے کرام پر انفرادی ہونے اور جوڑے ہونے سے بھی گریز نہیں کیا اور اپنے پاس سے یہ پتھر بھی لگا دی کہ تمام انسان نفع و ضرر کے مالک نہ ہونے میں میٹھیوں کی طرح ہیں۔ حضرت شیخ صاحب کے مقدس ارشاد پر مولوی اسماعیل کے کفر کو آپ کا قیاس کرنا بالکل باطل ہے۔ حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ الناس سے جس کے معنی لوگ ہیں۔ اس سے عوام الناس مراد ہیں۔ حضرات

انبیاء کرام اور سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہو ہی نہیں سکتے اور اس پر شیخ کے جملہ لائیکل الایمان کا قرینہ ہیں و ہر شاہد ہے کہ شیخ صاحب نے ایمان کے دو درجے مقرر فرمائے ہیں مطلق ایمان اور کامل ایمان۔ اور اس عبارت میں ایمان کامل کرنے کی طوالت فرما رہے ہیں۔ اور ایمان کامل ہی تب ہو گا کہ پہلے اصل ایمان تو ہو اور اصل ایمان ہی تب آئے گا۔ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کے سب پیغمبروں پر ایمان ہو۔ تو حضرت انبیائے کرام لفظ ایمان میں آگئے اور الناس میں دوسرے عوام لوگ مراد ہیں حضرت شیخ صاحب تو فرما رہے ہیں کہ وہ مومن ہو خدا تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیائے کرام پر آمینت یا اللہ و کلمتہ و کتبہ و کتبہ و کتبہ کا اقرار کر کے ایمان لا چکا ہے۔ اس کا ایمان مکمل تب ہو گا کہ انبیائے کرام کے علاوہ دوسرے لوگوں کو وہ انبیائے کرام کے مقابلہ میں ابھو کی طرح غلیل جلنے کیونکہ حضراتِ انبیائے کرام کا شانِ باقی سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ شیخ صاحب تو انبیائے کرام پر ہی مکمل ایمان لانے کو فرما رہے ہیں۔ اور آپ نے اسے معنی کر کے اپنی عاقبت خراب کر لی ہے۔ حالانکہ آپ شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ محمد تعالیٰ اور حضرت شیخ صاحب کی عبارت بالکل بے غبار رہی۔ اور مولوی اسماعیل پر اسی طرح کفر کی مار رہی۔

دیونیدیوں کے حکیم الامت کی بیان

اب آپ ذرا اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ارشاد ملاحظہ

فرمائیے۔ جو حضرات انبیائے کرام کی شان میں تحریر فرما رہے ہیں، معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں جب حضور علیہ السلام امام بن کر سب انبیائے کرام کو نماز پڑھا چکے، تو ان سمجھوں نے اپنے رب کی ثنا کی۔ عواہر اہم علیہ السلام نے اس طرح تقریر کی کہ تمام حماد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور فقہ اصحاب قنوت بنایا۔ کہ میرا اقتدار کیا جانا ہے۔ اور مجھ کو نقش فرودی سے نجات دی۔ اور اس کو میرے حق میں خشک اور سلامتی کا ذریعہ بنادیا۔ پھر مولیٰ علیہ السلام نے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ تمام حماد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ سے کلام خاص فرمایا۔ مجھ کو برگزیدہ فرمایا۔ اور مجھ پر تواریخ نازل فرمائی اور قرون کی ہلاکت اور بے لکڑی کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی۔ اور میری امت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں۔ اور اسی کے موافق وہ عدل کرتے ہیں۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ جیسے حماد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ اور مجھ کو زور کا علم دیا اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پہاڑوں کو بھی تسبیح کے لئے مسخر فرمایا۔ اور مجھ کو حکمت اور صاف تقریر عطا فرمائی۔ پھر حضرت علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ جیسے حماد اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا کہ جو چیز میں چاہتا تھا۔ بناتے تھے۔ جیسے عمارت عالی شان اور محکم تصاویر و کراس وقت درست نقیبیں اور مجھ کو پرورد

کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھ کو ہر قسم کی چیز دی۔ اور میرے لئے شیاطین اور انسان و جن اور طیر کے شکاروں کو مسخر کیا۔ اور مجھ کو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لئے شایان نہ ہوگی۔ اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کر کے یہ تقریر کی کہ تمام حماد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ جس نے مجھ کو پاک کلمہ بنایا اور مجھ کو مشاہد آدم علیہ السلام کے بنایا کہ ان کو مٹی سے بنا کر کہہ دیا کہ تو (ذی روح) ہوا اور وہ (ذی روح) ہو گیا۔ اور مجھ کو کھانا اور حکمت اور نورانیت و تجلیم کا علم دیا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل کا قاف بنا کر اس میں بیٹھ سکوں۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا۔ اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں کلمہ خداوند زاد اللہ سے اور فریاد کو اچھا کرتا تھا۔ اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا۔ اور مجھ کو پاک کیا۔ اور مجھ کو اور میری والدہ کو شیطان حیم سے پناہ دی۔ سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہیں چلتا تھا۔ راوی کہتے ہیں۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی۔ اور فرمایا تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی۔ اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ جیسے حماد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمتہ للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے شہید و فیروز بنا کر بھیجا۔ اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر دینی ضروری امر کا بیان آخواہ صراحتاً خواہ اشارتاً اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کے افق (دین) کے لئے پیدیا کی گئی اور میری امت کو امت عادلہ بنایا۔ اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اولیٰ بھی ہیں (یعنی زہد میں) اور آخری بھی ہیں (یعنی نہانہ

میں) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا۔ اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا۔ اور میرے زکے کو عذ فرمایا۔ اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا۔ (یعنی نور میں اوّل اور ظہور میں آخر)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کر کے) فرمایا کہ بس ان کلمات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہو گئے۔ دیوبندی نشر الطیب صفحہ نمبری اشرف علی صاحب تلافی صفحہ ۸۸-۸۹-۹۰)

مغربین کرام فر فرمائیے اور اس عبادت کو بار بار پڑھیے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجیے معراج شریف کی رات فقیہ سمیع قطب میں تمام حضرات نبیائے کرام علیہم السلام حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے ہی حضور علیہ السلام کے استقبال کے لئے تشریف لائے تھے چنانچہ سب نبیائے کرام نے اپنے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بجا لائی تھی بعد ازاں اپنا شان بھی بیان فرمایا کرتے تھے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے الیا ایسا رتبہ عطا فرمایا ہے اور ہم کو الیا ایسا نشان دلا دیا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ یہ میں نے دیوبندی حضرات کے حکایت کی کتاب سے اس لئے نقل کیا ہے تاکہ کوئی صاحب کسی روایت کو ضعیف کہہ کر انکار نہ کر سکے۔ کیوں جناب صفدر صاحب ملاحظہ فرمایا آپ نے اپنے حکیم الامت کا ارشاد۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی مخلوق جس کو آپ کا شہید ہلاکوٹ چار کار در در سے رہا ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ اور آپ شہید ہلاکوٹ سے بھی آگے نکل گئے۔ آپ نے کھارہ کو ہڑ چار آخر انسان ہی سہ شرف آدمیت اور زبیر انسانیت تو اس کو بہر حال حاصل ہے۔ و لا حول

ولا قوة الا باللہ۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ اگر کو اس بد نصیب نے حضرات نبیائے کرام کو چرچا کر لکھ دیا۔ تو کیا ہوا؟ آخر وہ بھی انسان ہے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ ناظر میں کرام۔ دیکھا آپ نے۔ یہ ہیں چودھویں صدی کے شیخ الحدیث۔ شایان کو کبھی حدیث پاک مطالعہ کرنے کا موقع ہی نہ ملا جو حبیبی حضرات نبیائے کرام کے نشان میں ایسے گندے الفاظ لکھنے پر مجبور ہو چکے ہیں جناب صفدر صاحب۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرشتہ نہیں فرمایا کہ تم میں سے میری مثل کوئی شخص ہے؟ اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کشت کاخود فرشتہ نہیں فرمایا؟ کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ یقیناً فرمایا ہے۔ یہ بخاری شریف ہے۔ انکار کیسے کرو گے؟ اور یہی آپ نے فرمایا ہے اللہ انا جنیب اللہ۔ خبردار میں بسبب خدا کا ہوں۔

اب اور ملاحظہ فرمائیے اپنے حکیم الامت کا ارشاد

پہلی روایت حاکم نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے۔ کہ حضرت آدم نے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ اس سے آپ کی فعلیت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے۔ دوسری روایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا و ارتکاب ہو گیا۔ تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ اے پروردگار! آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری معقت

ہی کر دیجیے۔ سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا۔ حالانکہ منور میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا اے رب میں نے اس طرح پہچانا کہ جب اپنے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور اپنی شرف دی ہوئی درج میرے اندر رکھ دی۔ تو میں نے سر ہوا اٹھایا تو عرش کے پایوں پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ کَلَّا اِنَّ اللّٰهَ لَخَبِيرٌۢ بِالْغُیۡبِ۔ سو میں نے معلوم کر لیا۔ کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملا ہو گا۔ جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہو گا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم تم مجھے ہو۔ واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں۔ اور جب تم نے ان کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی ہے۔ تو میں نے تمہاری مغفرت کی۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ فقیر الطیب منصف مروتی اشرف علی صاحب خان دیوبند (۲۵-۳۱) اور بھی ایک روایت اسی کتاب سے نقل کرنا چاہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوا علیہا السلام سے قربت کرنا چاہی تو انہوں نے مہر طلب کیا۔ آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب میں ان کو دہریا کیا چیز دوں؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش قدمی درود بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ناظرین کرام۔ غور فرمائیے میں نے یہ سب دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کتاب نشر الخبیب سے نقل کئے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حکایت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ جبرائیل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تمام مشرق و مغرب میں پھرا۔ سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا۔ (بعض روایات میں) قادیان کرام۔ یہ سب روایتیں میں نے دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کتاب نشر الخبیب سے من وعن نقل کر دی ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ اب تو دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کے قلم سے ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا شان کی حد تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شان تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور اسی سے سب ثابت ہو گیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بیش اور بے نظیر ہیں۔ ناظرین کرام۔ اب میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ یہ دونوں حضرات تمام دیوبندیوں کے نام ہیں۔ اور شیخ الحدیث محمد فراغان صاحب کے بھی پیشا ہیں۔ ان دونوں کی تحریروں میں کس قدر تضاد ہے کہ کوئی دیوبندی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ لکھتا ہے۔

مولوی اسماعیل کی دوسری کتاب منطقیہ کا حوالہ

ناظرین کرام۔ ذرا غور فرمائیے۔ میں اب مولوی اسماعیل کی دوسری کتاب منطقیہ سے ایک روایت نقل کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں کہ خبر دار اس معاملہ پر متوجہ نہ کرو اور انکار سے پیش نہ آنا۔ کیونکہ جب داؤد مقدس کی آگ سے نکلنے کی انا اللہ رب العزت صادر ہوئی۔ تو پھر اشرف موعودات سے حضرت داؤد علیہ السلام تعالیٰ امانت ہے۔ گرا اللحن کی آواز صادر ہو۔ تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔

(صراطِ مستقیم مصنف مولوی اسٹیل دہلوی اردو ترجمہ ص ۱۳۱) اور یہی عبارت مولوی عبدالحق صاحب
مہتمم مدرسہ نصرت العلوم نے تحفہ اربعہ جیمہ کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر نقل کی ہے اور
اس طرح لکھا ہے۔ تو اگر نفس کامل بنو اشرف الموجدات ہے اور مودہ حضرت ذات
ہے اور فارسی کتاب میں بھی اسی طرح ہے۔ نفس کامل کا مکمل کا مشرف موجودات وغیرہ
حضرت ذات است۔ اب سوال یہ ہے کہ نفس کامل بڑا مخلوق ہی تو ہو گا نہ مخلوق
الایمان کے حکم سے چار سے زیادہ ذیل ہو گا تو مودہ ذات الہی کو چار سے زیادہ ذیل
لکھ دیا۔ اور مودہ عالم کی بھی تو ہیں کروی معاذ اللہ اس کی ذات کا مودہ چار سے
زیادہ ذیل ہے۔ ایسی گندری اور ذیل بانوں پر بھی تعزیت نہ کی جائے۔ اور مصنف
تقویت الایمان کی حمایت میں اوراق سیاہ کرنے سے گریز نہ کیا جائے؛ یہ کہوں سہا
ہے۔ اور سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ دونوں کتابوں کے مصنف مولوی عبدالحق
صاحب ہی ہیں۔ ایک میں لکھا اور دوسری میں کچھ اور کچھ دیا جیسا کہ اوپر
تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ اب صرف ایک سوال مروجا۔ آپ کے تشبیہ لاکوٹ
کے دو مکو جو اچھا ہیں۔ ایک میں تو اولیائے کرام کا شان ظاہر کیا گیا ہے۔ دوسرے
حکم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہر قسم کی چھوٹی بڑی مخلوق کو جو بڑے چھوٹا اور جڑیا
گیا ہے۔ ثواب سوال یہ ہے کہ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اور دوسرے
اکابرین علماء دیوبند کے حکم میں مائل ہیں؟ اس کا جواب تو شاید نصرت العلوم کے
مشیخ الحدیث محمد سرور زخاں صاحب ہی دے سکیں۔

کفریہ عبارت نمبر

ناظرین کرام۔ تقدیر الایمان کی ایک کفری عبارت نقل کرنا چاہوں۔ ملاحظہ فرمائیے
مولوی اسماعیل صاحب دہلوی صفحہ ۶۴ پر لکھتے ہیں۔

”اور میں کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“

علماء اہلسنت کا یہ فریب ہے۔ کہ ملک و اختیار یا استقلال تو خاصہ خداوندی
ہے اور ملک و اختیار ذاتی کسی فرد مخلوق کے لئے ثابت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ
دو یا ہوا اختیار اور اس کی عطا کی ہوئی ایک عام انسانوں کے لئے دلائل شرعیہ
سے ثابت ہے۔ اور یہ ایسی روشن اور بے مبالغہ بات ہے کہ جس کے تسلیم کرنے
میں کوئی جنس و خواص میں تامل نہیں کر سکتا۔ جب جائیکہ کوئی سمجھتا رہا کہ اس کا انکار
کرے جیسو رسول اللہ علیہ وسلم کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا کہ وہ کسی چیز کے
ایک و مختار نہیں۔ شان اقدس میں صریح تو ہیں ہے۔ اور ان تمام نعوص شرعیہ
اور اولیائے علیہ کے قطعاً خلاف ہے۔

اور یہ تقدیر الایمان کے صفحہ ۶۴ پر مولوی اسماعیل صاحب نے لکھ دیا کہ
جو کہ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بھی عظمت شان رسالت کے منافی ہے
لہذا قدم نبوت کی توہین اور تنقیص ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاف
ظاہر فرمے ہیں۔ اور ان کی مشیت مشیت انبوی کا ظہور ہے۔ تو اس کا پورا نہ ہونا
معاذ اللہ مشیت خداوندی کی ناکامی ہوگی یہی توہین نبوت اور کفرانِ حق ہے۔
و کلمات انبیاء علیہم السلام کی تنقیص اسی لئے کفر ہے۔ کہ کلمات نبوت قطعاً صاف

الہیہ کا ظہور ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے

اللہ تعالیٰ نے قلب بدل دیا

قَدْ نَوَى تَغْلِبَ وَجْهِي فِي اسْمِكَ أَقْلًا نَبِيَّكَ قَبْلَةَ تَوَضُّعٍ نَزْجٍ۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تم کو پیچھ دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ قَوْلُ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ ابھی اپنا منہ پیچھ دو مسجد حرام کی طرف۔ تقدیر الہیہ ان کے اس قول کو قرآن شریف نے مردود کر دیا جس میں مولوی اسماعیل نے لکھا کہ چاہنے سے چھ نہیں ہوتا۔ لہذا قرآن شریف کے حکم سے شہید بالاکوٹ کا یہ قول مردود ہو کر رہ گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شان اور اختیار بھی اسی آیت کریمہ سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کے چاہنے سے قبلہ کو بدل دیا۔ تو اگر کوئی اس سے بڑی چیز ہوگی جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے نہیں ہو سکتی؟ جب کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے مسلمانوں کے لئے قبلہ ہی کو بدل دیا۔ سبحان اللہ۔

کیوں پوچھتا ہے مجھ سے کس جگہ ہے کہ میرے کہہ

امروہ و ہر وہ پیچھے میں اچھے میرا ہے کہ میرے

خود مولوی اسماعیل صاحب بھی مولانا علی کا شان بیان کر چکے تھے

اب ایک حوالہ مولوی اسماعیل صاحب کی دوسری کتاب مراط مستقیم سے نقل

کرتا ہوں۔ غلط فرمائیے اور غور کیجیے۔

اور حضرت مفتی رضی اللہ عنہ کے لئے دشمنین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک گونہ اہمیت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور امانت و لاینت بقہ قطیعت اور غوثیت اور ایدہ البیت اور انہی جیسے باقی نعمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی رسالت سے ہونا ہے جو بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ وصل ہے۔ جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر بھی نہیں۔ (مراط مستقیم ص ۱۵۸)

ناظرین کرام۔ دیکھا آپ نے یہ ہیں دیوبندی حضرت کے امام مولوی اسماعیل صاحب شہید بالاکوٹ۔ یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ شیر نواز رضی اللہ عنہ کا یہ شان کا کہ جو آپ نے غلط فرمایا۔ اور تقویت الایمان کتاب میں صاف صاف الفاظ میں لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کے خلاف نہیں۔ اب دیوبندی مصاحف ہوش و حواس کو قائم کر کے بتائیں کہ ان دونوں عبارتوں میں سے کون سی جانتہ صحیح ہے؟ اور کون سی عبارت بے ادبی اور گستاخی کی ہے؟ اور مفتیوں کا یوں کا مولوی اسماعیل دیوبند شہید بالاکوٹ۔ دیوبندی حضرت کا نام ہی ہے۔ ایک کتاب میں لکھا اور دوسری کتاب میں کچھ اور ہی لکھ دیا۔ اور یہ کہ کسی ایک عبارت کو بھی صحیح کہا جاسکتا ہے۔ دونوں عبارتیں کیسے ہو سکتی ہیں؟ فتاویٰ دیوبند دوسری عبارت نجدی کی کتاب التوحید کے نشر میں ہوش ہو کر لکھ دی گئی ہو۔ اور حاشیے کی کمزوری کی وجہ سے یاد نہ رہا ہو کہ فتاویٰ فقہ میں کیا اور شاد فرما چکے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۰۔ ناظرین کرام۔ اب میں دیوبندی حضرات کے حکیم الامت

کی کتاب جمال الاولیاء سے چن چوائے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ محاصرہ میں تھے۔ میں آپ کے سلام کے لئے آیا۔ فرمایا۔ مر سیبا! اسے بھائی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آٹھی گی میں دیکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ عثمان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک ڈول لٹکا دیا جس میں پانی تھا۔ میں نے پانی پیا۔ اور سیراب ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ اگر تم چاہو تو میں تمہاری امداد کروں اور اگر چاہو تو میرے پاس روزہ افطار کرنا۔ میں نے اسی کو اختیار کر لیا ہے کہ حضور کے پاس روزہ افطار کروں پھر حضرت عثمان اسی روز شہید کر دیئے گئے۔ (جمال الاولیاء، مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب مدنی) ناظرین کرام۔ غور فرمائیے اور خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھیے۔ اگر چاہو تو میں تمہاری امداد کروں۔ یہ ہے اختیار محبوب خدا کا۔ اب مولوی عکبیل دہلوی کا یہ لکھنا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ یہ قول مردود ہو گیا۔ کہونو اسمیل کے اس قول کو حدیث شریف سے رو کر دیا گیا ہے۔ جو اوپر نقل کی گئی ہے۔ اب ولید بنی حضرت کے حکیم الامت کے قلم سے ثابت ہو گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مختار کل بنا دیا ہے۔ متب ہی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرمایا جا رہا ہے۔ کہ اگر چاہو تو میں تمہاری امداد کروں۔ سبحان اللہ کیا شان ہے حبیب خدا کا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور یہی مولوی اشرف علی صاحب اسی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیڑی ہی میں دیکھا ہے خواب میں نہیں ہے

اب اسی کتاب سے ایک حوالہ نقل کرتا ہوں تاکہ مولائی شہر خدایا رضی اللہ عنہ کا اختیار بھی ظاہر ہو جائے۔
 حوالہ نمبر ۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں۔ کہ آپ نے نطق رکھنے والے ایک شخص نے چوری کی۔ یہ ایک حبشی غلام تھا۔ اس کو حضرت علیؑ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا تم نے چوری کی کی ہے۔ اس نے اقرار کیا۔ کہ جی ہاں۔ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر اس سے سلمان رضی اللہ عنہ اور ابن الکواحلے۔ تو ابن الکواحلے نے اس سے پوچھا نیزا ہاتھ کس نے کاٹا ہے تو اس نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین سرور مسلمین و مادر رسول شہر نبول رضی اللہ عنہما نے ہونے کہا کہ انہوں نے تو نیزا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے۔ اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ میں کیوں آپ کی تعریف نہ کروں مالا کہ آپ نے میرا ہاتھ حق سے کاٹا ہے۔ اور مجھے دوزخ سے بچایا ہے حضرت سلمانؑ نے پرسنا تو حضرت علیؑ سے عرض کر دیا۔ تو آپ نے اس حبشی کو بلایا۔ تو اس کا ہاتھ اس کے پہنچے پر رکھ کر دھواں سے ڈھانپ دیا۔ اور دعائیں فرمائیں۔ ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ چادر کو ہاتھ پر سے اٹھا لو۔ ہم لوگوں نے اس کے ہاتھ پر سے چادر اٹھائی تو اس کا ہاتھ غن تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برکت سے اچھا ہو چکا تھا (جمال الاولیاء)
 حوالہ نمبر ۳۔ اب اسی کتاب سے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ کہ علی رضی اللہ عنہ کو آواز دے لیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ آپ کے گھر میں پکی چل رہی ہے۔

اور پاس کوئی نہیں ہے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو عرض کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا: کہ اے ابو ذر! تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جن زمین میں پھرتے ہیں۔ وہ آسمان کی ادا کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں۔ (جمال الادب، صفحہ ۶۸)

ناظرین کرام! اب مولوی اسماعیل کا یہ قول کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کے مختار نہیں، دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کے قلم سے رد ہو گیا۔

دیوبندی علماء کے اختیارات

(دیوبندیوں کے قلم سے)

حوافض کرام! ناظرین کرام! اب درو دیوبندی علماء کا اختیار دیوبندی علماء کے قلم سے تحریر کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمد الحسن اپنے پیر رشید احمد گنگوہی کے شان میں لکھتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم (مشرقی محمد الحسن ص ۷۰)

کچھ سمجھئے آپ؟ محمود الحسن دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ میرے پیر اور مرشد سال کی شان یہ ہے کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کر دیا، اور زندوں کو مرنے ہی نہیں دیا۔ لیکن اگر بات یہی ہے تو پھر شاید حضرت عزرائیل کو سمجھا بھی کر واپس کر دیتے ہوں گے۔ اور عزرائیل بھنور رب العالمین یہ عرض کر دیتے ہوں گے کہ ابھی روح قبض کرنے گیا تھا مگر کر دیں کیا۔ دیوبندیوں کے قطب الشاہ

نے زندوں کو مرنے نہیں دیا۔ پھر دیوبندی حضرات یہ بھی بتائیں کہ زندہ کرنا اور مرنے نہ دینا یہ خاص اللہ عزوجل کی صفت ہے انہیں؟ اگر ہے تو کیا آپ کی تلوار شریک کا وار آپ کے مولوی محمد زکریا دیوبندی پر بھی ہو سکتا ہے؟ انہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ پھر قارئین اس پر بھی غور فرمائیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی تو مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے ان کو تو یہ اختیار حاصل ہیں۔ لیکن وہ ہنسی مقدس جس کا نام نامی اکرم گرامی سید سلیمان خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اللہ اکبر! حضور سید عالم تو کسی چیز کے مختار نہیں اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو یہ اختیار ہے کہ وہ زندوں کو مرنے نہ دیں اور مردوں کو زندہ کر دیں۔

شاہ جہ سے خبر نہ مقام محمد عربی است

ذرا پھر مصرع ثانی ملاحظہ کیجئے۔ کہتے ہیں۔

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

جس کا صاف و صریح مفہوم یہ ہے کہ اے ابن مریم! علیہ السلام! آپ نے تو صرف مردوں کو زندہ کئے ہیں۔ مگر میرے قطب الارشاد کی شان تو تم سے بھی بڑھ کر ہے کہ وہ زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے۔

ناظرین کرام! انصاف سے غور فرمائیے۔ اور پھر بتائیں کہ اس فقرہ میں مولوی محمود الحسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد دیوبندی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل مانا یا نہیں؟ اب کیا فرماتے ہیں نصرت العلوم کے شیخ الحدیث صفدر صاحب

کہ مولوی محمد الحسن دیوبندی اپنے مرشد میں خدائی صفات، ان کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کا مقابلہ کر کے کہا ہوئے، یہ کیا اس غلو یا پاک کی بنا پر ان کے لئے بھی فتویٰ اترے، شرک و بدعت ہے یا شریک و بدعت کے تمام فتاویٰ صرف غریب بریلویوں کے لئے ہی رہیں رو کر دیئے گئے ہیں۔ اب ایک اور عالمِ حاضر فرمائیے۔

حوالہ نمبر ۲۔ مولانا الیاس کاندھلوی نے ایک مرتبہ عالمِ مذہب میں مولوی غلام حسین ایم۔ اے کاندھلوی مرحوم سے خوادان کے مکان پر فرمایا کہ میاں غلام حسین لوگوں نے مولانا حسین احمد کو پوچھا نہیں، خدا کی قسم ان کی روحانی طاقت اس قدر مضبوط ہے کہ اگر وہ اس طاقت سے کام لے کر انگریزوں کو هندوستان سے باہر نکالنا چاہیں، تو نکال سکتے ہیں، لیکن چونکہ یہ عالم اسباب ہے۔ اس لئے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ (رسالہ اعلام الدین لاہور مولوی احمد علی صاحب مدظلہ)

تاثرین کرام۔ دیکھ لیا آپ نے علمائے دیوبند کا اختیار، خاص طور پر مولوی حسین احمد کا، جس کی کونکر تال تشریف ہے کہ ان کی روحانی طاقت اتنی مضبوط ہو گئی تھی کہ اگر وہ چاہتے، تو انگریزوں کو روحانی طاقت کے ذریعے ہی ہندوستان سے باہر نکال سکتے تھے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا، کہ یہ عالم اسباب ہے۔ اس لئے ان کو منع کر دیا گیا، پھر آپ کی آنکھوں کے ہی سامنے لاکھوں آدمیوں کا خون بہا گیا، اور ہزاروں مسکرات کی عصمت خراب ہوئی، غرضیکہ ظلم و ستم کی حد ہو گئی، لیکن کسی وقت بھی آپ نے اپنی روحانیت سے کام نہیں لیا۔ بلکہ پاکستان کی مخالفت میں ایٹمی چوٹی کا زور لگا دیا۔

مولوی اسماعیل صاحب کے پیر سید احمد کاشان

تاثرین کرام۔ اب میں ایک حوالہ دیوبندیوں کے امام الاعلیٰ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی کتاب صراطِ مستقیم سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مولوی اسماعیل صاحب اپنے مرشد سید احمد صاحب کے متعلق لکھتے ہیں، کہ حضرت

ہزارن پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ دہلی

میں ان کے پاس تشریف لائے۔ دونوں صاحبوں کا آپس میں تنازعہ ہوا، ہر ایک

بزرگ فرماتا تھا کہ میں اپنا مرید کروں گا۔ ایک ماہ تک برابر آپس میں تنازعہ ہوتا رہا۔

آخر کو اس بات پر مصالحت ہوئی کہ ہم دونوں سید صاحب کو ایک ساتھ توجہ دیکر

مرید بنالیں، اصل عبارت اس طرح ہے جو صراطِ مستقیم میں ص ۳۶۲ پر لکھی گئی ہے۔

جناب حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی روح

آپ کے متوجہ رہا، ہوس، اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے مین میں ہر دو روح

مقدس کے ذہن فی الجملہ تنازعہ ہا کیونکہ ہر ایک ان دونوں عالی مقام اماموں میں سے

اس امر کو قاعدہ کرتا تھا کہ آپ کو تمنا رہی، طرفِ مذہب کرے، تا آنکہ تنازعہ کا زمانہ

گزرے اور شرکت پر صلح کے واقعہ ہونے کے بعد ایک دن ہر دو مقدس روہیں

آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور تمنا ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس

نفس پر توجہ دے رہے اور ہر روز اذکار پڑھتے رہے۔ پس اُنکی ایک پہر میں ہر دو طرفہ

کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی، (صراطِ مستقیم اردو مکتبہ مولوی اسماعیل دہلی ص ۳۶۲)

تاثرین کرام توجہ فرمائیے حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ کو ہزار تشریف میں ہیں، اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو کجا تشریف میں ہیں

کس طرح خبر ہوگی کیا جی بھی گئی ڈاک ہیں یا کوئی نا بھیجی گئی؟ مگر یہ دونوں چیزیں اس وقت نہ تھیں۔ یا مولوی اسماعیل صاحب دونوں جگہ کوئی خط لے کر گئے تھے؟ یہ بھی نہیں تو پھر کوئی مسدوم ہوا کہ سید صاحب دہلی میں کوئی بزرگ رہتے ہیں، جہاں کو مرید بننا اور پھر یہ وہاں کیا تھی کہ دونوں بزرگ اُن کو مرید بنانے کے لئے ایک ماذنک دہلی میں ہی پھیر رہے اور تنازعہ ہی با انہی کی سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ بزرگ کامل و اکمل غوث الثقلین آپس میں بے موجب تنازعہ کریں۔ اور پھر آخر مصالحت ہونے پر ایک بہت کم نسبت عطا فرمائے رہیں۔

ناظرین کرام! غور فرمیں یہاں تو مولوی صاحب نے اپنے پیروں پر سید صاحب کا شان بنانے کے لئے کس قدر اپنے قلم کو زور دیا ہے۔ اور ساتھ ہی پیران پیر کو غوث الثقلین لکھ دیا، جو غوث کے معنی فریادیں کے ہیں۔ اور ثقلین کے معنی دونوں گروہ جنوں اور انسانوں کے ہیں، تو حضرت پیران پیر دونوں گروہوں جنوں اور انسانوں کے فریادرس ہیں۔ یہاں تو مولوی اسماعیل صاحب کے قلم نے ادبیات کرام کا شان ظاہر فرمایا، لیکن کتاب تقویت الایمان میں اسی مولوی اسماعیل صاحب کے قلم نے لکھا کہ جس کا نام محمد با علی ہے وہ کسی چیز کے مختار نہیں۔ سبحان اللہ یہ کیسا عقیدہ ہے شدید بالاکوٹ کا۔ اپنے پیروں کا یہ شان کرانے جسے شان والے و بزرگ سید صاحب کو مرید بنانے کے لئے پورے ایک ماہ تک جھگڑا رہے، اللہ اکبر اور جن کے لئے دونوں جہاں بنائے گئے اور جو ساری مخلوق الہی کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور وہ مختار کل بھی ہوں وہ کسی چیز کے مالک

مقتار نہیں۔ یہ ہیں جناب شہید بالاکوٹ رہا ہوں اور دہلیوں کے امام۔

کفریہ عبارت نمبر ۷

ناظرین کرام! اب صراط مستقیم کتاب کی ایک کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے
 زمانہ کے دوسو سے اسی بیوی کی محاممت کا خیال بہتر ہے۔ اور شیخ یا اسی
 بیوے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، اپنی محنت کو لگا دینا
 اپنے جیل اور گھسے کی محنت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے اور بالکلیہ
 اور مصطفیٰ زوی امیں و ہوس جلتے۔

معاف اللہ! شہید بالاکوٹ۔ دہلیوں کے امام لکھتے ہیں کہ نماز میں رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک دینا ہی بظاہر اگر گھسے کہ نصرت میں غرق ہو جانے
 سے بدرجہا بہتر ہے۔ + حوصلہ و لا قوتہ الا باللہ۔

یہ مولوی اسمین نے صراط مستقیم میں ایسی کفریہ عبارت لکھی ہے جس
 سے مومن کاروان رواں کا نہپ جاتا ہے۔ ایماندار کی زبان و قلم سے ایسے
 لفظ اخراج کئے کہ طرح طرح سے نہیں ہٹائیں حضور پرورد کی طرف خیال لیجانے
 کو اس ناک کے گدھے اور جیل کے خیال میں دوبطاعت سے بڑھتا ہے اسکی
 جھاک خیال کیسے نہ کیجئے تشدد میں تو حضور پرورد پر عرض سام کی تعلیم ہے۔ اور تشدد
 نہایت میں واجب ہے تو حضور پرورد کرنے سے نماز کی شکل ہوتی ہے اور عبادت
 اپنے کمال کو پہنچتی ہے عظمت مصطفیٰ سے تو نفی ہے، تو گمانے کا کسی حضرات نماز کی

ناظر پر کرام۔ اب ذرا مختصراً عبادت اکابر جناب محمد صاحب کرامت اور
 ملاحظہ فرمائیے۔ اسی کفر یا اور گندی عبارت کو نقل کرنے کے بعد شیخ اور ملاق صباہ
 کر دیئے ہیں تاکہ کسی طرح اس کفر پر ملوث عبارت کو اسلامی ثابت کیا جاسکے۔
 اس عبارت کو درست کرنے کے لئے لکھنؤ میں صاحب نے بہت باغ و پادوں مائے
 ہیں لیکن اس مقدمہ میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ صرف اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی
 الحاج احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زہر اگلا ہے۔ اور ان کی
 عبارتوں کا وہی حصہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے اس کفر پر اور پاک ملعون عبارت
 پر غر وغصہ کا اظہار کیا ہے۔ لیکن وہ دلائل جو کہ اس کفر پر عبارت کے دو ہیں اعلیٰ حضرت
 فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائے ہیں بلکہ مروی صاحب نے ان کو نقل نہیں
 کیا اور نہ ہی ان کا کوئی جواب دے سکے۔

ناظر پر کلام۔ میں اب وہ دلائل نقل کرتا ہوں جو اس کفر پر عبارت کے رد میں
 اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب "الکوکب الشہابیہ" میں تحریر فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔
 اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا موجب
 شرک کر دہ جب آئے گا عظمت کے ساتھ آئے گا۔ مگر وہ اللہ العظیم کے شریعت
 رب عرش کریم میں نماز ہے ان کے خیال با عظمت و جلالت کے نقص ہے۔ اس سے
 کہو اپنے شریکوں کو جمع کرے۔ اور تہہ و اسے عرش کے ہاک سے لڑائی لے کر
 تو نے کہیں ایسی شریعت بھیجی جس نے نماز کی سرور و رکعت پر التبیات واجب کی
 اور اس میں اسلام علیک یا البنی وجہ اللہ و برکاتہ انشاء اللہ محمد عبدہ و رسول پڑھنا
 عرض کرنا لازم کیا۔ آگے فرمائے ہیں۔ مسلمانوں کی ان کے پڑھنے کے حکم محمد رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال کرنے کا حکم نہ ہوا۔ بے شک ہوا۔ اور
 واقعی ان کا خیال مسلمانوں کے دل میں جب آئے گا عظمت و جلالت ہی کے
 ساتھ آئے گا۔ کہ اس کا تصور ان کے پاک مبارک تصور کو لازم میں بالمتنی الانصاف ہے
 اور عرض سلام تو خاص بغرض ذکر و کرام ہی ہے۔ تو یہاں نہ صرف ان کے خیال
 بلکہ خاص نماز میں ان کے ذکر و تعظیم کا حکم صریح ہے و لکن المتفقین کہ کیلینٹون
 ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ مسلمانو! کیا ہر نماز کے ختم پر دو شریف پڑھنا
 سنت نہیں؟ اور حضرت امام شافعی و امام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک تو فرض
 ہے۔ پھر وہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد و تعظیم تعظیم نہیں تو کیا
 ہے۔ وہ دو کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال با عظمت و جلالت سے
 انفکاک کیونکر ممکن۔ مسلمانو! ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا ہمارے نزدیک امام و
 فرو پر واجب اور ان غیر منفرد بابوں کے یہاں سب پر فرض ہے۔ ان سے
 کہو اس میں سے حیوٰط الذین انعمت علیہم لکمال دلائل یعنی راہ ان کی جن
 پر تو نے انعام کیا۔ جانتے ہو وہ کون ہیں۔ ہاں قرآن سے پوچھو کہ وہ کون ہیں۔
 اُولَٰئِكَ الذِّیْنَ اَنْعَمْتُ اللّٰهُ عَلَیْہِمْ مِنْ الْاٰتِیِّیْنَ وَالْبَدِیِّیْنَ وَالْمُتَّحِدِیْنَ
 ترجمہ۔ جن پر خدا نے انعام کیا وہ انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ
 ہیں جب حیوٰط الذین انعمت علیہم پڑھ کر ان کی راہ مانگی جائیگی۔ تو ضرور
 عظمت کے ساتھ ان کا خیال آئے گا۔ اور وہ اس کے نزدیک شرک ہے۔ تو ظہر
 میں سے اس شرک کے دور کرنے کی کوشش کریں۔ صرف غَیْرِ الْمُتَّحِدِیْنَ عَلَیْہِمْ
 وَالْمُتَّحِدِیْنَ رکھیں کہ انبیاء و صدیقین کی جگہ نماز ہو و وصاری یا دگاری ہے

بلکہ اھدۃ الصلوات المستقیم بھی رکھنے کے قابل نہیں کہ حدیث میں اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال بنی کبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد لئے گئے ہیں۔

ناظرین کرام۔ غور فرما میں گنگوہی صاحب نے اعلیٰ حضرت فاضل ربوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان دلائل کو نقل نہیں کیا۔ اس لئے ان کے پاس ان لاجواب دلائل کے جواب ہی کیا ہو سکتے ہیں۔ اور سنی اعلیٰ حضرت آگے کیا فرما رہے ہیں۔ مسلمانوں میں فقط ائمہ کو کہتا ہوں نہیں شاید دو ایک کے سوا قرآن مجید کی کسی محدث کفر نمازمیں تلاوت کرتا اس وہابی شریک سے نہ کہے گا۔ جن سورتوں میں حضور پور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء کے کرام یا عاتکہ عظام یا صحابہ کبار یا مہاجرین و انصاریہ متقیین و عباد اللہ الصالحین کی صریح تہلیلیں ہیں۔ ان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ یوں وہ بھی جن میں حضرات اہلبیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قصص مذکور ہیں کہ ان کا تصور حب آگے کا غیبت ہی سے آگے کا جس کا اس شخص کو خود اقرار ہے ان کے سوا گنتی ہی کی سوتیں حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر صریح سے خالی ہونگی۔ اور کچھ نہ ہو تو کہ جسے کم حضور سے خطاب ہوئی۔ جیسے چاروں قبل تبعیت میں کھلا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر لگا ہوا ہے کہ اس کی تلاوت میں ضرور خیال جائے گا۔ یہ بھی اسی اہتمام اللہ عزوجل کسی کی طرف سے ہے رہا ہے۔ یہ سخت غضب الہی کسی کی جناب میں گستاخی کرنے پر اتار رہا ہے۔ بلا لطف شریف میں اللہ تعالیٰ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صراحتہ ذکر نہیں تو کعبہ فطر کا ذکر ہے اور وہ کمال تعلیم کے ساتھ کہ اپنی ربوبیت کو اس کی طرف

انفاخت فرمایا۔ اس کا تصور کب بے عظمت آئے گا۔

دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے قلب میں

حاجی املاؤ اللہ صاحب کا چہرہ

خدا بن صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ خوش میں تھے اور تصور شیخ کا مسند پر بیٹھا تھا فرمایا کہ دوں عرض کیا گیا فرمائیے پھر فرمایا کہ دوں عرض کیا گیا۔ فرمائیے پھر فرمایا کہ دوں عرض کیا گیا۔ فرمائیے تو فرمایا کہ تین سال کا مل حضرت املاؤ کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے۔ اور میں نے ان سے پورے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ پھر ادریش آیا۔ فرمایا کہ دوں عرض کیا گیا منور فرمائیے۔ فرمایا کہ اتنے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات بغیر آپ سے پوچھے نہیں کی۔ (ارواح ثلاثہ منہ)۔

ناظرین حضرت۔ غور فرما میں مولوی اسماعیل صاحب توفرتے ہیں کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کا آنا بھل اور گورے کے خیال سے بھی کئی درجے بڑھتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ تین سال کا مل حاجی املاؤ اللہ صاحب کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے۔ اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ اور گنگوہی صاحب کے یہ ورنہ میں حاجی صاحب۔ اگر مولوی اسماعیل صاحب کا منہ تو درست ہے۔ تو پھر گنگوہی صاحب کی تین سال کی مائیں براد ہو گئیں یا نہ؟ اور خیاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کئی سال گنگوہی صاحب کے قلب میں رہے۔ تو اس عہد میں گنگوہی صاحب کی نمازوں کا کیا حشر ہوا ہوگا۔

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت نے بیوی صاحبہ کے خیال میں سرے سے نماز ہی توڑ دی -

ایک حوالہ اور سنئے۔ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی ایک نماز کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا پہنچ لایا کہ گھر میں سے کونٹے کے اوپر سے گر گئی ہیں۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی اور خزانہ صلوٰۃ حضرت مولانا ناطقین حضرات سے پوچھا کہ میں نے یہ خبر سنی ہے کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا پہنچ لایا کہ گھر میں سے کونٹے کے اوپر سے گر گئی ہیں۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی اور خزانہ صلوٰۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی تو اپنی بیوی صاحبہ کا خیال آتے ہی سرے سے نماز ہی توڑ دیں۔ نوان کے یہ قصص میں کوئی تفرق آئے اور نہ ہی ان کا حضور قلب خراب ہو۔ اور نہ ہی ان پر کوئی دیوبندی طعن کرے اور نہ ہی کوئی فتویٰ لگائے اور اگر کوئی عاشق مصطفیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں حاضر کر کے حضور علیہ السلام کو السلام عیدیک ایما للہی عرض کرے تو دیوبندی اس پر فخر کر کے فتوے لگائیں۔ اور اس محبوب و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی خیال مبارک کو بیل اور گڑھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر نہ بنایں۔ یہ کونسا ایمان ہے؟ اور کیسا اسلام ہے؟

ناطقین حضرات۔ اب میں بخاری شریف سے ایک حدیث نقل کرتا ہوں۔ علامہ فرمائیے۔ "ابن سید بن مثنیٰ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں ایک دن نماز ادا کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب

فرمایا۔ میں نماز سے فارغ ہو کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نماز میں تھا۔ اس لئے حاضر ہونے میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نبی حکم نہیں دیا کہ جب تم کو اللہ کا رسول بلائے تو فوراً اس کی خدمت میں پہنچو و بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۶

کفریہ عبارت نمبر ۶

ناطقین کلام۔ دیوبندیوں کی ایک اور کفریہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔
"دیوبندی علماء کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ دیوبند سے پہلے اردو نہ جانتے تھے۔"

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی؟ آپ نے عرض کیا کہ فرمایا جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان! اس سے زہر اس مدرسہ (دیوبند) کا معلوم ہوا (مراۃ بین عہدہ حضرت مولانا غلام حسین دیوبند) ناطقین کلام، ان دیوبندیوں کی جرات مندی ملاحظہ کیجئے کہ اپنا اور اپنے مدرسہ کا نشان بیان کرنے کے لئے باجدار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا کس قدر جے با کائزہ اقدام کیا کہ فخر و باطلہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اردو زبان سیکھنے میں ان مدرسہ عثمانی ملاؤں سے فیض حاصل کیا۔ اور آپ کو معاذ اللہ یہ زبان پہلے نہیں آتی تھی۔ حالانکہ تمام عالم اسلام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو کلمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

تمام جہانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔ **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ** (توبہ ۱۰۸)۔ تو حضور علیہ السلام کو پہلے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا بھر کی تمام زبانوں کا عالم کا بل بنا کر بھیجا۔

مولوی فیصل احمد صاحب اس خواب کو بیان کرنے کے بعد جو تعبیر لے رہے ہیں۔ کہ سبحان اللہ اس سے مزید اس مدرسہ کا معلوم ہو گیا۔ گویا یہ تباہی جا رہا ہے کہ دیکھ لو۔ مدرسہ دیوبند کی عظمت کو یہ عالم ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو سلم کا ثبات ہیں۔ وہ بھی اردو میں علمائے دیوبند کے شاگرد ہیں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر شاگرد کا لفظ صحیح استعمال کیا جائے تو پھر بھی یہ تو اس تعبیر کا قطعی مفہوم ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ دیوبند کے علمائے معاند کی وجہ سے زبان اردو آگئی۔ اس سے پہلے آپ اردو نہیں جانتے تھے معاذ اللہ۔ جب بے خبر ہر مقام محمد علی آباد۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدرسہ دیوبند سے پہلے حدیث سال کسی سے اردو زبان میں کلام نہ فرمایا تھا۔ حالانکہ ہندوستان میں ہزار ہا ہرنگان دین موجود تھے۔

اسے کاش عمار دیوبند کبھی مقام نبوت کی عظمت و بزرگی کا صحیح اندازہ کر کے اپنی نگاہ و توجہ میں آمیز مخالفت پر سنجیدگی سے غور کرتے اور سوچتے کہ کیا نبی کی یہ شانیں شان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے عیب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ دیوبند سے پہلے اردو زبان سے واقف تھے۔ حالانکہ قرآن کریم صاف صاف اعلان فرما رہا ہے۔ **وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا** ترجمہ۔ اور سکھا دیا آپ کو اسے جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ

و فضل عظیم آپ پر ہے۔ **بِأَنزِيلِ الْكِتَابِ** (غور فرمیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے۔ ہم نے سکھا دیا ہے یعنی زبانہ ماضی میں۔ کیونکہ ماضی عام ہے۔ لہذا ہر شے کو حادی ہے جس چیز کے متعلق کہا جائے کہ اس کا علم حضور کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محبوب وہی چیز آپ کو سکھا دی۔ اگر کوئی دیوبندی سوال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدرسہ دیوبند قائم ہونے سے پہلے اردو زبان نہیں آتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کو اردو کلام بھی سکھا دیا تھا۔

وہ سو باتیں تو معراج شامی۔ وہ جاگیں تو اسے ہکلائی
 حلالہ دیوبندی حضرات اگر غور و فکر سے کام لیتے تو یہ حقیقت واضح ہوجاتی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اردو زبان میں گفتگو فرمانا خواب دیکھنے والے کی عربی زبان سے جہل و لاعلمی کی دلیل ہے۔ اس لئے حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو میں ارشاد فرمایا۔ اور خواب دیکھنے والے کی اردو کا یہ عالم ہے کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ انہی خبریں ہیں کہ کلام مذکور ہے یا موش۔ اور خواب دیکھنے والے کی جہالت اور بے ادبی بھی ملاحظہ کیجئے کہ مسلم کا ثبات رحمتہ اللعالمین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا ہے کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ چہ بے خبر ہر مقام محمد علی آباد

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عالم میں امت کے اعمال صبح و شام ہر زبان میں پیش کئے جاتے ہیں مصنف عبارات اکابر نے مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کی سید نشانی

میں کبھی ہے اور مولوی صاحب نے مدرسہ دیوبند ۱۲۸۳ھ میں قائم کیا ہے تو اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال ہوگی۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مدرسہ قائم ہونے سے پہلے آپ اپنے استادوں سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور آپ اور آپ کے استادوں کی زبان بھی اردو تھی۔ اور فرقہ شریعت کا ترجمہ بھی اردو زبان میں لکھا جاتا تھا۔ اور مولوی محمد فاضل صاحب نے کافی کتابیں اردو کی اپنے استادوں کو بھی پڑھی ہوں گی۔ اور مولوی کی کتاب تقوین الایمان بھی مدرسہ دیوبند قائم ہونے سے پہلے لکھی جا چکی تھی۔ اور اسی کتاب کے متعلق ہندوستان میں شور بھی برپا ہوا تھا۔ اور سینکڑوں کتابیں اس کے رد میں لکھی گئی تھیں۔ اور جامع مسجد ملی میں متعدد مناظرے بھی ہوئے تھے۔ اور یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں امت کے اعمال صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں جس کے لئے میں آپ کے حکیم الامت کی کتاب "نشر الطلیب سے سوا نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ابن ابی بکر نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ کوئی دلیا نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں۔ (نشر الطلیب ص ۵۵)

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرشتے وہ کلام ہر امت کے افراد آپس میں کرتے تھے یا لاگہ رداپنے استاد سے سوالیہ جواب پڑھنے پڑھانے میں کیا کرتے تھے۔ وہ کس زبان میں بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے؟ اگر یہ کہو کہ فرشتے اردو زبان کا ترجمہ عربی میں کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے تو پھر فرشتوں کا

معلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہوا۔ معاذ اللہ۔ فرشتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ نہایت بڑا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سر زبان جانتے ہیں کیونکہ امت کے اعمال ہر زبان میں سرور و شام و بارگاہ رسالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ تقوین الایمان کی کفریہ عبارتیں بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں من و عن پیش کی جاتی ہیں جو خاص سلیس اردو زبان میں لکھی گئی ہیں۔ نہایت بڑا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب حقوق الہی کی زبان کو جانتے ہیں۔

کیونکہ سر زبان میں بارگاہ عالی میں امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اور بھی کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ جب جہانگیر بادشاہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ تو جہانگیر بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور عالم بطور زائیف اپنی انگی مبارک دانتوں میں دبائے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جہانگیر تو نے کتنے بڑے انسان کو قید کر دیا ہے۔ تو جہانگیر نے آپ کی ربانی حکم صادر کر دیا۔ تو اس واقعہ سے خاص طور پر حیران ہو گیا۔ کہ آپ کا یہ حکم اردو زبان میں تھا کیونکہ جہانگیر عربی کا عالم نہ تھا۔ اب سنیہ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کیا فرما رہے ہیں۔ نشر الطلیب ص ۲ پر آپ لکھتے ہیں۔ اور آپ جن وائس اور تمام مذاہب کی طرف مبعوث ہوئے۔ اور عرب کی سب زبانیں جانتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمام زبانیں۔

کیوں جناب۔ اب ابھی تسلی ہوئی یا نہیں اب تو آپ کے حکیم الامت نے اپنی کتاب نشر الطلیب میں وضاحت فرمادی ہے کہ میں کہتا ہوں کہ تمام زبانیں (جانتے تھے) مولانا محمد صاحب مناظر اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دلائل کو تو

آپ نے نرا لپک کھد کر بے ادبی اور جہالت کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ حالانکہ حضرت مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ قرآن شریف کی تین آیتیں ثبوت کے طور پر تحریر فرمایا چکے ہیں اور جو آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کی زبانیں سکھا کر بھیجا گیا۔ بالکل مردود ہے۔ یہی تو آپ کی بے ادبی اور گستاخی کا یہ ثبوت ہے لیکن اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی پر کوئی فتویٰ لگائیں۔ وہ بھی نوکھ چکے ہیں کہ تمام زبانوں کے عالم تھے۔ مولوی محمد عروج پر کیوں برس ہے جو گھر کی خبر لیں۔ آپ کے اکابر کیا فرما رہے ہیں۔

کفریہ عبارت نمبر ۲

"شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے"

(معاذ اللہ)

اصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نفوس قطعیہ کے باذلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کوئی سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نفوس کو رو کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (مذاہب قاطعہ ص ۵۵ مصنف مولانا عبدالحق نقوی و محدث مولانا رشید احمد گنگوہی ص ۵۴)

اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت

افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔ (مذاہب قاطعہ ص ۵۵)

ناظرین کرام غور فرمائیے۔ مولوی فضل احمد صاحب دیوبند کی حضرت کے بزرگ یہ گویا فاشی فرماتے ہیں کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت علم نص کی وجہ سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نفوس کو رو کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت بازادی علم پر نص موجود ہے۔ اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نص نہیں۔ اس لئے شیطان بعین کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی محذور کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ برابر بنائے گا۔ تو وہ شرک ہوگا۔ معاذ اللہ۔

اہل سنت کے نزدیک شیطان و ملک الموت کے محیط زمین کے علم پر قرآن حدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔ جو شخص نص کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ قرآن شریف پر نہایت ہی بہتان اڑھاتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو نفوس قطعیہ کے خلاف کتنا بھی قرآن و حدیث پر اقرار عظیم ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محیط زمین کے علم کی نفی ہوتی ہو۔ بلکہ قرآن و حدیث کے بے شمار نفوس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر چیز کا علم ثابت ہے۔ اہل سنت کا مسلک ہے کہ کسی مخلوق کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم کی کئی ثابت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بدترین گستاخی ہے

ناظرین کرام۔ ذرا غور فرمائیے مولوی فیصل احمد صاحب کا دعویٰ ہے کہ حضور
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محیط زمین کا علم ثابت کرنا شرک ہے لیکن مولوی
یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ شرک ہے تو شیطان کے
لئے روئے زمین کا علم ثابت کرنا ایمان کیسے ہو گیا ہو گیہ کہ شرک میں نظر ثانی
نہیں ہو سکتی جس چیز کا کسی ایک مخلوق کے لئے ثابت کرنا شرک ہو گا۔ وہ خدا تعالیٰ
کے سوا جس کسی کے لئے بھی ثابت کیا جائے گا۔ شرک ہی ہو گا۔

تمام دیوبندی اکابرین علماء کا فتویٰ کفر

دیکھیے مولوی فیصل احمد صاحب دیوبندی صاف صاف لکھ چکے ہیں کہ شیطان
ملک الموت کو علم محیط زمین روئے زمین کا علم حاصل ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو شیطان و ملکوت سے زیادہ تو کبار برادر علی ہیں۔ (معاذ اللہ) یہاں تو صاف
صاف لکھ دیا اب ذرا تمام اکابرین دیوبند علماء کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔ اور ہمارا
یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے۔ وہ کافر ہے
اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جویوں کہے کہ شیطان
ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ (المہند کاؤد معنی)

اور لطیف کی بات ایک یہ بھی ہے کہ اس کتاب کے مصنف بھی مولوی فیصل احمد
صاحب دیوبندی ہی ہیں۔ گو با اپنے اوپر فتویٰ کفر بھی آپ خود ہی لگا رہے ہیں
اور تمام اکابرین علماء دیوبند سے اپنے اوپر خود ہی فتویٰ کفر لے رہے ہیں۔ غور
فرمائیے۔ دونوں عبارتیں صاف صاف اردو میں لکھی جا چکی ہیں۔ نشان رسالت
میں بے ادب کلمے لکھنے والے شخص کو یوں ہی بدلتا ہے۔

مولوی حسین احمد صاحب کا حوالہ

اپنے اکابر کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی حسین احمد صاحب نے
شہاب نقاب کے صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے حضرت مولانا گنگوہی سی قدس سرہ العزیز نے
متن وقتاؤنی میں یہ تصریح فرمائی ہے۔ کہ جو شخص ایسے لوگوں کو رسول مقبول علیہ
السلام سے اعظم اور اوسع علم کا کہے وہ کافر ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب
مولوی فیصل احمد صاحب ایسا لکھا لکھ چکے ہیں۔ تو پھر یہ کس نے لکھا کہ شیطان
ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی
نص قطعی ہے؟ یہ بھی تو آپ کے اکابر مولوی فیصل احمد ہی نے لکھا ہے۔ آپ
اس سے انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ تو صاف عیسیٰ اردو کی عبارت ہے۔ کوئی
لاطینی یا عبرانی نہیں ہے جس کے سمجھنے والے نایاب ہوں۔ اور بالکل واضح
لفظوں میں یہ بھی لکھ دیا کہ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز یہ ثابت
نہیں ہوتا۔ کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ
بہرہ منال تدبیریں کلام سے یہ گزارش کر رہی ہے کہ وہ حق اور باطل کا فیصلہ کرنے
کے لئے صرف انہی امور پر غور کریں اور فیصلہ کریں۔ کہ کوئی مسلمان حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا لکھ سکتا ہے۔ اور یہ ایسا لکھ کر وہ مسلمان بھی رہ سکتا
ہے۔ اور یہ کہ مولوی فیصل احمد دیوبندی نے ایسا لکھ کر حضور کی شدید توبیخ کی ہے
یا نہیں؟

بتائیے اس فتویٰ کفر میں کون کون صاحب کتے ہیں؟

اب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتویٰ کہ جو شخص ایسے لوگوں کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل دارالرحمہ کے وہ کافر ہے۔ اور خلیل احمد صاحب قوصا عبارت میں لکھ چکے ہیں جو اوپر لکھا جا چکا ہے اور اس عبارت سے خاص طور پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب شیطان لعین کا علم حضور کے علم سے زیادہ تباہ ہے۔ اور پھر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اس کی تصدیق بھی فرما رہے ہیں کیونکہ اس کتاب پر آپ کی تقریر موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب کے فتنے کفر کی زد میں کون کون صاحب آسکتے ہیں۔ ۹۔

کفر یہ عبارت نمبر ۸

ناظرین کرام۔ اب دیوبندی حضرات کے حکیم الامت کی کفر یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علم غیب کے متعلق کہتے ہیں۔
پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول صحیح ہو۔
تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زبرد و عمر بلکہ جبر و جبروت و ہائم کے لئے بھی حاصل ہے
نمود اللہ۔ (حفظ الایمان معتز مولوی اشرف علی صاحب تالوی دیوبند ص ۷)
اس عبارت کا صاف و صریح واضح مطلب یہ ہوا کہ بعض علم غیب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا

علم غیب تو زبرد و عمر کو بھی بلکہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر جانور اور ہر ایک چوہے کو بھی حاصل ہے۔ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت نے اپنے بن کلمات میں اسد مغیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک و مقدس علم غیب کو ہر خاص و عام بلکہ ہر ایک بچے کو ہر ایک پاگل بلکہ ہر ایک جانور اور ہر ایک چار پائے کے علم غیب کے ساتھ تشبیہ دے کر شدید ترین توہین کی ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ یہ عبارت سلیس اردو کی ہے اور ہر اردو سمجھنے والا بے تکلف اس سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اشرف علی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں۔ کل غیب اور بعض غیب۔ کل غیب کیلئے تو انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عقلاً نقلاً باطل ہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کل غیب نہ رہا بلکہ بعض غیب ادیری ہی کچھ عقیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت بھی ہے (جیسا کہ خود انہوں نے حفظ الایمان کے ص ۷ پر تصریح کی ہے) اب اس بعض علم غیب کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ اگر بعض علم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب ہر جسی (بچہ، بخون، دیا گل، جمیع حیوانات و ہائم تمام جانوروں کے لئے بھی حاصل ہے۔ ناظرین کرام! ایمان و ایمان کے ساتھ غور کیجئے کہ مولوی اشرف علی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو جانوروں پاگلوں کے برابر کر دیا یا نہیں حضور کے علم شریف کو جانوروں پاگلوں کے برابر کرنا تصفیاً علیہ علیہ السلام کی توہین ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ لیکن دیوبندی علماء کا حال یہ ہے کہ اس کفری عبارت کی تکبیر تاویل میں کرتے ہیں۔ اور اس پر لبثہ ہیں کہ یہ عبارت بالکل مغلط و ثواب

ہے۔ حالانکہ معاملہ کسی ایرے غیر کے کا نہیں، بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور اس کی نزاکت کا یہ عالم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف اگر کوئی بات سہواً بھیجی نکل جائے۔ تو کفر ہے۔ اور توبہ کرنا واجب ہے بہر حال یہ عبارت ایسی ہے کہ جس کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہو سکتی، اسی لئے علما نے اہلسنت نے اس عبارت کو کفر بہ قرار دیا ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ یہی خدا ورہٹ و حرمی تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔

فصرت العلوم کے مشیخ الحدیث جناب صفدر صاحب اسی ناپاک اور کفری عبارت کو بے غبار اور اسلامی ثابت کرنے کے لئے اس کے لفظ "ایسا" کے امیالہنت جلد و دہم ص ۳۳ سے تین معانی پیش کر کے لکھتے ہیں۔

لفظ "ایسا" سے اس قسم کا یا استقدر یا اتنا کوئی معنی مراد لیں۔ اس کے پیش نظر حضرت تھانوی صاحب کی مذکورہ عبارت باطل بے غبار اور بے وارث ہے۔ اور انہوں نے معاذ اللہ تعالیٰ اس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرگزشت کو توہین نہیں کی۔ (عبارات الکبر حصہ اول ص ۱۷)

ناظرین کرام! غور فرمائیں۔ مولوی منظور صاحب نے بھی مناظرہ بریلی میں حضرت مولانا سرور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہی کچھ بیان کیا تھا۔ اور امیرالافتا جلد دوم کا سوالہ دجیری میں یمن معنی بیان کئے تھے۔ اور مولوی منظور صاحب نے کہا تھا کہ اس جگہ ایسا کے معنی تشبیہ کے نہیں، بلکہ اس عبارت میں ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ مولوی منظور صاحب نے کہا کہ حفظہ الاما

عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں ہے اگر اس عبارت میں ایسا کے تشبیہ کے ہوتے۔ تو میں بھی اس کی تصدیق کرتا۔ کہ اس میں واقعی حضور علیہ وآلہ وسلم کی شان میں توہین ہے اور کفر ہے۔ بلکہ ایسا کے معنی اتنا اور اس کے ہیں۔ (مناظرہ بریلی ص ۱۵)

بڑا سیطرہ صنف عبارات کا برہنجی لکھ رہے ہیں کہ یہاں ایسا کے معنی اتنا نہیں کہہ سکے ہیں جناب لکھنوی صاحب اگر ایسا کے معنی اتنا یا استقدر کے ہیں کیا کہ آپ فرما رہے ہیں۔ تو میں تائب بھی باقی رہی۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ زیادہ واضح اور روشن ہو گئی۔ اس صورت میں حفظہ الامان کی عبارت کا یہاں یہ جوتا ہے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشبیہ ہے۔ ایسا یعنی اتنا اور استقدر علم غیب تو نزہ و عہد بلکہ سر مہی (بچے) کوں (چاگل) بلکہ جمیع حیوانات و نباتات کے لئے بھی حاصل ہے! اب ہر ایک انسان اپنے ایمان والے دل سے فتویٰ لے کر اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کسی صریح توہین ہو گئی۔ اس عبارت کا اب صاف مطلب یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شریف اتنا ہے۔ جتنا بچوں۔ چانگلوں۔ لوروں۔ چار پاؤں کا ہے۔

ناظرین کرام! اب میں ایک حوالہ الشہاب ثاقب مولوی حسین صاحب صدر دیوبند کا نقل کرتا ہوں۔ غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی حسین احمد صاحب اتے ہیں۔ پھر اس سے بھی قطع نظر کریں۔ تو جناب یہ ملاحظہ کیجئے کہ حضرت احمد صاحب میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں۔ لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں۔ اگر

لفظ آنا ہوتا۔ تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ الیا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۱۰۲-۱۰۳)
مولوی حسین احمد دہلوی (۱۳۰۲-۱۳۰۳)

ناظرین کرام! اب آپ ذرا تکلیف فرما کر مصنف عبارت اکابر شہاب ص ۱۰۲ سے دریافت فرمائیے کہ کتاب آپ تو کلمہ سب ہے۔ کہ الیا کے معنی یہاں آنا اور اس قدر ہے ہیں۔ اور مولوی منظور صاحب بھی لکھ چکے ہیں بلکہ منظور تو یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اگر اس عبارت میں الیا کے معنی تشبیہ کے ہوتے تو میں بھی اس کی تصدیق کرتا کہ اس میں واقعی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں تو ہیں ہے اور کفر ہے۔ اور آپ کے اکابر مولوی حسین احمد صدر مدرس دہلند۔ آپ دونوں حضرات کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبارت میں الیا لفظ فرما رہے ہیں۔ اگر لفظ آنا ہوتا۔ تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اس سے بھی قطع نظر کریں تو لفظ الیا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔

گنگوڑی صاحب اپنے صدر صاحب کا بیان پڑھ لیا ہے۔ اب آپ فیصلہ فرمائیں کہ آپ تینوں حضرات میں سے کچھ کون ہے۔ اگر آپ دونوں حضرات سچے ہیں۔ تو صدر مدرس دہلند مولوی حسین احمد صاحب کو بھڑانا پڑے گا اور اگر مولوی حسین احمد صاحب سچے ہیں تو آپ دونوں حضرات جھوٹے ہیں اور

بڑی خطب جہالت کا آپ کو مل چکا ہے دیوبند کی جانب سے اس کو کبھی آپ قبول فرمائیں اور آئندہ فتاویٰ صاحب کی حمایت میں کبھی کوئی جسد کسی کتاب میں نہ لکھیں کیونکہ صدر دہلند کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ لفظ الیا تو کلمہ تشبیہ کا ہے اور ملنا کے اہستہ بھی یہی فرما رہے ہیں۔ کہ لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ہیں ہے۔ اور یہ کفر ہے۔

اب آپ کو مولوی حسین احمد صاحب کا فتویٰ تو سرعالت میں مانا ہی پڑے گا۔ کیونکہ آپ کے اکابر و روحانی پیشوا بھی ہیں۔ ان کی تو روحانی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر وہ چاہتے تو اپنی روحانی طاقت کے ذریعے انگریز کو ہندوستان سے نکال سکتے تھے۔ دحو عبارت کفر بہ شریعہ میں گزر چکا۔ شاہان کو روحانی طاقت کے ذریعہ ہی ہم پر چڑھا ہو گا۔ کہ لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہے۔ آنا اور اقد کے نہیں جیسا کہ آپ دونوں حضرات فرما رہے ہیں۔ کہ اگر لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہو۔ تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ہیں ہے۔ آنا اور اس قدر کے معنی میں ہو تو تو ہیں ہیں ہے۔ اور آپ کے صدر صاحب فرما رہے ہیں کہ لفظ الیا کے معنی آنا اور اس قدر کے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ہیں ہے۔ کیونکہ لفظ الیا کلمہ تشبیہ کا ہے گنگوڑی صاحب اب انصاف سے فیصلہ خود فرمائیں۔ کہ آپ دونوں حضرات سچے ہیں۔ یا آپ کے اکابر مولوی حسین احمد صاحب سچے ہیں۔ دونوں میں سے ایک تو ضرور بر ضرور جھوٹا ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۹

ختم نبوتِ نسمانی سے مکمل انکار

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا اپنی معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقامِ مدح میں وَلَکِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ فرمانِ اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحدیر الناس معتمد مولوی محمد قاسم نانوتوی ص ۳۲)

عوام کے معنی عام لوگ۔ اہل فہم کے معنی سمجھدار لوگ۔ جس وقت اہل فہم کے مقابلے میں عوام کا لفظ بولا جائے۔ اس وقت عوام کے معنی نا سمجھ لوگ ہوں گے تقدم کے معنی پہلے ہونے، تاخر کے معنی بعد کو اور پیچھے ہونا۔ زمانی کے معنی زمانے کے اعتبار سے بالذات کے معنی اپنی ذات سے اور اپنی ذات کے اندر فضیلت کے معنی خوبی اور برتری۔ مدح کے معنی تعریف۔

واقہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے هَٰذَا كَلَامُ مُحَمَّدٍ اَبَا أَحْسَنٍ مِّنْ بَعْدِکُمْ وَلَکِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں سے پچھلے نبی ہیں۔ تاخر یہ کلام۔ غور فرمائیے۔ چودہ سو برس سے اب تک کے تمام اچھے پچھلے اولیاء و علمائے اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اور جو شخص اس ضروری دینی معنی کے خلاف کوئی اور معنی اس لفظ کے بتائے۔ وہ ہرگز مسلمان نہیں۔ بلکہ شریعتِ اسلامیہ کے حکم سے کافر و مرتد ہے دین سے۔ لیکن مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صریح اور واضح مطلب یہی ہوا کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے یہی معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یہ تو سمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں، کیونکہ ہمارے لئے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پیچھے ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی رتبی یا بزرگی نہیں رکھنا۔ بلکہ آیت کریمہ میں اگر وصفِ خاتم النبیین کے معنی سب سے پچھلے نبی مراد ہوں تو چونکہ یہ آیت مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ہے۔ لہذا اس تعریف کے مقام میں خاتم النبیین فرمانِ کیونکر صحیح ہو گا۔

ی مولوی نانوتوی صاحب اپنی کتاب تحدیر الناس کے ص ۳۲ پر ایک مثال دیتے ہیں کہ زمین۔ پہاڑ اور درو دیوار کا لفظ اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب واد کسی اور کا فیض نہیں۔ ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی نفی۔ اگے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تفسیر فرمائیے۔ لیکن آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اور لوں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ کی سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔

مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف اور واضح مطلب یہی ہوا کہ آیت کریمہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔

اس کے یہ معنی تصور کرنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے لیکن حضورؐ کے سوا اور ایک نبی کو اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضورؐ کے واسطے سے ہی نبوت حاصل ہوئی ہے۔ اور حضورؐ کو بغیر کسی کے واسطے سے خود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے۔

ناظرین حضرات غور فرمائیے مولوی نانوتوی صاحب نے خود اپنی طبیعت سے خاتم النبیین کے جو معنی گڑھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ کسی اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں کہ تفسیر و حدیث و کلام و اصول و فقہ و لغت کی کسی کتاب سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات ہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب نے اپنے اس تراشیدہ تراشیدہ معنی کا نام ختم ذاتی اور عاقبت مرتبی رکھا ہے اور اپنی اس تحذیر ان کے منصف پر لکھتے ہیں شایان شان محمدی عاقبت مرتبی ہے نہ ذاتی۔ اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے لائق خاتم النبیین کے صرف یہی معنی مراد ہیں کہ حضورؐ بغیر کسی دوسرے کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں لیکن خاتم النبیین کے یہ معنی کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یہ معنی حضورؐ کی شان کے لائق نہیں۔

اگر بالفرض آپ کے سامنے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا یاد منور باقی رہتا ہے۔ (معاذ اللہ)

مولوی نانوتوی صاحب اپنی کتاب "تحذیر الناس" کے صغیر پر لکھتے ہیں۔

انتقام گریاں مٹھی تھریا کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا۔ یاد رکھنا کہ نبی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں کسی اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا منظور باقی رہتا ہے۔ (معاذ اللہ) اس عبارت کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ خاتم النبیین کے اگر معنی لئے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ تو یہ غلطی ہوگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں صرف انہی انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہوں گے جو حضور علیہ السلام سے پہلے تشریف لائے ہیں۔ لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی لئے جائیں جو میں نے بیان کئے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ان دوسرے کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ مولیٰ ہے نہ کہ اگر حضورؐ کے زمانے میں بھی کسی کہیں اور نبی ہو تو پھر بھی حضورؐ کے ہی خاتم النبیین رہیں گے۔

اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتم محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (معاذ اللہ)

مولوی نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب تحذیر الناس ص ۱۲ پر لکھتے ہیں۔ عاقبت بمعنی اتصاف ذاتی تو نصف نبوت کیجئے جیسا اس تیمچدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے نہ ماننا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی دعا و غارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدور پر بھی آپ کی صلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا

ہو تو پھر بھی حاکمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (توضیحات اس مسئلہ)
 نانوتوی صاحب نے کذاب نبیوں کیلئے نبوت کا دروازہ کھول دیا
 مولوی نانوتوی صاحب نے اپنی ان عبارتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق پر
 پچھلے نبی ہونے کی جو عقائد ضروریہ و بنیہ میں ہے شدید تر بیگانہ مذہب کی ہے ا
 اپنے جی سے ختم نبوت کے ایسے منہ گڑھے جن سے قیامت تک ہزاروں
 جدید نبیوں پرغیروں کے لئے نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ معاذ اللہ
 مولوی نانوتوی صاحب سے یہ کہہ کر کذاب آدمی معاذ اللہ کہہ سکتا ہے
 کہ میں نبی و پیغمبر ہوں، لیکن میں خود اپنی ذات سے نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 ہی کے واسطے سے نبی و پیغمبر بنا ہوں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بالکل بعینہ اسی طرح اپنے نبی و رسول دیا
 ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنی لکھے ہیں
 کہ کسی شخص کے لئے مرتبہ نبوت حاصل کرنے تک پہنچنے کا بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے واسطے کے کوئی راستہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی
 نہیں پیدا ہوگا

حضور رب العالمین نے بھی آیت **لَا يَكُنْ دُونِي دُخَانُ النَّبِيِّينَ** کا معنی کا
 نبی نہ ہوئی فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف) تو خاتم النبیین کے معنی حضور ہی فرما رہے ہیں
 کہ لا نبی بعدی یعنی میرا زمانہ تمام انبیاء علیہم السلام کے زمانے کے بعد ہے اور چر
 بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور یہی معنی فرما کر ہی اپنی فضیلت بیان فرما رہے

ہیں۔ کہ چوتھے بجھے تاخر زما فی حاصل ہے۔ اس لئے یابین حیثیت مجھے دوسرے
 انبیاء پر فضیلت حاصل ہے گو تقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی و زمانی ہر طرح
 خاتم النبیین ہیں اور حضور علیہ السلام کی ختم نبوت ذاتی پر سیکڑوں دوسرے کائنات
 بھی موجود ہیں۔ مگر اس آیت سے صرف ختم نبوت زمانی مراد ہیں۔ اس لئے ارشاد
 فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور یہ فرمان بانی اسلام کا ہے۔ مگر بانی مدرسہ دیوبند
 حضور علیہ السلام کے اس فرمودہ میں کوعلام جہاں کا خیال تیار ہے اور اس آیت کو یہ
 سے ختم نبوت زمانی کے مفہوم کا انکار کر کے ختم نبوت زمانی مراد لینے والوں کو اہل فہم سے
 نکالتا ہے تو نفوذ اللہ اس کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہل فہم نہیں تھے۔
 استغفر اللہ۔ اور لاجبی بعدی کے لفظ سے حضور سے جو اپنی فضیلت بیان فرمائی۔ تو
 اس کا صاف صریح واضح مطلب یہی ہوا کہ آیت کریمہ خاتم النبیین صرف معنی ختم
 نبوت زمانی میں محدود ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور ایک لطف کی بات یہ
 بھی ہے کہ خزانہ نانوتوی صاحب نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ معنی جو
 اس نے کئے ہیں تیرہ سو سال میں کبھی کسی نے نہیں کئے۔ لکھتے ہیں۔ اگرچہ
 کم التفاتی ہر دہائی میں اس حضور تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ
 گیا۔ اور کسی ظلم نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سنے
 عظیم الشان ہو گیا۔

گاہ باندر کہ کو دکان نادان
 بنط بر پوزہ زخمیر لے

(توضیحات اس مسئلہ)

نانا توئی صاحب کا اعتراف

ثابت ہوا کہ نانا توئی صاحب نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ اس مفہوم کی طرف بڑوں کا فہم نہیں ہو سچا یہ بات صرف میں نے کہی ہے یعنی اجماعی عقیدہ اور اجماعی حق کا منکر صرف یہی ظن ناواں ہے۔ ناظرین کو رام غور فرما لیجئے۔ یہ دیوبندی علماء بات بات پر اپن سنسٹ کو بدعت کے فتوے دینے والے اپنے گھر کی خبر کیوں نہیں لیتے؟ کہ ان کے اکابر نانا توئی صاحب جو فرما رہے ہیں یہ بدعت سیدہ نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا یہ مراغلت فی الدین نہیں۔ کہ جو بات عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی نے نہ کی ہو۔ وہ نانا توئی صاحب کر کے دکھادیں گی یہ بدعت نہیں؟ اور کیوں نہ نانا توئی صاحب ایسا کر سکے دکھاتے جبکہ ان کا اسلام ہی برائے نام ہے چنانچہ وہ خود تختہ پیراناں کے صدمہ پر گھٹنے ہیں۔

”سوائس زمانہ کے علماء سے ہر سکے۔ تو اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے۔ دشتگیری فرما کر درطیلاکت سے نجات دیں۔“

جناب صدر صاحب اسی کفر یہ عبارت کو نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے ہوئے لکھتے ہیں۔

”خان صاحب نے حضرت مولانا نانا توئی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے جو عبارت نقل کی ہے۔ اس کے آخری حصہ میں یہ مخطوط عبارت ہے۔ اب غور فرمائیے کہ خان صاحب نے کس طرح شبیدہ بازی کا مظاہرہ کیا ہے۔ کو ایک فقرہ

تختہ پیراناں کے صفحہ ۱۲ کا لیا۔ اور دوسرا صفحہ ۲۲ کا اور تیسرا صفحہ ۲۴ کا اور اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر ایک خاص ترتیب دی اور پھر اس سے بزرگ خوش ایک کفر یہ معنوں میں تیار کیا۔ اور پھر کفر یہ فتوے مرتب کر کے علماء کے حرمین اس کی تصدیق حاصل کی۔ اور عامۃ المسلمین کو یہ یاد کرانے کی سعی کی ہے کہ یہ عبارت اسی طرح مرتب اور موطوع ہے۔ (عبادت اکابر صلاحدہ ص ۱۱)

عظیم گھڑی صاحب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کا یہ اعتراض بالکل بے بنیاد و دلبر ہے۔ اس میں ذرا بھر صداقت نہیں۔ سفید بھوت ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی شبیدہ بازی نہیں۔ بلکہ آپ کی جمل سازئی کا بائیں تجارت ہے۔ یہ تمیزوں فقرے مستقل ہیں۔ ناظرین کو رام! اب میں یہ تمیزوں فقرے تختہ پیراناں نانا توئی صاحب کی کتاب سے الگ الگ نقل کرتا ہوں۔ دیکھئے کہ ہر ایک فقرہ علیحدہ علیحدہ اپنے معنی ظاہر کر رہا ہے یا نہیں؟ تاکہ آپ کو گھڑی صاحب کی چالاک کا بھی علم ہو جائے کہ کیسی کبی ہوشیاری سے اعلیٰ حضرت خان صاحب کو بدنام کرنے کا طر فتنہ اختیار کر رکھا ہے۔ یہ تختہ پیراناں میرے سامنے موجود ہے۔ اس میں نانا توئی صاحب صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں۔

”بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اولیٰ سنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ ہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ موعوام کے نبی میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا یا اس میں ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ گمراہی ہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر

منام درج ہیں لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرما اس صورت میں کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک فقرہ ہے جو مستقل ہے۔ اور اپنے مفہوم کو پورے طور پر صاف الفاظ میں ظاہر کر رہا ہے۔ اسی لئے میں نے ساتھ ہی زائد عبارت کو نقل کر دیا ہے تاکہ اس فقرہ کا تمام یا ناقص ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے۔ مولوی نانوتوی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

”غرض اقسام اگر باہمی معنی جوڑ کر جائے۔ جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء و رسل کے نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالعرض ایک کے لئے میں بھی کہیں اور نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا منظور باقی رہتا ہے۔ لیکن فقرہ بھی مستقل ہے جو اپنے مفہوم کو صاف صاف ظاہر کر رہا ہے۔ تیسرا فقرہ نانوتوی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

”ہاں اگر ثابت مبنی انصاف ذاتی کو صحت ثبوت لیجئے مینا کہ اس پر چھلانگ عین کیا ہے۔ تو پھر مولا رسول اللہ وسلم اور کسی کو افراد مخصوصہ بالخلق میں سے مائت نبوی مسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدور پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی۔ بلکہ اگر بالعرض بعد زمانہ نبوی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی ثابت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ لیکن یہ فقرہ بھی مستقل ہے جو اپنے معنی کو صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے۔“

ناظرین کرام دیکھ لیا آپ نے۔ یہ تینوں فقرے علیحدہ علیحدہ صاف صاف اپنے مفہوم کو ظاہر کر رہے ہیں۔ لہذا گھڑی صاحب کا یہ قول مردود ہو کر

رہ گیا جس میں انہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے یہ لکھ مارا کہ ان صاحب نے تین فقرے مختلف صفحات سے لیکر کھڑی معنی پیدا کر لئے۔ دراصل یہ گھڑی صاحب کی شیعہ بازی کا مظاہرہ ہے۔

ناظرین کرام! غور فرمائیں یہ فقرہ جو نقل کیا گیا اس میں نانوتوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ افراد مقدور پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالعرض بعد زمانہ نبوی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی ثابت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ جیسے اس فقرے کو گھڑی صاحب نے عبارات کا کر کے مثلاً ”پر لکھا ہے اب میں گھڑی صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کے عقیدہ میں ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ آپ نے عبارات کا کر کے ۱۷۲ پر لکھا ہے اور اہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو ثبوت ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو اس میں نااہل کر لے وہ بھی کافر ہے۔ تو پھر یہ جملہ کہ افراد مقدور پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ افراد مقدور سے مراد وہ نبی جو دنیا میں پیدا تو نہیں ہوئے۔ لیکن ان کا جواب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا تقدیر الہی میں لکھا ہوا ہے۔ اس عبارت سے صاف صاف یہ ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعد اگر کسی کے بعد بھی اور نبی پیدا ہو سکتے ہیں تب ہی تو لکھ رہے ہیں۔ بلکہ اگر بالعرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی ثابت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اور گھڑوی صاحب لکھ رہے ہیں کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو اس میں تاہل کرے وہ بھی کافر ہے بابت تو آپ کی باطل صحیح ہے ہر سپاہان کا ہی عقیدہ ہے لیکن نافوقی صاحب کی عبارت کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ جو صاف صریح واضح الفاظ میں ختم نبوت زانی کا انکار کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں۔ بلکہ اگر الفرض بعد زانی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوتا تو پھر بھی خاقیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اب جناب صفدر صاحب ذرا اچھی طرح سوچ کر اس بات کا جواب دیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو پھر نافوقی صاحب نے یہ کیوں لکھا؟ کہ آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہوتا تو پھر بھی خاقیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اور آپ اس بات کا بھی جواب دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو جیسا کہ آپ کے اکابر نافوقی صاحب لکھ چکے ہیں۔ تو پھر خاقیت محمدی میں کیوں فرق نہ آئے گا؟ علمائے اہل سنت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر بعد زانی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو جیسا کہ نافوقی صاحب کا عقیدہ ہے تو خاقیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمام نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اوپر وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکا۔ نافوقی صاحب کا یہ عقیدہ کہ افراد متعدد رہیں آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی اس عبارت کا صاف صریح مطلب یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانے کے بعد وہ نبی بھی آئے وائے ہیں۔ جو تقدیر الہی میں لکھے ہوئے ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو مہلت دو کہ میں علامت نبوت کی تم کو دکھا دوں حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کر لے گا۔ وہ اسی وقت کافر ہو جائے گا اس لئے کہ جو شخص اس سے معجزہ طلب کر لے گا۔ یہ بابت ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہوتا بعد آپ کے (صلی اللہ علیہ وسلم) ممکن الوجود سمجھتا ہے حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما چکے کہ نبی بعدی۔ (انوار انبیا ص ۱۵۱) اب میں ایک حوالہ مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دو بندہ کا نقل کرنا چاہوں۔

لاحظہ فرمائیے۔ مفتی صاحب تصریح کرتے ہیں۔ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر چمول ہے۔ اور اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہ نبی غیر کسی تاویل یا تفسیر کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے (حواشی تہذیب القرآن ج ۱ ص ۱۵۱) بحوالہ دو بندہ مذکور ص ۱۵۱

مفتی محمد شفیع صاحب کی اس تصریح سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ آیت خاتم النبیین کے صرف ظاہری معنی پر ایمان لانا بغیر کسی تاویل یا

تخصیص کے فرض ہے۔ اور ظاہری معنی میں تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر ہے۔ اور سینے مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری دیوبندی ناظم تعلیمات دیوبند کیا فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"اب جیسے علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یعنی آخر الانبیاء نہ سمجھے کسی کو بھی منصب نبوت کا ماننا شرعاً جائز سمجھے وہ قطعاً کافر ہے" (اشد الذباب ص ۱۸)

اور سینے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب اسی کتاب کے مدعا پر لکھتے ہیں۔ "اور یہی خدا فی حکم ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اسی حکم کے حوالے دیوبندی کتب سے اور بھی پیش کئے جا سکتے ہیں۔"

گلکھڑوی صاحب اب میں آپ کے اکابر صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

"یہ معلوم کرنا چاہیے کہ آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مرتبی جو کہ دوسرے معنی ہیں وہ نہیں۔ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس حصہ پر انکار فرما رہے ہیں۔" (الشباب، کتاب ص ۱۷)

یہ حوالہ جناب آپ کے صدر دیوبند کا ہے۔ آپ کے صدر صاحب بھی یہی لکھ رہے ہیں کہ عام مفسرین بھی یہی فرما رہے ہیں۔ کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مرتبی نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔

کہ مولوی حسین احمد صاحب صدر دیوبند بھی نانوتوی صاحب کا رد فرما رہے ہیں۔ گلکھڑوی صاحب میں تو اس کتاب کے لکھنے میں انتہائی کوشش یہ کر رہا ہوں کہ آپ کے اکابر کی کتابوں سے حوالے نقل کروں۔ تاکہ آپ کو اس کتاب کے جواب لکھنے کی تکلیف نہ ہو۔ اپنے اکابر کی کتابوں سے ہی فتویٰ فرمائیے۔

"ناظرین حضرات۔ غور فرمائیے بعض حضرات علمائے دیوبند ان کفریہ عبارتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے اکابر کی دوسری عبارات پیش کر دیتے ہیں۔ جن میں شان رسالت میں کسی قسم کی کوئی توہین نہیں کی گئی۔ بلکہ تعریف کے ساتھ عظمت شان نبوت بیان کیا گیا ہے۔ لیکن وہ عبارات ان کے لئے فائدہ مند مگر گمراہ ہیں ہو سکتیں۔ جب تک کوئی عبارت ایسی نہ پیش کر دیں کہ ہم نے فلاں جگہ فلاں کتاب میں فلاں محضر پر یہ کفریہ عبارت لکھی تھی۔ اب اس سے ہم رجوع کرتے ہیں اور توہین کا اعلان کرتے ہیں۔ مثلاً مولوی محمد قاسم نانوتوی نے تمہید رسالہ اس میں خاتم النبیین سے منہ منقول مترادف آخر النبیین کو عوام کا خیال بگاڑنا شروع کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جیسا بھی آپ کا خاتم ہونا بدوہی اتی رہتا ہے۔ اب اگر کسی عبادت میں بھی اس مضمون کی پیش کر دی جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر نبی ہیں۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کا فرض ہے۔ تو اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے جب تک کہ نانوتوی صاحب کا یہ قول نہ پیش کیا جاسکے کہ میں نے جو خاتم النبیین کے معنی منقول مترادف آخر النبیین کا انکار کیا تھا۔ اب میں اس سے توبہ کر کے رجوع کرتا ہوں۔ اب دیکھئے اس مضمون کو مولوی مرتضیٰ حسن

چاند پوری نے مرزا غلام احمد خاں دہلوی کے رد میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے
 لکھتے ہیں۔ ایک بائبل قابل ذکر ہے۔ مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ
 عبارت مرزا صاحب کی پیش کر دیتے ہیں جن میں حتم نبوت کا اقرار ہے۔ عینی
 علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ
 مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے۔ ایک مدت تک مسلمان تھے۔ اور
 چونکہ وہ جال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے سانچے بھی تھے۔ تو
 پہلی عبارت مفید نہیں جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھا دیں کہ میں نے جو
 فلاں معنی حتم نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں۔ صبح معنی یہ ہیں کہ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی متبعی نہ ہوگا۔ (لائسنڈ انڈیا میں معتزہ مروی مرتضیٰ حسن
 دیوبندی نقل)۔ آگے پھر اسی صنف پر لکھتے ہیں۔

لہذا جو عبارت مرزا صاحب اور مرزا یوں کی لکھی جاتی ہیں جب تک ان
 مضامین سے صاف ثوبہ نہ دکھا دیں تاؤہ نہ کریں۔ تو ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ لہذا اہل
 ملت تمام کا حق یہی مطالبہ ہے کہ جو توہین آمیز کفریہ عبارت الابر دیوبندی علماء
 نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ جب تک ان کفریہ عبارتوں سے صاف ثوبہ
 نہ دکھا دیں یا ثوبہ نہ کریں تو ان کو کچھ اعتبار نہیں۔

نفس نبوت میں قطعاً کوئی تفضیل نہیں

علمائے اہلسنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نفس نبوت میں سب
 مائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام برابر ہیں کسی نبی کی نبوت کسی دوسرے
 کی نبوت کے بالمقابل کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ نہ کسی نبی کا نصف نبوت کسی دوسرے
 کے نصف نبوت سے کم و بیش ہو سکتا ہے نفس نبوت میں قطعاً کوئی تفضیل نہیں
 کچھ قرآن فرماتا ہے لا تقوف بین احدہن و سلفہ۔ ترجمہ۔ ہم ان کے پیغمبروں
 میں سے کسی کی تفریق نہیں کرتے اور ہمیشہ شریف ہیں فرماتا کہ نہ بزرگی و وجہ بزرگی
 علیہ السلام پر۔ اسی حدیث شریف کی تشریح میں نواب فطیل الدین صاحب دیوبندی
 لکھتے ہیں کہ سن کر اہلسنت و جماعت نے نفس نبوت میں اس لئے کہ
 میں سب انبیاء کرام برابر ہیں۔ لہذا مائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام
 میں خصوصیات کی بنا پر ضرورت تفضیل ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **يَرْسُلُ الْوَسْلٰ**
مِّنَّا نَبِيًّا مِّنْكُمْ عَلَىٰ نَبِيٍّ۔

ترجمہ۔ ہم سے ایک کو دوسرے پر تفضیل دے اب قرآن شریف و حدیث
 پاک کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح ہو گئی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے
 لے کر خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیاء کرام و رسل عظام علیہم السلام
 نفس نبوت میں برابر ہیں۔ لہذا نالوقوی صاحب نے جس مقصد کے لئے تعجب و رائے اس لکھی
 اس میں وہ بہت بڑی غلط فہمی کا کام ہوئے اور اپنے مقصد میں اسلئے کامیاب نہ
 ہو سکے۔ کہ انہوں نے ثواب نبوت نامہ سے نصف نبوت کو باذات اور امرض

کی طرف تقسیم کر دیا جو شرعاً باطل ہے۔ کیونکہ قرآن شریف و حدیث پاک میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ سناؤ اللہ نانوئی صاحب کی اتنی بڑی جرأت جو چودہ سو برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی۔ اور نانوئی صاحب اپنی کتاب مخیر الانس کے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جاہل و صنف ذاتی ہمارے دوسری جاہل یعنی اور فرق قدم حدوث اور دوام عرض فہم ہو۔ یہاں سے تو یہ بات ثابت ہو چکی کہ نانوئی صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قدیم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت حادثہ ہے۔ علمائے اہلسنت اور تمام مسلمانوں کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات و صفات کے سوا اور کوئی چیز قدیم نہیں۔ نبوت صفت ہے اور صفت کا وجود بے موصوف محال ہے۔ اور جب حضور القدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قدیم جلالت ہوئی تو حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حادثہ نہ ہو سکے بلکہ انہی شہرے۔ اور جو ائمہ ثنائی و صفات لکھ کر اس کی تائید کرنے یا جہاد مسلمانوں کا فرمے۔

کفریہ عبارت نمبر ۱

ایک مرید نے اپنے پیر مولوی اشرف علی کا کلمہ پڑھا

میں نے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا اِلهَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھا جاوے۔

ان خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے صرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ کلمہ کو علم ہے کہ اس طرح درست نہیں۔ لیکن اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی۔ حاضر کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور یہی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بولنا شروع کر دیتا تھا۔ لیکن میں پر گر گیا۔ اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوا تھا۔ کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ ان دن میں ہر سانس پر حسرتی فحی اور وہ اتنا طاقتور تھا لیکن حالت خواب میں باری میں حضور کا ہی خیال تھا۔ لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے۔ اس واسطے کہ کلمہ کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے۔ باری خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر سری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تذکرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللہم صلی علی سیدنا ونبینا وانا اشرف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں۔ زبان پختہ ناپو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بے وزی میں رقت رہی۔ خوب رو بہ۔ اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ مش محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔

مولوی اشرف علی صاحب جواب دیتے ہیں۔

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو۔ وہ بعونہ
حقانی متبع سنت ہے۔ (۲۴ شوال ۱۲۳۵ھ)

رسالہ الامداد بابت ماہ صفر المظفر ۱۲۳۵ھ جلد ۳ صفحہ مولوی اشرف علی
دیوبندیوں کا کلمہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنا متبع سنت
ہونے کی دلیل ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے جو جواب دیجو اپنے
مرید کی تسلی کی ہے کہ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔ وہ اللہ کے فضل سے سنت کا
متبع ہے اس سے اس کلمہ کفر پر یہ مولوی اشرف علی کو راضی ہونا واضح ہے اور
مراغلام احمد قادیانی کا بھی یہی مذہب ہے کہ سنت کی پیروی سے ہر شخص نبی
بن سکتا ہے۔

اس کلمہ کفر پر یہ خود دیوبندیوں کی پریشانی ملاحظہ کرو۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی زبان جب اپنی نبوت اور
رسالہ کا معاملہ میں کراس کی صحت کی تصدیق کی اور اپنی نبوت کے کلمے پر رضامندی
نفاذ کی تو تمام عالم اسلام میں اشرف علی کے متعلق نفرت اور زہد کی آواز بلند ہوئی۔
اور عرب و عجم ترک و مصر کے تمام مسلمانوں نے اشرف علی کے اس کردار کو از حد مذہبی
دیکھا۔ اور مسلمانوں کو اشرف علی کے خطرناک نظریات سے بچنے کا اعلان کیا اور ایسا
صرف عالم اسلام کو ہی نہیں بلکہ دیوبندیوں کے بعض معرکہ رہبروں کو بھی اشرف علی
کے اس نازیبا کردار سے سخت نفویش لاحق ہو گئی تھی۔ چنانچہ دیوبندیوں کے امام
مولوی غیب اللہ احمد سہارنپوری نے مولوی اشرف علی سے مطالبہ بھی کیا کہ آپ اس

نبوت کے الفاظ واپس لے لیں۔ مگر اشرف علی صاحب کو چوٹ لگا اپنے وقار کا خلوہ
اور وہ اپنے آپ کو نبوت کا حامل سمجھتا تھا۔ اس لئے اس کی توجہ دوسرے انکار کو دیا
فی علی کے محمولات میں یہ معاملہ بائیں الفاظ درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اس سال حضرت اقدس سیدی حکیم الامت وامت کا تہم پر ایک شخص کے خواتین
کی دوسرے عوام کا لاف نام نے زبان طعن بہت کچھ دراز کر رکھی تھی۔ اعتبارات میں بھی
نہایت کچھ شر و غوغار بہ حال جب جلسہ مذکور میں حکیم الامت تشریف لے گئے
آپ کا بیان ہوتا تھا کہ! تو بیان سے پہلے سیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا غیب
صاحب و امت کا تہم نے مولانا سے فرمایا کہ اس وقت بہت بڑا جمع موجود ہے۔
اس واقعہ جواب کے متعلق کچھ بیان کر دیا جائے تو اچھا ہے تاکہ عوام کے شکوک
اور سوچیں حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ مجھے تو اس کے متعلق بیان کرنے سے

امد عاریتی ہے کیونکہ اس کا تو یہ مضطرب ہوا کہ میں اپنا تبریر کروں..... حضرت
غیب اللہ احمد صاحب نے فرمایا کہ اچھا اگر آپ اپنی زبان سے تبریر نہیں کرتے تو
میں سے کوئی اسکے متعلق کچھ بیان کر دے حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ اگر
ہوا۔ تو میں جلسہ کے اٹھ کر چلا جاؤں گا۔ (اشرف العمادات و ملفوظات تھانوی
در تہاد بعون ص ۱۷۱، مشعل انزلی پوری شہب ۲۵۹)

شیخ الحدیث جناب صدر صاحب نے اس روایت کو نقل کرنے میں زبردستی
ت کی اور بہت چالاکي سے کام لیا ہے۔ کہتے ہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے
نہ نکلتا ہے۔ دو قہین اور جب یہی صورت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس

تھے پھر آگے چند سطر لکھتے ہیں۔ لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہی خیال تھا۔

ناظرین کرم غور فرمائیے۔ لکھنؤوی صاحب نے کس قدر ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ پیرو مرید کو بچا کرنے کے لئے کیسی چال چلی ہے کہ خواب کا بیان ہی بدل دیا ہے۔ یہ رسالہ "الاعلاؤ" صفحہ ۳۵۰ ماہ صفر ۱۳۲۲ھ میرے سامنے موجود ہے۔ اس میں کسی جگہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لکھا ہوا نہیں۔ اس رسالہ میں پانچ جگہ حضور کا لفظ موجود ہے لیکن کسی جگہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں۔ پانچوں جگہ حضور کے لفظ سے مولوی اشرف علی مراد ہیں۔ مولوی اشرف علی کا یہ مرید مولوی

اشرف علی صاحب کی محبت میں امقدر مستغرق ہے کہ کلمہ شریف اور درود شریف پڑھنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف اس کی زبان پر چڑھتا ہی نہیں۔ جبکہ کوئی نئے آگے آخر میں لکھا ہے اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور یعنی اشرف علی کے ساتھ باعث محبت ہیں۔ کہاں تک عرض کر دوں۔ مرید تو صاف صاف لفظوں میں اپنے ہر اشرف علی کی محبت کا ثبوت پیش کر رہا ہے اور یہ صاحب کی محبت میں ایسا محو ہو چکا ہے کہ خواب میں اور بیداری میں کلمہ شریف اور درود شریف مولوی اشرف علی کے لئے ہی وقف کر دیا ہے۔ ایسے شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ان خوش نصیب لوگوں کو ہوتی ہے جو رسول اللہ کی محبت میں مستغرق ہو کر دیوانے ہو چکے ہیں۔ اور شب و روز درود شریف ہی ان کا درد ہے۔ اور جن کی زبان پر کلمہ شریف اور درود شریف ہی جاری نہ ہو سکے۔ اس بد نصیب کے

سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے جلوہ افروز ہو سکتے ہیں؟ یہ تو لکھنؤوی صاحب کی چال بازی ہے۔ اہل علم حضرات پر لکھنؤوی صاحب کا یہ مکرو فریب نہیں چل سکتا۔ خواب میں زیارت سے وہی حضرات مشرف ہو سکتے ہیں جو اپنے ماں باپ اپنی اولاد والی وجہ اور پیرو مرشد اور تمام جہان کے لوگوں سے بڑھ کر محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہوں۔ اور جو پیرو مرشد کی محبت میں گواہ ہوں۔ ان کی زبان پر کلمہ شریف اور درود شریف کیسے جاری ہو سکتا ہے؟ اور کیسے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو سکتی ہے؟ وہ بد نصیب تو زیارت پاک سے محروم ہی رہتے ہیں۔

جناب سرفراز صاحب نے پیرومریکے اس واقعہ کو سہا ثابت کرنے کے لئے ادران کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے بہت پلٹیاں کھائی ہیں چنانچہ عبارت الابر کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور اس میں پہاں ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو تعبیر کہتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بظاہر خواب بڑا خوش نما اور شروہ افزا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ باوی النظر میں خواب نہایت تاریک، اندھناک اور وحشت انگیز دکھائی دیتا ہے۔ مگر اس کا باطنی پہلو اور تعبیر بہت ہی خوش کن اور خوش آئند ہوتی ہے۔ اور تعبیر سامنے آجانے کے بعد خواب دیکھنے والے کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی + اس کے بعد چند خواب کے حوالے نقل فراتے ہیں + اور اپنے اکابر کو بے گناہ ثابت کرنے کی کام کو شش کرتے ہیں + تاہم لیکن کرام اب میں بھی دیوبندی اکابر علماء کے خواب کے چند حوالے دیوبندی اکابر کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں۔ دیکھئے دیوبندی اکابر ان خوابوں کی بھی کوئی تعبیر کرتے ہیں یا نہیں؟

سب سے پہلے میں وہ خواب نقل کرتا ہوں جو گھگھڑی صاحب نے خود عبارت الابر کے صفحہ ۱۸ پر لکھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ چنانچہ ایک بزرگ جناب شریف احمد صاحب سقہ گچ پوری تحصیل ضلع گوناں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک خواب دیکھا جس میں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم اور حضرت خلفائے

راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی زیارت کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس کو قریب آنے دو۔ یہ اشرف علی صاحب کا خاوند ہے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے شریف احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اشرف علی صاحب کی کتابوں پر عمل کرنے رہنا اور دوسروں کے کہنے سے مت رکتا۔ (عبارت الابر صفحہ ۱۸)

ناظرین حضرات اس خواب کے متعلق کسی قسم کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف گھگھڑی صاحب نے یہ بات دریافت کرنی ہے کہ آپ کے اکابر مولوی اشرف علی صاحب نے اس خواب کی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ آپ کے اکابر مولوی اشرف علی کے نزدیک اس خواب کی کوئی تعبیر نہ تھی جی نہیں۔ اگر مولوی اشرف علی صاحب اس خواب کی کوئی تعبیر کرتے۔ تو ان کی کتابوں پر عمل کیسے کیا جا سکتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی ساری امت کے لئے ایذا و فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا اور فرمایا عظیم پیوستہ و مستقیم الخلفاء الراشدین۔ یعنی تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اب کیا فراتے ہیں مفتی صاحب شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب مولوی اشرف صاحب کی کتابوں پر عمل کرنا چاہئے یا حدیث شریفہ پر؟ فرمائیے کیا فتویٰ ہے آپ کا؟ آپ تو شیخ الحدیث کہلاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس

باوجود شیخ الحدیث کہلوانے کے حدیث شریف کے خلاف ایک مولوی صاحب کی کتابوں پر عمل کرانے کے لئے مسلمانوں کو ترغیب دے رہے ہیں۔ اور مولوی صاحب بھی وہ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو کچھ بھاگلوں، جانوروں، اور جو پایوں کے ساتھ تشبیہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ترین توہین کی جو، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ناظرین کرام! اب ایک اور خواب ملاحظہ فرمائیے: تذکرۃ الرشید سے نقل کرتا ہوں۔

ایک دن علامہ حضرت نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھادوچ آپ کے ہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھادوچ سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ ادا اللہ کے ہمانوں کا کھانا پکائے اس کے ہمان ملکہ ہیں اس کے ہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔ معاذ اللہ استغفر اللہ۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۴۴)

ناظرین حضرات۔ دیکھا آپ نے محبوب خدا کی پاک ذات کے متعلق دیوئی علم رکھنے والے عقیدہ کہ معاذ اللہ آپ دیوبندی ملاؤں کے یاد پرچی بنے اور دیوبندیوں کی روٹیاں پکاتے رہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس سے بڑھ کر شان رسالت میں کون سی گستاخی نیچے ادبی ہو سکتی ہے؟ خبر یہ تو دیوبندی حضرات ہی جانیں کہ اس گستاخی اور بے ادبی کا بدلہ حشر کے میدان میں ان کو کیا ملے گا۔ اس وقت تو سوال صرف یہ ہے کہ شان رسالت میں اس توہین آمیز بے ادب اور گستاخ خواب کی بھی کسی دیوبندی مولوی

نے کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیوں جناب گنگوڑی صاحب آپ نے بھی اس خواب کی کوئی تعبیر کی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی۔ اب میں ایک تیسری خواب نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ دیوبندی حشر کی باجی صاحب کی فراتی ہیں ۳۰۔ انہوں نے خواب دیا کہ آپ کے پیر حاجی ادا اللہ صاحب ہیں۔ پیر حاجی سے سن کر میں نے بھی اہی کہا۔ پھر دریافت فرمایا کہ حاجی صاحب کے پیچھے کون ہیں؟ باجی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم الخ معاذ اللہ واسحق الراجی نوئی جلد ۱ ص ۴۴ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۴۴) ناظرین کرام۔ چونکہ میں نے یہ خواب کا حوالہ دیوبندی مذہب کتاب سے نقل کیا ہے۔ لہذا اس خواب پر جو تبصرہ مصنف دیوبندی مذہب "حضرت علامہ مولانا غلام مرتضیٰ صاحب گڑگڑی نے کیا ہے وہ نقل کرتا ہوں = نوٹ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات بابر کا ہے۔ کہ معراج کی شب بیت المقدس میں جمیع انبیاء کرام علیہم السلام رونق افروز ہیں۔ مگر حسب جماعت کا وقت آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے برگزیدہ نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہونے کو آپ کی بے ادبی تصور فرماتے ہیں۔ اور کوئی نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام ہونے کیے تشریف نہیں لاتا۔ اور پھر یہی ذات بابر کا ہے جو امام اولین و آخرین و امام الانبیاء ہیں۔

سب کے امام بن کر بیٹھے پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

دراں مسجد امام انبیا ارشد

صف پیشانی را پیشوا ارشد

(باجی)

تو اس ذات پر انوار کے منتقلی امت دیوبندی کی باہمی صاحبہ کا یہ کیا اور تھا تو
صاحب کا اس کو خیر یہ طور پر اصدق الہی یعنی یہ ہے ہی سچا خواب شمار کر کے
شائع کرنا کہ حضور کریم دیوبندیوں کی پیشگی پیچھے پیچھے ہیں۔ اور دیوبندی حضود
علیہ الصلوٰۃ السلام کو پیش کر کے بیٹھا فرماتے ہیں یہ کس قدر اس نام نہاد
حکیم الامت نے بارگاہ نبوت میں گستاخانہ جرأت کی ہے۔ ہمارے عقیدہ میں
تو یہ جھوٹ گھڑا گیا ہے۔ اور دیوبندی کی باہمی نے یہ کذب بیانی کی ہے۔ اور
یہ باہمی مولوی اشرف علی کی (دیوبندی پری) ہے۔ (دیوبندی مذہب ص ۱۱)

نمبر ۲: تو تھا حضرت علامہ مولانا غلام مہر علی صاحب گولڑوی صاحب کا تبصرہ
سوال تو یہ ہے کہ اس خواب کی بھی کسی مولوی دیوبندی نے کوئی تعبیر کی ہے
یا نہیں؟ اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی۔ اب ایک اور خواب شیخ الاسلام نمبر سے
نقل کرتا ہوں جو خرخون کے اسوہہ دوم میں درج ہے۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک شیخ میں جامع مسجد کے قریب ایک
حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ اور متصل ایک دوسرے کمرے میں کتب خانہ
ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتب خانہ سے ایک جلد کتاب اٹھائی
جس میں دو کتابیں تھیں ایک کتاب کے ساتھ دوسری کتاب تھی۔

وہ خطبات جمعہ کا مجموعہ تھا۔ اس مجموعہ خطب سے وہ خطبہ نظر انور سے
گزرا جو مولانا حسین احمد دہلوی خطبہ جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ جامع مسجد میں بوم
جمعہ صلیبوں کا مجمع بڑا ہے۔ معابدوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت
نبیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت نبیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جمعہ

پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت نبیل اللہ
علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ
پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتدار میں نماز
جمود اور افرائی۔ فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ فاتحہ محمد شہ علی ذالک
حمد کثیر لکھوا۔ حضرت سعد ابراہیم علیہ السلام ضعیف العمر تھے۔ پیش مبارک
سعد تھی۔ (شیخ الاسلام نمبر ۱۱) بحوالہ خرخون کے اسوہہ دوم ص ۱۱۔

اب اس خواب پر حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی کا تبصرہ علامہ
فرمائیے۔ ہمیں اس مقام پر اس حد بحث نہیں کہ اس قسم کے عوامی خواب کو
کسی کی تشریف و توصیف میں بطور سند پیش کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور نہ یہ
بحث چھڑنی ہے کہ حضرت دیوبندی اپنے ابا کے فضائل و مناقب خواب ہی
کے راستے کیوں ثابت کرتے ہیں۔ البتہ اتم تو یہ کرنا ہے کہ اس بد نصیب
نے جب خواب میں مولانا ٹانڈوی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دونوں کو دیکھا
تو حضرت نبیل اللہ کے بجائے ٹانڈوی سے نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست
کیوں کی؟ بالفرض اگر صلیبوں کی خواہش پر حضرت نبیل اللہ نے ٹانڈوی
صاحب کو نماز جمعہ پڑھانے کا اشارہ کیا۔ تو جیسے یہ تھا کہ مولانا ٹانڈوی
اس کو سونے ادب سمجھنے ہوئے عرض کرتے کہ ایک نبی کی موجودگی میں غیر
نبی کو امامت کا حق نہیں پہنچتا آج ہم سب کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ
اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی اقتدار میں اپنی نماز جمود ادا کریں۔ مگر یہاں کا عالم
تو یہ ہے کہ اونٹ کا کوئی کی سیدھا شپ پر ویر مشد دونوں عظمت نبوت کے

خلاف سرسری بیان ہیں۔

تفسیر یہ تو تھا لفظی صاحب کا تبصرہ۔ میں تو پھر وہی سوال کر دیکھا کہ کیا کسی
دیوبندی مولوی نے اس خواب کی بھی کوئی تفسیر کی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کی تو
کیوں نہیں کی؟ مصدر صاحب تو فرماتے ہیں کہ خواب کی ایک صورت ہوتی ہے
اور اس میں پہاں ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو تفسیر کہتے ہیں، لیکن یہاں
تو کوئی دیوبندی بھی ان خوابوں کی کوئی تفسیر بیان نہیں کر سکا جس سے ثابت
ہوا کہ ان خوابوں کو اپنے ظاہر پر ہی عمل کیا جا رہا ہے کیونکہ آپ کے اہل
نے ان خوابوں کی کوئی تفسیر نہیں کی۔ اگر وہ ان خوابوں کی کوئی تفسیر کرتے تو
ان کی اپنی فضیلت کیسے ظاہر ہوتی۔ اب سنیہ گھڑوی صاحب نے اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ
”خان صاحب بریلوی سمجھتے ہیں کہ انہیں کے ایک پیر بھی ان مولوی بکرت
احمد صاحب کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد مرحوم خواب میں زیارت اقدس
حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف
لئے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟
فرمایا بركات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ میں نے پڑھایا۔
پھر اُسے گھمڑی صاحب سمجھتے ہیں کہ براہین القاطعہ میں جو کچھ نقل کیا
گیا ہے۔ وہ سب خواب ہی خواب تھا۔ اور یہاں تو زیارت خواب میں ہوتی
ہے۔ باقی جنازہ کی نماز کی امامت خان صاحب نے تو عالم ہمدانی میں کی ہے
پھر اُسے خان صاحب علیہ الرحمۃ مذاق اڑاتے ہوئے سمجھتے ہیں۔ اولاً میں

وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اپنا مقتدی بنا کر اور یہ بتائے بغیر
کہ آپ پہلی صف میں کھڑے تھے یا مقتدیوں کے پیچھے کہیں دوسری اور
میسری صف وغیرہ میں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) کس قدر نازل و فرجاں ہیں کہ
الحمد للہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا۔

اس کا جواب تو صرف اور صرف آنحضرت کے کا علم حضرت فاضل بریلوی رحمۃ
اللہ علیہ کو کیا علم تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہیں۔
جب بعد میں آپ کو اس خواب کا علم ہوا۔ تو آپ نے الحمد للہ کہہ کر اللہ تعالیٰ
شکرا دیا کی تو اس میں کوئی تباہی لازم آئی؟ مگر یہاں تو صاف صاف طور
پر اس بات کو بیان کیا جا رہا ہے کہ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز پڑھائی
اور حضرت جمیل اللہ علیہ السلام نے مولانا کی اقتدار میں نماز جمعہ ادا فرمائی کیا
گھمڑی صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ مدنی صاحب جمیل اللہ علیہ السلام کو اپنا
مقتدی بنا کر اور یہ بتائے بغیر کہ آپ پہلی صف میں کھڑے تھے یا مقتدیوں کے
پیچھے کہیں دوسری اور میسری صف وغیرہ میں (معاذ اللہ) یہ دیوبندی کفر
ازاں و فرجاں ہیں۔ کہ الحمد للہ علیہ ذلک حدیثیں لکھتا کہ مولانا مدنی نے جمیل اللہ
علیہ السلام کی امامت فرمائی۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! اسی لئے تو مجھے بار بار کھنا پڑتا
ہے کہ گھمڑی صاحب اپنے اہلکار کی تحریروں سے باطل بے خبر ہیں اگر آپ
بارات اکبر لکھنے سے پہلے اپنے گھر کی تلاشی لے جیتے تو ان کو یہ کتاب
لکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ اس سے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ
گھمڑی صاحب کو آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نے اندھا کر دیا ہے

تب ہی خواب کو اپنے اکابر کی تحریریں نظر نہیں آتیں۔ شاید آپ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہوگا۔ شاید اسی لئے دیوبندیوں کی باجی صاحبزادہ کا یہ خواب بھی نظر سے نہ گذرا ہوگا کہ مسلمان حضرت علیؑ علیہ وسلم حاجی امداد اللہ صاحب کے پیچھے بیٹھے ہیں اگر سرفراز صاحب اپنے اکابر کے یہ حوالے مطالعہ فرمائیے تو وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بنیان تراشی کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ نہ کرتے اور شان رسالت میں تو جین آئیں کفر یہ عبارتوں کی حمایت میں عبارات اکابر کو کھراچی عاقبت براہ نہ کرتے + ناظرین کرام۔ اب ہم کو خواب و خواب کی تعبیر کے متعلق بحث چل رہی تھی اور گھڑی صاحب کی تسلی کے لئے حوالے پیش کیے جا رہے تھے۔ اب نئی بیداری کی حالت میں مرید کا اپنے پیر شریف علی پرورد درویش شریف پڑھنا پھر وہ کہتا ہے کہ شریف کی عقلی کتب تبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرورد درویش پڑھنا ہوں۔ لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں۔ اللهم صلی علی سیدنا و مولینا اشراف علی۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں بچہ ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا۔ رمالہ امداد ماہ صفر ۱۳۲۶ھ ۲۵۵

ناظرین کرام۔ غور فرمائیے اس میں بھی گھڑی صاحب نے اشراف علی صاحب کے مرید کو پتہ ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں۔ بیداری کی حالت میں غیر اختیاری طور پر زبان سے جو بات سرزد ہوتی ہے۔ گو وہ بات کفری ہو کیوں نہ ہو شریفیت اس پر بھی کفر و اذوق وغیرہ کو کوئی حکم اور فتویٰ نہیں لگاتی + (عبارات اکابر ص ۲۳)

پھر آگے لکھتے ہیں کہ خطا کی صورت میں اگر کفر وغیرہ کا کوئی کلمہ زبان سے جائے تو اس پر شرعاً کوئی گرفت نہیں۔ پھر آگے اس شخص کا حال لکھتے ہیں کہ زبان سے بے اختیار یہ کلمہ غرضی کی حالت میں نکل گیا۔

کلمے پروردگار تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں + یعنی وہ بیچارہ کہنا تو چاہتا تھا کہ اے میرے رب تو میرا آقا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ مگر کہہ نہ گیا + حالانکہ یہ شخص نہ تو دیوانہ ہے اور نہ اس پر غشی طاری ہے۔ اور نظر میں مست ہے اور نہ سویا ہوا ہے بیداری کی حالت میں ہے۔ الخ جناب سرفراز صاحب۔ شریفیت میں تو ایسے مسائل میں زبان بکنے کا اس وقت موقع ہے جب کہ وہ ایک حرف ہوں۔ نہ کہ سارا دن کفر کی زبان پر جاری رکھے۔ دیکھیے وہ کہتا ہے اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا یعنی ادن مولوی اشراف علی پرورد درویش شریف ہی پڑھنا رہا۔ بتائیے جس شخص کی ہاتھ روایت بیان کی ہے اس بیچارے کی زبان سے صرف ایک ہی بار کلمہ نکلا ہے۔ یا سارا دن؟ کہ اے میرے پروردگار تو میرا بندہ اور میں تیرا رب۔ صرف ایک ہی بار غرضی کی حالت میں یہ کلمہ اس کی زبان سے نکل گیا پھر اس روایت نے آپ کو اور اشراف علی صاحب کے مرید کو کیا فائدہ پہنچایا؟ اس کی زبان پر تو کلمہ شریف جاری ہی نہیں ہوتا۔ بتائیے کہاں یہ اس نے لکھی ہے درود شریف پڑھنے سے میری زبان پر کلمہ شریف اس طرح جاری ہو گیا۔ بلکہ اس نے تو کلمہ شریف اور درود شریف اپنے پروردگار کی حالت میں ہی دفت کر دیا ہے۔

فائزین کرام۔ ذرا غور کرنا چاہیے کہ کوئی شخص اگر مولوی اشرف علی کا کلمہ پڑھ لے اور ان پر درود پڑھ لے، مگر بے اختیاری زبان کا بیان کر دے۔ سب جائز ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو زمین طلاق دے دے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا ہے۔ غلطی ہو جاتی ہے اور بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں تو ہسکوی کے بیچ سنت ہونے کی دلیل قرار دیا گیا ہے۔

ناظرین کرام۔ گنگھڑی صاحب تو پیر دمیر کی صفائی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ لیکن گنگھڑی صاحب کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ خود مولوی خلیل احمد صاحب آپ کے امیر دیوبندی عالم کیوں پریشان ہو رہے ہیں اور اس امر کو غور فرما رہے ہیں کہ عوام دیوبندیوں میں مولوی اشرف علی کی نبوت کے شکوک پیدا ہو رہے ہیں۔ اس خطرو کو دور کیا جائے جس کا تھانہ صاحب نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

اب ایک اور حوالہ فاضل دیوبند مولوی سید احمد گجر آبادی سابق پرنسپل مدبر عالیہ کلکتہ میر برہان کا نقل کرنا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ داخل دیوبند کیا فرماتے ہیں۔ اپنے معاملات میں تاویل و توسیع اور اعراض و مسامحت کرنے کی مولانا اشرف علی تھانوی) میں جو خوبی اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ میں ہر چند کلمہ تشہید صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار ہنزا یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہؐ سے نکل جاتا ہے۔ ظاہر ہے اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ شیطان کا فریب اور

منس کا دھوکا ہے۔ تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو۔ لیکن مولانا تھانوی صرف یہ فرما کر بات آئی گئی کہ دیتے ہیں۔ کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ (برہان دہلی فردی صفحہ ۱۱۸-۱۱۹)

لیجئے یہ ہیں۔ آپ کے اکابر علماء دیوبند جن کی صفائی میں عبارات اکابر نکس گئی ہے۔ جو چلا چلا کر پکار رہے ہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ شیطان کا فریب ہے نفس کا دھوکا ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو۔ جناب یہ تو آپ کے گھر کی پکار ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۱۱

ناظرین کرام۔ تقویت الایمان کی ایک اور کفریہ عبارت نقل کرنا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔
 "اللہ کی شان بہت بڑی ہے۔ کسب اولیاء و انبیاء اس کے دوہر و ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ مآذ اللہ پھر اسی صغیر پر مولوی امبلی دہلوی لکھتے ہیں۔
 "سبحان اللہ شرف الخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے برابر ہیں یہ حالت ہے۔ کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سننے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ مآذ اللہ۔ استغفر اللہ۔"

ناظرین حضرات غور فرمایا آپ نے یہ ہیں شہید بالا کوٹ جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو خدا تعالیٰ کے دوہر و ذرہ ناچیز سے بھی کم تر کاٹھنچکے ہیں۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بنا رہے ہیں۔ مآذ اللہ استغفر اللہ تبارک و تعالیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بیان فرماتا ہے۔ وَنَادَىٰ عِندَ رَبِّهِ وَجِئْنَا۔ یعنی موسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے دوہر و بڑی عزت والا ہے۔ خدا تعالیٰ کے تو نہیں اپنے دوہر و عزت والا فرمائے۔ اور یہ بد نصیب ان پاک و مستقبل کو ذرہ ناچیز سے بھی کم درجہ لکھے۔ یہ کیسی مہلکی ہے! اور سردار انبیاء حبیب کبرا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بنانا بارگاہ رسالت کی شدید ترین توہین و گستاخی ہے۔ اس بے ادبی کا میدان شتر میں تیر چلے گا۔

شتر ہائے سب ٹپ جائی اگر تے غوی
 جیکر پاک نبی فرمایا یہ نہیں امت میری

شان رسالت میں ایسے بے ادب الفاظ استعمال کرتے ہوئے مولوی امبلی دروہمیر بھی نہیں شرمائے اور نہ ہی خدا کا خوف دل میں لاتے ہیں۔ کہ نامت کے روز خدا کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے۔ اور کون سا منہ لے کر بارگاہ رسالت میں شفاعت کے لئے حاضر ہوں گے؟ اور تعجب یہ کہ ذرہ ناچیز سے کم تر کے فتوے سے تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس شخص کے نزدیک ذرہ ناچیز کا شان زیادہ ہے یا حضرت انبیاء کرام کا۔ میں تو ان کفریہ عبارتوں سے ہی مطلب نکال سکتا ہوں کہ شہید بالا کوٹ سے بڑھ کر شان نبوت کا کوئی بھی گستاخ نہیں ہو سکتا۔ اور مآذ اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھ دیا کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سننے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ مآذ اللہ کیسی بے ادبی اور گستاخی ان الفاظ میں بھری ہوئی ہے کیا کوئی مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں ایسے بے ادب لکھے کہنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ناظرین کرام ذرا انصاف سے غور فرمائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مآذ اللہ اگر بے حواس ہو جائیں اور ہوش و حواس سے باہر دھو بیٹھیں تو خدا تعالیٰ کی دہی اور اس کے احکام کو کیسے یاد رکھتے ہوں گے۔ اگر مولوی امبلی کا یہ نظریہ ان لیا جاتا تو پھر تو قرآن مجید نبی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ قبول ان کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی الہی آتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حواس مآذ اللہ قائم نہیں رہتے تھے۔ تو جب حواس ہی قائم نہیں رہتے تھے تو پھر وحی الہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیسے ہوتی ہوگی۔ مآذ اللہ استغفر اللہ آب

آپ اپنے ایمان سے بتائیں۔ کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین محبوب
 رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلے بندوں بے حواس
 کھنکھنے والا شخص مجاہد فی سبیل اللہ اور شہید بالا کوٹ ہو سکتا ہے؟ اور کیا
 تقویٰ فیہ الامان الیسی کہنا ہے جس کے پڑھنے سے لوگوں کی ہدایت ہو سکے
 خدا تعالیٰ جل شانہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے۔
 وکان قاب قوسین اوادی ثلوثی فی العبد و ما اوحی ما اذاع البصر و ما طغی
 یعنی شب معراج جب خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب سے بلا واسطہ کلام فرمایا تو
 آپ کی آنکھ بھی نہ چھپکی۔ بارگاہ الہی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و رفعت
 ہو۔ مگر دیوبندی مولوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جنگل کے مقابلہ میں
 بے حواس کہیں۔ کوئی بد نسبت اس سے بڑھ کر شان رسالت کی اور کیا چسک لگا
 جس محبوب نے لاکھوں بے حواسوں کو اپنی ایک نظر رحمت سے ظاہری و باطنی
 حواس سے مالا مال فرما کر حلال و حرام کے مفاہات سے آشنا فرمایا۔ اس محبوب
 کو بے حواس کہنا کس درجہ دیوبندی علماء کی بغاغت و دی اور خیانت کا مظاہرہ
 ہے۔ ان حضرات کی تو حید قائم نہیں رہ سکتی جب تک انبیاء علیہم السلام کے شان
 اقدس میں توہین آمیز عبارتیں نہ لکھ لیں۔ بعض حضرات ابھی تک دیوبندی و سنی
 اختلافات کو صرف چند مسائل کا ایک فروغی اختلاف سمجھتے ہوئے ہیں۔ مگر شاید
 میلاد شریف عرس فاضلہ وغیرہ اعلیٰ صحنہ کے جائز و ناجائز ہونے کے بارے
 میں ہی ایک مسئلہ کا سوال ہے۔ اور اسی پر ہی دیوبندی و سنی اختلافات کا سارا
 دار و مدار ہے۔ حالانکہ یہ سمجھنا بالکل غلط اور حقیقت سے سراسر غلطی ہے کیونکہ

دیوبندیوں کی غلط مسائل مذکورہ وغیرہ کے قائل ہونے میں یقیناً حق پر ہیں۔
 لیکن سنیوں اور دیوبندیوں میں صرف ان مسائل کا اختلاف ہی کوئی بنیادی اختلاف
 نہیں بلکہ اصل معاملہ دیوبندی کا برعکاس کی ان ناپاک تحریروں کا ہے۔ جن میں
 علامہ دیوبند نے عمداً و دکریم کی تخریب اور باقی اسلام حضرت جناب خیر مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین کی ہے اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے
 شان میں بے ادب گستاخ جبارتیں لکھی ہیں اور جمیع سلف صالحین اولیائے کرام
 بزرگان دین کو برحق اور مشرک وغیرہ کا خطاب دیا گیا ہے۔ جیسے کہ اوپر بیان
 ہو چکا ہے۔ اور ستم غریبی یہ کہ اپنے یولیوں کے متعلق نوان کا یہ اعتقاد کہ وہ
 خدا تعالیٰ سے بلا تکلف باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی حضرات کے امام ہی
 مولوی سبیل صاحب اپنے بزرگ مولوی سید احمد کے شان میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک
 دن حضرت حق جل و علا نے آپ کا دہانہ ہاتھ فاس اپنے دست قدرت میں پکڑ
 لیا۔ اور کوئی چیز اس وقت دیکھی کہ جو کہ نہایت رفیع اور باریع تھی۔ آپ کے سامنے
 کر کے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور چیزیں بھی عطا کریں گے
 پھر گئے لکھتے ہیں۔

کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر سمیت کر گیا۔ اگرچہ وہ لکھو لکھا ہی کیوں نہ ہو۔

ہم ہر ایک کو گھاتت کریں گے۔ (مراۃ مستقیم اردو معتمد اشیل دہری ص ۵۴)

یہاں تو سید صاحب مذہب میں آئے اور نہ بے حواس ہوئے مگر جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حواس بتا رہے ہیں۔ یہاں سے ایک بات معلوم
 ہوتی ہے۔ کہ شہید بالا کوٹ مولوی سبیل اپنے پیر سید احمد صاحب سے بھی

حنور علی افند علیہ وسلم کا مرتبہ کم سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ: یہ ہیں یونہی حضرات کے بڑے امام۔ شہید بالاکوٹ۔

اور سنیئے تقویۃ الامان کے صفحہ پر لکھتے ہیں۔ جیسا کہ قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار صوان معنوں کے ہر سنیہر اپنی امت کا سردار ہے۔ معاذ اللہ تقویۃ الامان کی سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ اس میں انبیاء کرام کی صفت تو ہیں کی گئی ہے۔ ان کے اختیارات کا انکار ہے۔ انبیاء کرام کو عام انسانوں کی صفوں میں گھرا کر دیا گیا ہے۔ ان کے مرتبہ و منصب کو گھٹایا گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ نبی کو گاؤں کا چودھری لکھ دیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و توقیر بڑے بھائی بنتی قرار دی ہے۔ معاذ اللہ۔

کفریہ عبارت نمبر ۱۲

امکان کذب :- دیوبندی علماء کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں۔ امکان کذب (جھوٹ) باری معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اس کے خلاف پروہ قادر ہے۔ مگر بابتیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ صاحب (فتاویٰ رشیدیہ معنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی حصادِ مسئلہ)

ناظرین کرام۔ غور فرمائیں۔ آج عصرِ مجروحہ صومال کا گزرتا ہے۔ کیا کسی بھی مسلمان نے یہ کہا تھا کہ تمدا جھوٹ بولنا تو نہیں مگر بول سکتا ہے اور پھر گنگوہی صاحب گایہ قول کر بابتیار خود اس کو نہ کرے گا۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ دیوبندی علماء کا عقیدہ ہے کہ لغو و باطل کہیں بے اعتباری میں مذاقنا ہی جھوٹ بللی سکتا ہے۔ اور پھر قدرت الہیہ کو کذب اور جھوٹ کے ناپاک الفاظ سے تعبیر کرنا دیوبندی علماء کی ہی طبیعت کا کرشمہ ہے۔

اور سنیئے مولوی نذیر احمد خان صاحب رام پوری نے سوال کیا کہ براہینِ فاطمہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے۔ اس مسئلہ کے دوسرے کتب الہیہ میں اسمنال جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے۔ یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے۔ اور اس کے احکام ہی غلط ہیں۔ اور براہینِ فاطمہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے۔

جواب :- حاجی امداد اللہ صاحب جو گنگوہی صاحب کے پیرو مشد ہیں۔

ان کے جواب کا جو ضروری حصہ ہے۔ وہ فاعلی و مفعولی سے نفی کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے جس کو براہین قاطعہ کے مصنف نے خضر رکھا ہے۔

الحاصل امکان کذب سے مراد و نول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے۔ اس کے خلاف پرنا دور ہے۔ آگے اسی صفحہ پر مختصر فرماتے ہیں۔ کہ کذب داخل قدرت باری تعالیٰ میں ملتا ہے کیوں نہ ہو وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (حصہ اول فاعلی و مفعولی ص ۱۶۸)

اب مولوی ذیل احمد صاحب کا ارشاد سنائیے کیا فرماتے ہیں۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب کوئی جدید کسی نے نہیں نکالا۔ بلکہ تو ہمیں اختلاف ہوا ہے۔ کہ خلف وعید آیا یا جائز ہے یا نہیں۔ (براہین قاطعہ مصنف ذیل احمد صاحب سہا پوری ص ۱۶۸) اب مولوی ذیل احمد صاحب فرماتے ہیں۔ کہ خلف وعید یعنی نفل و نفل جھوٹ ہی ہے حالانکہ ہر لوگ خلف وعید کے فاعلی بھی ہوں۔ وہ خلف وعید کو ہرگز جھوٹ نہیں کہتے۔ بلکہ رحمت الہیہ اور جو دو کم نہاتے ہیں۔ یعنی خلف وعید نقص نہیں۔

بلکہ جو دو کم الہی ہے۔ ویونہی حضرات کا خلف وعید کو جھوٹ بتانا یہ ان کی بد مذہبیت کا مظاہرہ اور باری تعالیٰ سے بنا و نہ کے مترادف ہے۔ ان حضرات کو یہ خیال نہ آیا کہ کیا کوئی خلف وعید کا بھی فاعلی ہوا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ قول خلف وعید بھی اس کی رحمت پر مبنی ہے اس کو جھوٹ بتانا تو تمام کافروں کے کفر سے بھی گندہ کفر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کہے جو دو کم کو جھوٹ کہنے کی جرأت کی جاوے حالانکہ فرقہ دیوبندوں کے علاوہ تمام اہل اسلام علماء صاف و خلف امکان کذب باری کی تردید فرماتے ہیں۔ اور اس کے فاعلی کو ہر مذہب نہاتے ہیں۔ ان یہ عقیدہ معتزلہ کا ہے

کہ خدا تعالیٰ کو کذب و غیرہ پر قدرت ہے۔ ہرگز نہیں۔ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ لیکن بولتا نہیں۔ کیونکہ جھوٹ بہت بری صفت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر بری بات سے۔ جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند کریم جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ وہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ خداوند کریم خلف وعید یا اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے یا جھوٹ پر قادر ہے۔ وہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بغیر یہ فرماتے ہیں پیچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ ذیل اس کی یہ ہے۔ کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات نقص ہے اور نقص کا لفظ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ پس اس دلیل سے خلف وعید اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اور اسی دلیل سے خلف وعید بھی اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اور اب آغا سیر یہ بھی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بات نہیں بدلتی اس بات سے وعدہ مراد ہے۔ اور وعید اس کو کہتے ہیں۔ جو کافروں کو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم ہے۔ اور تفسیروں میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا گمان کرے۔ بلکہ ایسا کرنا ایمان کے خلاف کر دیتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ ہر شے یا ہر چیز پر قادر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے اور جس کو نہ چاہے اس پر نہیں۔ سہرا یک چیز کا تعلق اس کی مشیت پر ہے۔ اور لفظ کمال عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہاں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کو کوئی

بدل نہیں سکتا۔ (قرآن شریف)

۱- فَلَنْ يَخْلُقَ اللَّهُ مِثْلَهُ مَزْجَةً جَبَّ تَوَاقُّرُهَا بِمَعْرُوفَاتِ مَرْكَبَاتِ (المعز)

۲- إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلُقُ الْبَشَرَ تَرَجُّمَةً بَشَرٌ شَكَّ اللَّهُ كَادَهُ نَبِيٌّ وَلَمَّا نَالَ مَرْنًا

۳- تَوَلَّى الْحَقُّ تَرْجِمَةً اس کی بات سچی ہے۔ (الانعام)

۴- وَفُتِحَتْ لَهْجَتُكَ دُبُّكَ مِثْلَ قَاوِدٍ لَمْ يَمُتْ وَلَا مِثْلَ مَرْجَةٍ تَرْجِمَةً اور پوری ہے

تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں (الانعام)

۵- وَفُتِحَ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حُذُوفًا تَرْجِمَةً اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے (النسا)

۶- وَعُدَّ اللَّهُ بِحَقِّهَا تَرْجِمَةً اللہ کا وعدہ سچا۔ (النسا)

۷- وَفُتِحَ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قَبِيضًا تَرْجِمَةً اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے (النسا)

۸- وَلَا مِثْلَ بَاطِلٍ يَكْتَسِبُ اللَّهُ تَرْجِمَةً اور اللہ کی باتیں بدلنے والا کوئی نہیں (الانعام)

۹- وَعُدَّ اللَّهُ الْمُتَّقِينَ وَالْمُتَّقِينَ وَالْمُتَّقِينَ وَالْمُتَّقِينَ تَرْجِمَةً اللہ نے منافقوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو ہم کی آگ کا وعدہ دیا

ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۱۰- وَعُدَّ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا تَرْجِمَةً اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو جنت کا وعدہ دیا

ہے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ (التوبہ)

ان آیات کے سوا بھی اکثر آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ یہاں صرف

دس آیات کریمہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ جو وعدہ یا وعید یا عہد اللہ تعالیٰ نے

اپنے حکم میں فرمایا ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کر گیا۔ اس کا حکم قائم اور

اسم ہے بالخصوص اختیار میں۔ اور جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اور جس کو

نہ چاہے۔ وہ نہیں ہوتا۔ اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے بنامات کا

کیا ہے۔ ویسا ہی پورا کرے گا اور جو وعدہ کفار

لے حق میں کیا ہے۔ اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے

وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے وعدہ خلافی اور کذب اس کی نشان

بدالی کے خلاف ہے۔ اور اس کی ذات پاک کے منافی ہے۔

تفسیر فارسی جلد دوم صفحہ ۴۹۰

ان سب نے کذب الرسل کذب کی سب پیغمبروں کی اس واسطے

کہ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو ان میں سے

ایک کی تکذیب ایک سب کی تکذیب ہوتی ہے۔ پس جب ان قوم کے لوگوں

نے انبیاء کی تکذیب کی۔ تحقیق وعید نہ تو مسلم ہو گئی اور نازل ہوئی ان پر میری

وعید یعنی جو کچھ وعدہ خدا کا ہم نے کیا تھا۔

تفسیر فارسی جلد دوم صفحہ ۴۹۱

وَقَدْ تَدْرُسُ اور بے شک میں نے پہلے بھی تھی اَلَيْسَ بِأَنْوَاعٍ

تباری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبانی۔ اور اب تم کو

کوئی جنت نہیں رہی۔ اور تمہارا کوئی عذر نہ سنا جائے گا۔ فَيَذَلُّنَّ الْعُقُورُ تَبَدُّلًا

ماتے گی بات لگتی میرے پاس یعنی ہم جو کچھ وعدہ وعید کر چکے اس میں۔

بدل تفسیر کی گئی آتش نہیں۔

تفسیر فارسی جلد اول صفحہ ۱۷۱۔ وَفُتِحَ أَصْدَقُ اور کون شخص ہے بہت سچا جن

اللہ حیثاً۔ اللہ تعالیٰ سے یعنی اس سے زیادہ کوئی پہچا نہیں بات اور وعدہ کی کسوٹی سے یعنی اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں۔ اس واسطے کہ جھوٹ نقص ہے اور حق تعالیٰ نفس سے پاک ہے۔

اب میں ایک حدیث شریف نقل کرتا ہوں جو کہ فضولہ شریفہ میں موجود ہے لیکن میں یہ حدیث پاک تفسیر الایمان کے دوسرے حصے سے نقل کرتا ہوں تاکہ کوئی دیوبندی عالم اس حدیث پر ضعیف ہونے کا فتویٰ نہ لگا سکے۔ ملاحظہ فرمائیے صرف ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ باہر آئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ہاتھوں میں دو کتا ہیں تھیں۔ سو فرمایا کہ سجدہ تم تم جانتے ہو کیا میں یہ دونوں کتا ہیں ہم نے عرض کیا کہ ہم نہیں جانتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بتلادیا اس کو جو واسطے ہاتھ میں تھی۔ کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے آئی ہے اس میں نام لکھے ہیں ہستیوں کے نام ان کے باپوں کے نام ان کے کنیوں کے۔ پھر حمد کیا ہوا ہے ان کے آخر پر سو زیادہ نہیں ہوتا ان میں اور نہ کم ہوتا ہے ان کے بھی۔ پھر فرمایا اس کو جو ہاتھ میں تھی۔ کہ یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے۔ اس میں دو چیزوں کے نام ہیں۔ اور ان کے پلوں کے اور ان کے کسوں کے اور پھر حمد کیا ہوا ہے۔ ان کے آخر پر تو بڑبڑا نہیں ان میں اور نہ ان سے کم ہوتا ہے کسی۔ پھر عرض کیا ان کے باروں نے کہ تو کس واسطے سے عمل یا رسول اللہ اگر ایسی بات ہے کہ اس سے فراغت ہو چکی تو فرمایا کہ میری راہ چلو اور بندگی کرو اس واسطے کہ ہستی کے لئے خاتمہ کیا جاتا ہے ہستیوں کے

پر اگر چہ وہ کچھ کام کرے۔ اور دوزخی کے واسطے خاتمہ ہوتا ہے و دوزخوں کا ہم پر اگر چہ وہ کچھ کام کرے اور پھر اشارہ کیا سفیر خلاصی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی طرف اور بیک دیا ان کتا ہوں کو اپنے پیچھے پھر فرمایا نا ہو کیا تمہارا رب بندوں سے ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں لے گا یعنی جب حضرت نے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دوزخیوں اور ہستیوں کے ہم مدد و لڑت ذات بھانت کے نشان حکمت الگ الگ لکھ دیئے ہیں۔ پھر ماموں کے آخر میں میزوں کے درجہ کر دیا ہے۔ کہ اس میں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے آگے ہی سے ہر ایک شخص کے حق میں ہستی ہونا یا دوزخی ہونا ٹھہرا دیا ہے۔ یہ بات سن کر یاروں نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے کہ دوزخ یا جنت آگے ہی سے ہر ایک کے واسطے ٹھہر گئی ہے اب اس میں کمی بیشی میں ہوتی۔ تو یہ بیک عمل کرنا اور محنت اٹھانا کیا ضرور جس کی قسمت میں دکھایا ہے وہی آخر کو ہو کر رہے گا۔ اس کے جواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی قسمت میں جنت ہے اس کے مرنے کے قریب ہستیوں کے سے کام ہونے لگتے ہیں۔ اور اس کا خاتمہ خیر ہوتا ہے۔ اگر چہ جیلے برے کام کرنا ہو۔ اور جس کی قسمت میں دوزخ دکھایا ہے۔ اس سے مرنے کے قریب برے کام ہونے لگتے ہیں۔ اور اس کا خاتمہ بھی بد ہوتا ہے اگر چہ وہ پہلے نیک کام کرتا رہا ہو۔ سو تم نیک کام کئے جاؤ اور اپنی طرف سے بکلام کا ارادہ نہ کرو۔ پھر آگے قسمت ہے۔ اور اللہ کہ جو کرنا چاہے کہ ایک گروہ کے واسطے جنت اور ایک فریق کے لئے دوزخ سودہ کرنا چاہے۔

اس حدیث شریف سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل روز سے ہی یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں۔ قوم قدرت نے سب کچھ دکھ دیا اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ یعنی مومنوں کے لئے جنت اور کافروں کے لئے دوزخ۔ پھر یہ سوال ہی کب پیدا ہو سکتا ہے کہ فرد دوزخوں۔ امان وغیرہ کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دے۔ کیونکہ جو کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کرنا تھا۔ کر چکا۔ نہ معلوم دیوبندی علماء کو کافروں سے کیوں محبت سے ملنا کہ قرآن کریم میں بار بار اس بات کا اعلان کیا گیا کہ کافروں سے دوستی مست کر



دیوبندی اکابر علماء پر مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی کا فتویٰ کفر

ناظم اعلیٰ تعلیمات دیوبند مناظر فرقہ دیوبندیہ مولوی مرتضیٰ حسن

چاندپوری دیوبندی کا واضح فتویٰ اور فیصلہ کن بیان

اگر خان صاحب (حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی) کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء کے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے۔ اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرآتوں کو کافر نہ کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرآتوں کو کافر نہ کہیں۔ پتا ہے وہ لاہوری ہوں۔ یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے۔ وہ خود کافر ہے۔ (اللہ العذاب معنفہ مردی

مرکز خط حسن چاندپوری دیوبندی ص ۱۳۷)

کیوں جناب گھڑی صاحب دیکھ لیا آپ نے اپنے اکابر کا فتویٰ۔ اب تو شاید اعلیٰ حضرت مناظر بریلوی احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ بھی چھوڑ دو گے۔ اب تو آپ کے مرکز دیوبندی سے دیوبندی علماء پر کفر و
فتویٰ صادر ہو چکا ہے اور علامہ حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان
صاحب کے فتویٰ کی تائید ناظم فیلمات دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن نے ہی کر
دی ہے۔ اور تائید بھی ہو گئی۔ کہ جو شان رسالت میں ہے اب گستاخ عبارتیں
لکھتے والوں کو کم کا فرق نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائیگا۔ اسی ڈر سے علماء اہل
سنت بھی ان کو کافر کہتے ہیں کہ کہیں بقول مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی
وہ خود بھی کافر نہ ہو جائیں۔

ناظرین کرام غور فرمائیں اور خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ مولوی مرتضیٰ حسن کے
ایسے فیصلے کے بعد علماء اہل سنت کا تصور ہی کیا رہ جاتا ہے؟
حظر اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چار گوشے

آب تو ان کو چاہیئے کہ علما شے اہل سنت کے خلاف نہ ہر انگلیستے رہنے
کا وسیعہ بالائے طاق رکھ دیں اور اپنے گھر کی خبر لیں۔

حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب ضل بریلوی پر عظیم افتراء

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ مصنف عبارات اکابر فرما رہے ہیں۔ یعنی ارباب
امیرت کا یہ خیال ہے کہ ان صاحب انگریز کے ایجنٹ تھے اور ان کا یہ خیال تھا کہ
مسلم سلوٹ ہوتا ہے کیونکہ دوست اپنے پھل سے پہچانے جاتا ہے۔ (عبارات اکابر ص ۷۷)
کیوں جناب دیکھا آپ نے یہ ہیں مولوی ابو الزہد محمد سر فرخان صاحب گنگوڑی
دیوبندی۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت۔ امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان
صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء تو بہت بڑا کیا۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت پیش نہ
کر سکے۔ نہ کوئی حوالہ کسی کتاب سے دے سکے۔ یہ تو مفید جھوٹ ہے جس کا کہیں بھی
سوت کوئی دیوبندی دلم پیش نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے دیوبندی علماء کا انگریزوں
ایجنٹ ہونا و زور و شن کی طرح ثابت ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ دیوبندی کا یہ
علماء انگریز کا ایجنٹ ہونا دیوبندی۔ دہائی علماء کے قلم سے ثابت کرتا ہوں۔ لیجئے
حافظ فرمائیے۔ حوالہ انگریز احیاء دہلوی لکھتا ہے۔

حکومت میں جب مولانا اعلیٰ صاحب نے جہاد کا وعظ فرمایا شروع کیا ہے
اور سکھوں کے خلاف کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ
انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا۔ ان پر
جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے۔ ایک تو ان کی رعیت ہیں۔ دوسرے یہ کہ
نہ ہی ارکان کے آکر رہے ہیں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں
ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے۔ بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو

مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے ٹریں۔ اور اپنی گورنمنٹ پر آجیج نہ آنے دیں۔

(حیات طیبہ مسند مزاجیت دہلی دہلی)۔
حوالہ نمبر ۲۰۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اور لکھا ہے کہ "مولوی اسماعیل صاحب نے یہ اعلان دے دیا تھا۔ سرکار انگریزی پر نہ جہاد مذمتی طور پر واجب ہے نہ عین اس سے کچھ مخالفت ہے۔ حیات طیبہ حوالہ نمبر ۲۱۔ اب آپ اپنے قلب الارشاد و شہادہ صاحب گنگوہی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں۔

"کہ میں جب حقیقت میں سرکارِ برطانیہ کا فرمانبردار رہا ہوں تو چھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکار نہ ہوگا۔ اور اگر مارا بھی گیا۔ تو سرکارِ مالک ہے۔ اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔" (ذکرۃ الرشید معنف عاشق الہی میر تقی ذہبی)۔
حوالہ نمبر ۲۲۔ اسی کتاب سے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں خود فرمائیے۔

"دیوبندی اکابرین کا انگریزوں کے ساتھ کیا گہرا تعلق تھا..... جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے پکینی کے امن و عافیت کا زمانہ فتنہ کی نظر سے نہ دیکھا۔ اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔" ذکرۃ الرشید ص ۲۵

حوالہ نمبر ۲۳۔ اب حیات طیبہ سے ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے۔

"سیّد صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے۔ تو سیّد صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورے سے شیخ غلام علی بیس الراہو کی مورت لکھنؤ لکھنؤ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ مسکھوں پر جہاد

کرنے کی تیاری کرتے کو ہیں۔ سرکار کو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے بلکہ حقیقت گورنر صاحب نے منافک لکھنویاں ہماری حملہ آوری میں اور امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ مرکز کو نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے ملے ہیں۔ (حیات طیبہ ص ۲۷) ناظرین کرام انصاف کیجئے۔ اس مقام پر یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اسماعیلی و قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی تقاضے کی بنیاد پر نہ تھا۔ بلکہ انگریز بہادر و ایثار و ارشاد سے اور ان کی اجازت پر موقوف تھا۔ اللہ اعلم اب میں دریافت کرتا ہوں کہ عہد نبوت و عہد صدیقی و عہد فاروقی میں بھی متعدد جہاد ہوئے تھے۔ جس وہ جہاد دنیا کی کس حکومت کے اشارے پر ہوئے تھے؟ اور یہ بات بھی ثابت کرنی ہے کہ مسلمانوں کا جہاد اسلامی تقاضے کی بنیاد پر مبنی ہے۔ یا انگریز کی اجازت پر؟ ناظرین کرام! اب آپ صنفِ عبارت اکابر سے دریافت کریں کہ اعلیٰ حضرت نے انصاف ریحانہ علیہ السلام کے ایٹھ تھے؟ یا آپ کے دیوبندی علماء تھے؟ اور یہ سب دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت کر رہا ہوں۔

سیّد احمد صاحب کا مولوی اسماعیل کی ملاقات سے پہلے ہی انگریزوں سے اعلق تھا۔ حوالہ نمبر ۲۴۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مسئلہ حد تک سیّد احمد صاحب امیر خان کی ملازمت میں رہے مگر ایک دن کا کام آپ نے یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خان کی صلح کروادی اور آپ ہی کے ہاتھوں شہر میں آواز دیئے گئے۔ اور جس پر آج تک امیر خان کی اولاد حکمرانی کرتی دیکھنے لگے پاتے تھے۔

لارڈ وینسٹن چرچیل صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا۔
دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اور اس میں تین آدمیوں کا
باہم مناہرہ ہوا۔ امیر نوان، لارڈ وینسٹن اور سیاح صاحب۔ سیاح صاحب
نے امیر نوان کو کڑی شکل سے شیشہ میں آئنا لٹایا۔ آپ نے اسے یقین دلایا
دیا تھا کہ انگریزوں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا بہتر نا اگر تم اسے لئے بلا نہیں ہے
تو تمہاری اولاد کے لئے ستم خاں کا اثر رکھتا ہے؟ (حیات طیبہ مصنف
مذاہرت دہلی ص ۶۷)

اب اسی کتاب کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔
حوالہ نمبر ۱: "گورنمنٹ برطانیہ خود جانتی ہے کہ اس کی سلطنت کی گھنٹوں
کو فرزند ہندوستان نے کس قدر تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس کے کیسے فرمانبردار
میلے اس گروہ کے لوگ ہیں؟" (حیات طیبہ ص ۷۸)

یہی ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔
حوالہ نمبر ۲: "ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے فریق
ہانی مولانا قاسم العلوم اور طیب روحانی اعلیٰ حضرت عالمی صاحب و نیز حاکم
شامس کے ہمراہ تھے کہ ہندو قیدیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ غیر دائرہ و طبرجتھا
اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا
تھا۔ اس لئے نکل پھاڑ کی طرح پرا جا کر ڈٹ گیا، اور سرکار پر جانثاری کے
لئے طیار ہو گیا۔ اللہ نے شہادت و جوانمردی کو جس ہولناک منظر سے شیر
کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا نہرہ آب ہر جانے۔ وہاں چند فقیر ہاتھوں

میں تلواریں لئے جرم غیر ہندو قیدیوں کے سامنے ایسے جیسے گویا زمین
سے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔ چنانچہ آپ پرفرنی ہوئیں۔ اور حضرت
حافظ شامس صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیناف گوئی لگا کر شہید بھی ہوئے۔
قدیر کرام، یہ تمام حوالے دلوہندی و ہانی حضرات کی کتابوں سے
میں دین نقل کر رہا ہوں گوئی کی کمی بیشی نہیں کر رہا۔ اب آپ انصاف سے فیصلہ کیجئے
کہ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے کینٹ
تھے یا اکابر ملکہ دلوہند؟ اور یہ قول بھی مردود ہو کر رہ گیا۔ جو مندر صاحب نے
جہازات اکابر کے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے۔ کہ عالم برطانیہ کے خلاف عملی جہاد میں بھی
مفرت "انور علی علیہ الرحمۃ نے بھر پور حصہ لیا۔ اور جہاد شامی وغیرہ میں شرکت اور
جرات و بہادری سے مقابلہ ایک واضح تاریخی حقیقت ہے۔ اب سلاطین العدرین
سے چند حوالے پیش کرتا ہوں۔ مولوی شہید احمد صاحب عثمانی کی زبانی سنائیے۔
دلوہندی حضرت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو
گورنمنٹ برطانیہ سے ۴۰۰/- روپیہ ہوا رنخواہ ملتی تھی۔
حوالہ نمبر ۳: "ملاحظہ فرمائیے۔

"جب مولوی حسین احمد صدر جمعیۃ العلماء ہند مفتی کفایت اللہ صاحب
وغیرہ چند حضرات علامہ شہید احمد عثمانی سے گفتگو کرنے کیلئے ان کے پاس گئے
تو آپ نے دوران گفتگو فرمایا۔ دیکھیے! حضرت مولانا اشرف علی صاحب
تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے
متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنایا۔ کہ ان کو کچھ سورد و پیہ ہوا اور

حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ (علامۃ الصدیقین شیر احمد عثمانی مدظلہ)
انگریزوں کے ایجنٹ مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت کو بھی
انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا۔
حوالہ نمبر ۱۰ :- ملاحظہ ہو۔

اسی ضمن میں مولانا حفیظ الرحمن نے فرمایا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی انہوں نے حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد
صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر مذکور گیا۔ (علامۃ الصدیقین مدظلہ)
کلکتہ میں جمعۃ العلماء کے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایثار
سے قائم ہوئی تھی۔

حوالہ نمبر ۱۱ :- اسی ملاقات میں ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔
مولانا حفیظ الرحمن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعۃ العلماء کے
اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایثار سے قائم ہوئی ہے (علامۃ الصدیقین مدظلہ)
اور مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جمعۃ العلماء کے مندر کے اقتدار
کو توڑنے کے لئے ایک عمار کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ انگلو کے لبرل
ٹے ہذا کہ گورنمنٹ ان کو کافی امداد اس مقصد کے لئے دے گی چنانچہ ایک
بیش رقم اس کے لئے منظور کر لی گئی۔ اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد
سبباً ہی صاحب کے حوالہ بھی کر دی گئی۔ اس زمرہ سے کلکتہ میں کام
شروع کیا گیا۔ مولانا حفیظ الرحمن صاحب نے کہا کہ یہ اہم مقصد تقابلی رویہ سے

ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمنا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں (علامۃ الصدیقین مدظلہ)

کانگریس کا قیام بھی ایک انگریز وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا۔
حوالہ نمبر ۱۲ :- عثمانی صاحب نے فرمایا۔

”تو میں آپ سے پوچھتا چاہتا ہوں کہ کانگریس کی ابتدا کس نے
کی تھی اور کس طرح ہوئی تھی؟ آپ کو معلوم ہے کہ انہوں نے اس کا قیام ایک
وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا۔ اور برسوں وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے
راگ لاتی رہی ہے۔ (علامۃ الصدیقین مدظلہ)
مولوی حسین احمد دیوبندی و مولوی کفایت اللہ صاحب اینڈ پارٹی
سب ہندوؤں کے نتخواہ دار ایجنٹ تھے۔

حوالہ نمبر ۱۳ :- ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ عثمانی نے مزید فرمایا۔
”آپ حضرات کے متعلق بھی عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ
ہندوؤں سے روپیہ لے کر کھا رہے ہیں۔ (علامۃ الصدیقین مدظلہ)
ناظرین کرام - یہ ۱۳ حوالے میں نے دیوبندی و بانی حضرات کی کتابوں
سے نقل کئے ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ اور یہ سب کتابیں میرے پاس موجود
ہیں جس کا دل چاہے میرے پاس آکر خود پڑھ لے۔ اور فیصلہ کرے کہ کون
سے پر ہے اور کون باطل پرست ہے۔ آپ دیوبندی علماء کے ٹم سے ثابت
کیا کہ یہ سب دیوبندی اکابر ملکر انگریز کے نتخواہ دار ایجنٹ تھے جب ہی
شیر احمد عثمانی کو کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور شیر احمد صاحب عثمانی کی کتابانی
میں ثابت ہو گیا کہ یہ سب دیوبندی کانگریس کے علماء بھی ہندوؤں کے نتخواہ دار
ایجنٹ تھے جب ہی تو پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور دینے سے بچ

مگر تاکام رہے اور ذلیل ہوئے۔
دیونندی علماء کا علامہ شیر احمد صاحب عثمانی پر انجیل کا فتویٰ

یہ بھی عثمانی صاحب کی زبانی سنئے عثمانی صاحب نے فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گزری گائیاں اور فتنہ اشتہارات اور کلاموں سمیت متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو انجیل تک کہا گیا، اور ہمارا جائزہ نکالا گیا۔ آپ حضرت نے اس کا بھی کوئی تذکرہ کیا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین، متعلم اور مفتی سمیت (بانتشار ایک دو کمرے) بالواسطہ بلا واسطہ محمد سے نسبت نمونہ رکھتے ہیں۔ دارالعلوم کے طلباء نے میرے قتل تک کے علف اٹھا لئے۔ اور وہ فتنہ اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری مالی بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے لوگ ان کیبنہ حرکات پر غور نہیں کرتے تھے (معاذ اللہ العزیز)

دیونندی حضرات کے پیر سید احمد مولوی اسماعیل صاحب
یہ پہلا جہاد مسلمانوں پر کیا تھا

حضرت مولوی رشید احمد گیلوی نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ حافظ جانی ساکن انیسویں نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم فاضلین ہمدان تھے۔ بہت سی کتابیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے لکھیں۔ مولوی عبدالحی صاحب گھنوی اور مولوی اسماعیل صاحب گیلوی

اور محمد حسین صاحب داسپوری بھی ہمدان تھے۔ اور یہ سب حضرات سید صاحب کے جہاد جہاد میں شریک تھے۔ سید صاحب نے پہلا جہاد محمدی یا محمدی ملک یا خلیفہ سے کیا تھا۔ (مذکورہ الرشید ص ۲۰۰ و ۲۰۱)

ناظرین حضرات۔ آپ کو یہاں تک کہ پہلی جہاد سکھوں کے ساتھ تھا یا ملک یا خلیفہ فی ہمدان کے ساتھ تھا۔ اور یہ بھی انصاف کی عینک لگا کر بتائیں کہ یہ محمدیوں کی کسی مسلمان کا نام ہے یا کسی سکھ کا فرکا؟ اور یہ حوالہ واضح تلاش ملے گا یہ بھی لکھا ہوا ہے۔

ایک انگریز سید صاحب اور محمد ہدین کیلئے کھانا لے کر آیا
لیجئے ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چڑھ لکھنؤ میں لکھنا رکے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوٹی ہاتھیں لے کر کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہ کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم کو یہاں کھڑ کر دیا تھا کہ آپ کی اطلاع کریں آج انہوں نے اطلاع دی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ تباہی کے مکان کے سامنے پہنچیں۔ یہ اطلاع پاکر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے بڑوں میں منتقل کر لیا جائے۔ کھانے کے قافلے میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور انگریز دو تین گھنٹے ٹھہر کر چلا گیا۔ (سیرت سید احمد رضا اول مرتبہ مولوی ابوالحسن ندوی مدظلہ العالی دیوبند)

زور دے رہے ہیں۔ نہیں ہونا چاہیے۔ آخر ان باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ
 بجا کر کہتے تھے اور ان کو کچھ جارہ نہ تھا۔ ایک ایک چھوٹے چھوٹے ضلع تعصب
 گاؤں میں ایک ایک عمال سید صاحب کی طرف سے مقرر ہوا تھا۔ وہ بے چارہ
 جہانماری کیا خاک کر سکتا۔ اسے سید سے شریعت کی آڑ میں سننے سے احکام
 بے چارے کے عجب کساؤں پر جاری کرنا تھا۔ اور وہ آف ذکر کرتے تھے۔ کھانا
 پینا۔ بیٹھنا۔ اٹھنا شادی بیاہ کرنا سب ان پر حرام ہو گیا تھا۔ نہ کوئی منتظم تھا
 نہ کوئی داورس تھا۔ معمولی باتوں پر کفر کا فتویٰ ہو جاتا کچھ بات نہ تھا۔ کاش مولانا
 شہید پشاور کے عامل ہوتے تو پشاور یوں پر بی نظم نہ ہوتا۔ ذرا کسی کی لپیں ٹری
 ہوئی دیکھیں۔ اس کے لب کتر وا دیئے۔ جنہوں سے نیچے تہ بند دیکھی۔ تختہ اڑا
 دیا۔ تمام ملک پشاور پر آفت بھاری تھی۔ انتظام سلطنت ان مسجد کے ملاؤں کے
 ہاتھ میں تھا جن کا جلس سوائے مسجد کے دوسرے جگہ نہ رہا تھا۔ اور اب
 ان کو منتظم اور سلطنت بنا دیا گیا تھا۔ اور پھر غضب یہ تھا کہ ان پر کوئی ماکم مقرر نہ
 تھا کہ ایک ان کی لپیل اعلیٰ حکام کے آگے پیش کرے۔ ان ہی بے دماغوں کے
 فیصلے ناطق سمجھے جاتے تھے اور تسلیم کر لیا جاتا تھا کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے
 اس میں کوئی بات بھی ناقابل مزین اور مستحکم نہیں کیسا ہی پیچیدہ مقدمہ ہوتا تھا اسکی
 گھڑی بھر بھی تحقیق نہ کی جاتی تھی۔ اس پر غور کیا جاتا تھا۔ جس مقالہ ہی کے سامنے
 گیا اور انہوں نے پھٹ سے مضبوط دے دیا۔ کوئی جھک جھک کرے۔ اور کون
 تحقیق کی تکلیف برداشت کرے سید صاحب کی خدمت میں شکایتوں کی
 عرضیاں گزر رہی تھیں۔ مگر کچھ بھی پریشش نہ ہوتی تھی۔ آپ کو یقین تھا۔

اہیت کے ارکان کی پابندی کرنے کے چونکہ یہ لوگ عادی نہیں ہیں۔ اور اب
 میں پابندی کرنی پڑتی ہے اس لئے یہ ہمارے آدمیوں سے ناراض ہوتے
 ہیں مولانا شہید خاموشی سے اس بے انتظامی کو دیکھ رہے تھے۔ اور کہتے
 ہیں تھے کہ دیکھئے اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

غرض ایک عام ناراضی ان سے منتظم کی طرف سے تمام ملک پشاور میں پھیل
 رہا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ باہم ان کے قتل کی سازشیں ہونے لگیں۔ تاہم ابھی
 بہت کچھ رعب کی دھاک بندھی ہوئی تھی اور رکیوں پر سکہ جھا ہوا تھا۔ وہ ابھی
 ان خون خوار سازشوں میں حرم منتظموں کے خلاف کی جاتی تھیں شریک نہ تھے۔ مگر
 ان کے پیور بھی برتنے لگے تھے۔ پھر بھی ان میں سنجیدہ سکوت حکمرانی کر رہا تھا۔
 آتش فشاں فتویٰ اور خطرناک انجام

بقیہ سستی سے ایک نیا گل کھلا۔ گل کیا کھلا گویا غائبوں یا مجاہدوں کی زندگی کے
 زکوٰۃ اس نے پروا نہ کر دیا۔ یا ہم یہاں کے کل عمال نے جن کی تعداد ہزاروں
 سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ ایک فتویٰ مرتب کیا اور اسے پرستیدہ مولوی سکین
 خدمت میں بھیج دیا۔ فتویٰ کے مضمون یہ تھا کہ یہ وہ کالح ثانی فی فرض ہے!۔
 میں۔ مولانا شہید کیا واقعہ تھے کہ ملک پشاور میں یہ آگ پھیل رہی ہے۔ اور
 وقفہ اس فتویٰ کی اشاعت سخت غضبناک ہو گئی۔ آپ نے سادہ طور پر اس
 اپنی مہر کر دی۔ اور سید صاحب کی بھی اس پر مہر ہو گئی۔

ناظرین کرام۔ اب ذرا سید صاحب کی مہر کا نقطہ اور شہید بالا کرٹ کی مہر کا
 ذکر بھی ملاحظہ فرمائیے اور پھر انصاف سے بتائیے کہ کیا یہ دونوں حضرات

اُٹھتی تھے؟ یا مقام نبوت کے متلاشی تھے۔

صاحب کی مہر کا نقشہ مولوی اسماعیل صاحب کی مہر کا نقشہ
سید اسمہ احمد واذکر فی الکتاب الاستیعاب
حوالہ ملاحظہ ہو۔

"میر صاحب نے نئے طور سے اپنی مہر کندہ کرائی جس پر مذکورہ بالا
اسم شریف لکھا ہوا تھا۔ مولانا شہید نے بھی ایک مہر کندہ کرائی۔ اس پر یہی
کریہ لکھی ہوئی تھی۔" (حیات طیبہ مزاجرت دہری دار دیوبندی ص ۲۰)

دیکھ لیا ناظرین کرام نے مہروں کا نقشہ۔ گو یا پروردگار میر دونوں نے
بنیاد حضرت احمد مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق دو
آیتوں کو مزار نظام احمد قادیانی کی طرح اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ اسی بے ادبی کی
وجہ سے سید صاحب و اسماعیل کی حکومت تباہ و برباد ہوئی۔ پہلے سے ہی یہ لوگ
شان رسالت میں بے ادبی اور گستاخی کی عہدیں کتابوں میں لکھ چکے تھے۔ اب
ہزاروں مسلمانوں کا خون اپنے ذمہ لے کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جیسے آگے
چل کر بیان کیا جائے گا۔ اور جو حوالے پیش کئے جائیں گے۔ وہ بانی دیوبندی
حضرت کی کتابوں سے نقل کئے جائیں گے تاکہ ان کے گھر کی بات ان کے گھر میں
ہی سہہ اور اہل سنت و جماعت کے عمار کے خلاف بیعت و شرک کے فتوے
لگانے والے اپنے گھر کی تلافی لینے میں مصروف رہیں۔

پشاور شہر کے قاضی صاحب کا حکم اور فتنہ کا انجام ہزاروں مسلمانوں کا قتل

اور پھر وہ فتویٰ قاضی شہر پشاور سید مظہر علی صاحب غازی کو بھیج دیا گیا۔ انہوں
نے اس فتویٰ کی اشاعت پر بے قناعت نہ کی۔ بلکہ یہ اعلان دے دیا۔ کہ میں
ان کے عرصہ میں ملک پشاور میں جتنی رائدیں ہیں۔ سب کے نکاح ہو جانے
مشروط ہیں۔ ورنہ اگر کسی گھر میں بے نکاح رائد رہ گئی۔ تو اس گھر کو آگ لگا
دی جائیگی۔ اس اعلان کا شروع ہوا تھا۔ تمام ملک مجاہدین کے خلاف مشعل شہر
برست ہو گیا۔ بہت دھوم دھام سے سازشیں ہونے لگیں اور ایک عام کھرام
ملک پشاور میں مچ گیا۔ بڑے بڑے خواتین جو اپنی رائدوں کیوں کا نکاح کرنا۔۔۔
صفت عیب خیال کرتے تھے بڑے افرختہ ہوئے اور انہوں نے باہم پریشور
کیا کہ میں دن کی مدت میں ان سب کو زندہ کر ڈالوں۔ مجاہدین سے بھی آخر وقت
ہیں جس کے جب سب سامان ہو چکا تھا۔ ان کے ہوسر ہجانے۔ اور وہ خائف ہو کر
سید صاحب کو کھٹنے لگے۔ کہ میان یہ کیفیت نظر کوئی سہے۔ سید صاحب کچھ ایسے
بے پرواہ ہو گئے تھے کہ انہوں نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔ نہ محجروں کی خبروں پر
کچھ توجہ کی۔ جو دم بدم یہ پرچہ گزارا کھٹے تھے کہ آپ جلد فرج سے کرا سٹرن
روائز ہوں۔ ورنہ خاتم ہی ہوا چاہتا ہے۔ سید صاحب نے مطابق توجہ نہیں کی
آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کم اعلیٰ مولوی سید مظہر علی صاحب جو اس آتش فشاں فتویٰ کے
بانی مبنی اور اشاعت دہندہ تھے اور جنہیں سید صاحب نے بڑے اعتبار اور

فہرود سے مقرر کیا تھا۔ سلطان محمد حاکم پشاور کے دربار میں ملائے گئے اور فوراً ان کا سر قلم کیا گیا، اور عام حکم دیدیا گیا کہ ایک ایک جماد کو قتل کیا جائے۔ ساری رات میں کل جمادوں کی چوبیس سو مختلف حصص میں متعین تھے۔ گزشتہ دنوں دی گئیں اور نہایت بے کسی کی حالت میں ان میں سے اکثر سرکوں پر بجر دوں کی طرح ٹاکے ذبح کئے گئے۔ (جیات پتہ ص ۳۲۷)

یہ عمومی خبر وحشت ناک آگ کی طرح پنجاب میں سید صاحب کے گوش حقیقت نبوت میں بھی پہنچی۔ آپ نے یہ خبر گوش گزار فرما کے خون کے آنسو روئے اور الیہ صبر ہوا کہ کل ادا دے پست ہو گئے اور ایسی یلوی جھائی کہ انتقام کی بھی ہمت نہ رہی۔ پیارے شہید کا دل سب سے زیادہ ٹوٹ گیا تھا اور وہ سخت حرمان کی بھری ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگے اب کیا تھا۔ کروٹ پٹی تھی اور پیر دوں کے نیچے سے زمین مٹ چکی تھی۔ ظاہر تھا کہ کئی برس خون پسینہ ایک کر کے پنجاب کے بڑے حصہ پر سکھایا تھا اور وہ آٹا ٹائیوں خیر باد ہو گیا۔ کثیر القتل و مجاہدین کا مارا جانا بھی تہ ناک تھا۔ اور پشاور کا ملک چھین جانا تو سب سے ہی زیادہ غمی اثر پیدا کرنے والا تھا۔ ان تمام ناگفتہ بہ غمناک صورتوں نے مولانا کو بٹھا دیا۔ اور پھر اس شیر میں بھی یہ اولو عمری نہ رہی کہ وہ اپنے دو متوں کا عرض لیتا۔ اب اس نے اپنی شکستہ دلی اور سخت یلوی کی حالت میں اپنے آپ کو بالکل اپنے مختصر ہر کے حوالہ کر دیا۔ کہ جو کچھ یہ چاہے جو کچھ یہ کرے۔ اس کا ساتھ دو۔ خود کوئی بات سوچنا اور مشورہ دینے کا کام نہیں ہے۔ سید صاحب مولانا

شہید سے بھی زیادہ شکستہ خاطر تھے۔ آپ نے یہی بہتر جانا کہ اس ملک پنجاب کو چھوڑ دینا چاہیے۔ ہر چند لوگوں نے سمجھایا۔ مگر آپ نے نہ مانا۔ اور کہا۔ جہاں میرا خدا پایا ہے گا لے جائے گا۔ میں چلا جاؤں گا۔ (جیات پتہ ص ۳۲۷)

ناتواں کلام! دیکھا آپ نے شہید بالا کوٹ کی حکومت کا نقشہ ایک ہی قریبی ایسا جاری کیا جس سے ایک ہی رات میں ہزاروں مجاہدین کو قتل کر دیا۔ اور وہ بھی مسلمان بچاؤں کے ہاتھ سے۔ اللہ اکبر! یہ کونسی شریعت کے مطابق فتویٰ تھا جس پر شہید بالا کوٹ نے مہر کر دی اور سید صاحب سے بھی مہر کر دیا۔ اور ہزاروں آدمیوں کا خون اپنے ذمہ لیا۔ اللہ اکبر یہ کونسی شریعت تھی جس کی رو سے یہ حکم جاری کیا گیا۔ کہ نبین دن کے اندر سارے ملک پشاور میں جس قدر یہودیہ عورتیں ہیں سب کے نکاح ہو جانے ضروری ہیں۔ ورنہ میں گھر میں کوئی یہود عورت بغیر نکاح کے رہے گی۔ اس گھر کو آگ لگا دی جائے گی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور معصفت کتاب بھی شہید بالا کوٹ کے عاشق زاد ہیں۔ جابجا آپ کو پیارے شہید کا لقب دے رہے ہیں۔

یورپین مؤرخ کا بیان

اب اسی کتاب سے ایک انگریز مؤرخ کا حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے ایک یورپین مؤرخ اس افسوس ناک واقعہ کی نسبت یہ تحریر کرتا ہے۔ بتایا صاحب نے یہ ضرورت سمجھی کہ وہ اپنے ہندوستانی پیروں کو اپنے فضل و کرم

سے نہال کر دیں۔ جن کا ان پر کامل بھروسہ تھا۔ پہلے آپ نے اپنے کو سرحدی لوگوں سے (دہلی) عشرت میں محدود کیا۔ اس امر کو انہوں نے خفیہ انداز سے برداشت کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم سے وہ اپنی نیک کام میں خراب کرنے کے لئے بی جاتی ہے۔ مگر جب سید صاحب کے پیروان وہ بچی سے گزر کر زیادہ لینے لگے۔ تو سرحدی لوگ سخت برسم ہوئے۔ اور جس کا نتیجہ سید صاحب کے لئے بہتر نہیں ہوا، سید صاحب کا مزاج صلح کل حاکمۃ امترازی عشرت اپنے میں بہت کم رکھتا تھا۔ بلا اس میں سخت تعصب اور فتنہ انگیزی (استغفر اللہ) آمیز ہو رہی تھی۔ جس نے اس حیرت انگیز اثر کو جو سرحدی لوگوں پر ہوا تھا۔ آٹاٹا میں ملبا میٹ کر دیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ کہ میری قوت زوال پذیر ہو رہی ہے۔ آپ نے اور بھی زیادہ سرحدی لوگوں پر سختی کی۔ اور ان کے ساتھ سخت انسانیت سوز برتاؤ کیا۔ جس نے سرحدیوں کی اس بے نظیر محبت کی دشمنی و ناک و لڑکی کو جو مرجع کیا۔ جس نے ان پر غلبہ کا عجیب انشوں پھر نکلتا تھا۔ آپ نے پہاڑی آدمیوں کی شادی بیاہ کی رسوم میں دست اندازی کی جو اپنی روایاں بڑے بڑے امیروں کو پیچھے کے لالچ میں بیاہ دیتے تھے۔ یا یہ کہو کہ ان کے ہاتھ فروخت کر ڈالتے تھے اور چونکہ آپ کے ساتھی غریب لوگ تھے۔ اور بلا انہیں جو روک کی بھی خواہش تھی۔ تو اپنے ایک فرمان جاری کیا کہ حقنی کنواری روکیاں ہیں۔ وہ سب ہمارے لیفٹیننٹ کی خدمت میں جمائیں کیلئے سامان کی جائیں گی۔ اگر ان کی شادی بارہ دن میں نہ کر دی گئی تو ہم کی قوم اس اعلان سے بھڑک اٹھی اور اس نے ہندوستانی آدمیوں کو قتل کر ڈالا سید صاحب بڑی دقت سے جان بچا کر بھاگے۔ (حیات طیبہ ۲۸۵-۲۸۷)

سید صاحب جہاد سے قرار ہو گئے

ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے بخار تھا۔ اسی حالت میں میں نے تین شخصوں سے مل کر دھجیا جن میں ایک سید صاحب تھے۔ میں نے غل چھاپا کہ حضرت ہم کو کہاں پھرنے گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہو گئے؟ سب لوگ آپ کے براہ میں میرے غل چھانے پر حضرت سید صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا۔ وہ اب زندہ اور چلے گئے۔ میں بوجہ سخت بیماری کے اٹھ نہ سکا۔ غل چھاپا کیا۔ سرے شخص نے بیان کیا کہ ہم انہی دنوں سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تھائی رہے تھے۔ دفعۃً کچھ فاصلے پر گزرا ہٹ سنا۔ میں وہاں گیا۔ تو دیکھوں کہ سید صاحب اور ان کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام و مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت کہوں غائب ہو گئے۔ سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں جو یہ دیکھ کر ہم نے فواش شخص کو اپنا غلیفہ بنالیا ہے۔ اور ان سے میت کی ہے۔ آپ سے اس پر تحقیق کی اور فرمایا ہم کو اب غائب سے کا حکم ہوا ہے۔ اس لئے ہم نہیں آسکتے۔ اتنا فرما کر قائد دلوں کی خیریت اور حالات پوچھے اور پھر روانہ ہوئے۔ میں بھی ہمراہ ہونے کے لئے عرض کیا۔ تو منع فرمایا۔ اور کوشش کے جو میں نے پیچھے چلنا چاہا۔ تو میرے ہاتھ پاؤں وزنی ہو گئے۔ میں تو ادا کا کھڑا رہ گیا جہاں اور باؤس تھا۔ کہ بااُمید کیسے چلوں اور حضرت سید صاحب دہرا میں نظر سے غائب ہو گئے۔

میرے ایک اور شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے

ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ قبر جو گرائی ہوئی تازہ پڑی ہے اس کو سید صاحب ابھی گروا کر گئے ہیں۔ کیونکہ وہی مٹی اوسرا دھڑکھا تو کہیں پتہ نہ لگا۔ (تذکرۃ الرشیدیہ ص ۱۷۷) معنف عاشق الہی میر تقی میر نے لکھا: آپ نے تذکرۃ الرشیدی کی عبارت سے صاف صاف ظاہر کیا ہے کہ سید صاحب سکھوں کے مقابلہ میں جہاد سے بھاگ گئے۔ اور جس کا کام میں حوالہ پیش کر رہا ہوں اس کے معنف عاشق الہی میر تقی میر ہیں جو بچے دیوبندی اور مولوی رشید احمد صاحب کے عاشق زار ہیں۔ حواریہ فرما رہے ہیں کہ سید صاحب جہاد سے فرار ہو گئے تھے۔ خدا جلے کہیں پہاڑوں میں جا کر مر گئے ہوں گے۔ اب ملاحظہ فرمائیے۔ شیخ الحدیث صفدر صاحب کیا تحریر فرما رہے ہیں۔

بالاکوٹ میں دریا کے کنارے پر جان مسجد کے قریب مختصر سے قبرستان میں حضرت سید احمد شہید علیہ الرحمۃ کی قبر ہے۔ اب ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی احمد علی صاحب لاہوری کیا فرماتے ہیں۔ آپ سے علامہ افغانی نے دریافت فرمایا کہ حضرت کیا وجہ سے کہ سید صاحب جو شریعت اور مہم ہیں کہ قبر پر انوار مولانا شہید کے قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا: ہاں واقعہ یہ ہے کہ میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں سید احمد شہید نہیں ہوں میرا نام سید احمد ہے۔ میں مولانا شہید کا مرشد نہیں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے۔

(رسالہ انعام الرحمن لاہور شیخ التفسیر ص ۲۲، ردی ص ۱۳۷ ص ۱۳۸)

اب حیات طیبہ کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا حیرت دہلوی

بہا فرماتے ہیں۔ سید صاحب قلب فشکر میں پہنچے تھے کہ ایک گولی آپ کی ہانگ میں لگی۔ آپ گولی کے صدر سے جھک رہے تھے کہ ایک گولا صاف آپ کی باڈی کا ٹیس سے آپ کو اڑائے گیا۔ جس سے ہولائے ہوئے بہا دین کو یہ معلوم ہوا کہ سید صاحب مجسم آسمان پر بلائے گئے ہیں اور دباؤ تشریف لائیں گے۔ بہت سے لوگوں کا یہ بھی مقلد ہے کہ سید صاحب کے ساتھ مولانا محمد اکمل بھی آسمان پر چلے گئے۔ مگر یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دو دکن غیرت گاہ نے ان دونوں بزرگوں کی نعشوں کو شہادتت کرا کے نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالاکوٹ ہی میں دفن کر دیا۔ مولانا شہید کی قبر تو موجود ہے اور سید صاحب کی قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح مستتر ہے (حیات طیبہ ص ۱۳۷) معنف مرزا حیرت دہلوی ص ۱۳۷

مولوی اسماعیل صاحب سید صاحب کو یکسر جہاد سے بھاگنے کا حجب مولانا شہید نے پہلے سکھوں کے خونخوار حملہ کو روکا۔ مگر حجب دیکھا کرتی تھیں تو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور ان کا ہاتھ قبض نہیں کھاتا۔ اور وہ عنقریب ساکھوں کے قبضہ میں آئے نہ کوئیں۔ آپ نے میدان سکھوں کے ہاتھ سوپ کے سید صاحب کو سلہ لایا اور بائشکل کی آبیوں کی مدد سے آپ کو گھوڑے پر بٹھا کے صاف میدان جنگ سے نکل آئے۔ جب بہا دین نے سید صاحب اور مولانا شہید کو اپنے میں نہ پایا۔ ان کے پیچھے بھی اکھڑ گئے۔ ذکوئی کا ٹڑ تھا۔ نہ انہیں کوئی خالہ جیسا لڑنے والا اور نہ مٹھی جیسا حملہ آور دل کے پنجبر سے نکالنے والا تھا۔ جلدی ان کا بیٹھک مٹایا۔ سر اسیر ہو کر بھاگے سکھوں نے تلافی کیا۔ اور غلام مسلمانوں

کو نہایت بے بسی کی حالت میں قتل کیا۔ ان کا سامان لٹ رہا تھا۔ اور ان کی جانیں ضائع ہو رہی تھیں۔ ادھر سید صاحب کو لینے کے دینے پڑ رہے تھے اور ادھر مجاہدین کی جانوں پر برہنہ سی تھی۔ بہت سے مسلمان سکھوں نے قید کر کے لاہور روانہ کئے۔ جہاں وہ نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے دیات لگا کر ناظرین کرام۔ خور فرمائیں۔ یہ اکیلی جہاد۔ ہزاروں مسلمان سکھوں کے حوالے کر کے تملیل صاحب، سید صاحب کو گھوڑے پر بٹھا کر میدان جہاد بھاگ بھگے۔ جیسا کہ وہابی مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے۔ شاید جہاد سے جان بچا کر بھاگ جانا ہی شہادت کا مرتبہ دانا ہوگا۔

سرفراز صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے۔ کہ آپ نے ہندوستان کو دارالاسلام لکھا ہے۔ عبارات اکابر کے صریحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ انگریز کے ظالمانہ اور جاہلانہ دور کے ہندوستان کو دارالاسلام ثابت کرنا بھی اسی کی ایک کڑی نشی چنانچہ خان صاحب فخریہ طور پر لکھتے تھے۔ کہ ہندوستان بے غلظت دارالاسلام ہے + اس کا جواب تو حضرت محمد مولا محمد حسن علی صاحب رضوی نے پیش لفظ میں نہایت وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ اور دیوبندی اکابر علماء کے قلم سے ثابت کر دیا ہے وہ بھی ہندوستان کو دارالاسلام لکھ چکے ہیں۔ لیکن میں بیان لکھ رہی کی مزید ترقی کے لئے ایک حوالہ غیر مقلد حضرت کے امام آخر الزمان نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی کتاب ترجمان دہا سے نقل کرتا ہوں۔

ملاحظہ فرمائیے۔

دارالاسلام کا اسی مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ملک ہند میں جب سے حکام مقام فرنگ فرما رہے ہیں۔ اس وقت سے یہ ملک دارالحرب ہے۔ یا دارالاسلام۔ متغییر جن سے یہ ملک بالکل بھلا ہوا ہے۔ ان کے عالموں اور بدوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ دارالاسلام ہے۔ (ترجمان دہا ص ۱۵۱) اور سینے ایک اور حوالہ اسی کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

کے نواب صاحب کیا فرماتے ہیں۔ اس وقت مولوی عبداللطیف خان درمیشی لکھتے تھے اس خیال کے رد میں عام مسلمانوں کی طرف سے ایک سالہ شہر کیا تھا اور اس میں عام اطراف ہندوستان کے عالموں اور نیز علماء

دریغ و بغیرہ کے فتوے نقل کئے تھے۔ جس سے سرکار کو معلوم ہو جانے
کہ تمام فتویٰ مذکورہ کی رد سے کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت نامائز ہے
اور کسی شخص کو شہیت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں
شک نہ رہے۔ (ترجمان دہلیہ ص ۵۷)

کیوں جناب گھگھڑی صاحب اب بھی تسلی ہوئی یا نہ۔ دراصل یہ گھگھڑی
صاحب کی لاعلمی کی زبردست دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی مخالفت
میں دیوانہ وار قلم چلا رہے ہیں اور اپنے گھر کی تلاشی لئے بغیر اندھا دھند
اور اوراق سیاہ کر رہے ہیں۔ اور یہ نہیں خیال فرماتے کہ مجھے اس میں مذمت
انصافی پڑے گی۔ جب آپ کے سب علماء رفند وغیرہ مقلد ہندوستان کو
دارالاسلام کہہ چکے ہیں۔ تو پھر اعلیٰ حضرت کو کیا قصور ہے؟ انہوں نے
بات پر ہے کہ سرفراز صاحب اپنے ابا پر علماء کی کتابوں سے بھی ناواقف
ہیں اور جو شخص اپنے ابا پر علماء کی کتابوں سے ہی ناواقف ہو۔ وہ اپنے
ابا پر علماء کی کفریہ عبارات کو اسلامی کیسے بنا سکے گا۔

اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرا اتباع پر۔

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔

”سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور تقسیم
لسانہوں کو میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے
میرے (نماز پر)۔ (تذکرۃ الرشید جلد دوم مطبعہ معارف عیسیٰ مہرشی دیوبند)
ناظرین کرام۔ اب اسی کتاب سے ایک حوالہ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ
فرمائیے کہ مولوی عاشق الہی صاحب کیا فرماتے ہیں۔
”مولوی اشرف علی صاحب کے پاؤں ٹھوکر پینا نجات کا سبب ہے“
واللہ اعلم مولانا فتاویٰ کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا
سبب ہے۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۷۷)

ناظرین کرام یہ دونوں حوالے میں سے تذکرۃ الرشید کتاب سے
من وعن نقل کر دیئے ہیں۔ کوئی کمی بیشی نہیں کی جس کا دل چاہے۔
تذکرۃ الرشید کتاب سے خود ملاحظہ فرمائیے اگر کسی صاحب کو یہ کتاب
دل سکے تو میرے پاس تشریف لاکر ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ میں نے اس کتاب
میں سب حوالے ابا پر علماء کی کتابوں سے ہی نقل کئے ہیں۔
اور میرے پاس یہ سب کتابیں موجود ہیں۔ جس کا دل چاہے تشریف لاکر ملاحظہ
فرمائیں تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے۔
قارئین کرام۔ غور فرمائیں۔ گھگھڑی صاحب نے دعوائے توہمت بلند

فرمایا ہے لیکن اس دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے۔ اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے قرآن شریف سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام والسلام کی اتباع پر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ رسالت سے لے کر قیامت تک ہدایت و نجات موقوف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر۔ لیکن گنگوہی صاحب اس کے برعکس فرما رہے ہیں کہ ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر حالانکہ گنگوہی صاحب کو اپنی نجات کا بھی علم نہیں۔ کیونکہ وہ معصوم نہیں۔ پس یہ دعویٰ گنگوہی صاحب کا لغو اور باطل ہے۔ اور قرآن شریف و حدیث پاک کے سراسر خلاف ہے۔

اب یہاں پر ایک عبارت تقویۃ الایمان سے نقل کرنا چاہوں۔ دیکھیے آپ کے شہید بالاکوٹ کیا فرما رہے ہیں۔ یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے صادر کر لیا خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں۔ سواس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا عالی نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۵)

ناظرین کرام! غور فرمائیں مولوی اسماعیل دہلوی کے نزدیک سب انبیائے کرام و اولیاء عظام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی حقیقت سے معاذ اللہ بے خبر ہیں۔ تو گنگوہی صاحب کو اپنی ہدایت و نجات کا کیسے علم ہو گیا؟ جو یہ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں ہدایت و نجات میرے اتباع پر موقوف ہے۔ اس کا تو صاف صریح مطلب یہی ہوا۔ جو گنگوہی صاحب کی اتباع کو کسے ماس نجات اسی کی ہوگی یا پھر جو کوئی تقاضی صاحب کے پاؤں

دھوکہ پر چکا ہے۔ اس کی نجات ہوگی۔ کیونکہ عاشق الہی میرٹھی دیوبندی اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ مولانا تقاضی کے پاؤں دھوکہ دینا نجات اخروی کا سبب ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ جن حضرات نے گنگوہی صاحب کی اتباع نہیں کی اور تقاضی صاحب کے پاؤں دھوکہ نہیں پئے ان کی نجات کیسے ہوگی۔ ناظرین کرام! اب ان حضرات کا عقیدہ اور کردار ملاحظہ فرمائیے۔ دیوبندی علماء کی کتابوں سے نقل کرنا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اور اوصاف لکھیے۔

حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہی کی مانتا نہیں مجمع نقباء حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید و شاگرد جمع تھے۔ اور یہ دونوں قدرت بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرار سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چیت لیٹ گئے حضرت بھی اس چارپائی پر لیٹ گئے۔ اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو نکسین دیا کرتا ہے۔ مولانا مزید فرماتے ہیں کہ میں کیا کرتا ہوں؟ لوگ کیا کہیں گے؟ حضرت نے فرمایا۔ لوگ کہیں گے۔ کہنے دو۔ مولانا ثلاثہ حکایت ص ۳۵ ص ۳۶ ناظرین کرام! مندرجہ بالا عبارت کسی تبصرہ کی محتاج نہیں۔ شاید یہ منظر عام مجمع میں اس لئے کیا گیا ہو۔ کہ آپ کے مرید و شاگرد بھی اسی طرح آپ کے

نقش قدم پر چلی کر ہدایت و نجات حاصل کر سکیں اور عام لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ ہدایت و نجات واقعی کنگو ہی صاحب کی اتباع پر ہے اللہ انہی ہیں جناب تمام ملائے دیوبند کے قطب الارشاد امام ربانی حضرت کنگو ہی صاحب۔ اب ایک حوالہ اسی عاشق صادق کا اور ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الرشید میں لکھتے ہیں۔ ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عریک کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نكاح ہوا ہے۔ سو جب طرح زن دشوہر میں ایک کوہ دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ (تذکرۃ الرشید ص ۲۵۷)

دیکھا جناب آپ نے عاشق صادق کا غلبہ عشق یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ خواب میں بھی مولوی قاسم صاحب ہی دکھائی دیتے ہیں۔ ناظرین کرام۔ یہ ہیں مرید خلائق۔ چنانچہ محمد الحسن صاحب دیوبندی شریف ص ۱۸ میں کنگو ہی صاحب کی شان میں لکھ چکے ہیں۔ خدا ان کا مرتبی و مرتبی تھے خلائق کے میرے مولا میرے ہادی تھے شیک شیخ ربانی

یہ جناب کسی معمولی آدمی کا فتویٰ نہیں۔ یہ تو جناب صدر دیوبند کا ارشاد ہے جو شرک و بدعت کی توار مر دقت انھیں ملے پھرتے رہے ہیں۔ اور بات بات پر بدعت و شرک کے فتوے لگاتے ہیں صرف وہی جہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ یعنی عالمین کا رب خدا

ہے۔ مگر دیوبندیوں کا عقیدہ صاف صاف ظاہر ہو گیا کہ خدا تو صرف کنگو ہی صاحب کا رب ہے۔ اور باقی ساری مخلوق انہی کے رب مرتبی مولوی رشید احمد صاحب ہیں۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ کیوں جناب دیکھا آپ نے یہ ہیں بچے میر پرست موحہ۔ اور اگر مجاز ہی عشق و محبت کا جلوہ دیکھنا ہو تو کنگو ہی کی عاتقہ اللہ راہ دیکھ لیجئے۔ اور اوپر کے معصوم کو دوبارہ پڑھ کر اپنے قلب کو تسکین دے اگر اس سے بھی تسلی نہ ہو تو تذکرۃ الرشید دیکھا خواب والی عبارت کو دوبارہ۔ جس میں ناظر ہی صاحب کو عریک کی صورت میں دکھایا گیا ہے اور کنگو ہی صاحب سے نکاح بھی ہو چکا ہے اور آپس میں مرد و زن کی طرح ان دونوں کو ناز و محبت پہنچ چکا ہے اور آپ حضرات اس بات کو بھی نہ بھول جائیں۔ کہ یہ وہی کنگو ہی صاحب ہیں جو فرما رہے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں ہدایت الہیات موت ہے میرے اتباع سبحان اللہ دعویٰ بھی ایسا کیا کہ جو انبیاء کے علیہم السلام کے سوا کسی مسلمان نے بھی اس تک نہ دیکھا ہو۔ اور نہ آئندہ کوئی مسلمان ایسا دعویٰ کرنے کی جرأت سکے۔

تقویتہ الایمان کتاب کی تخریف کنگو ہی صاحب کی ربانی ناظرین کرام۔ کنگو ہی صاحب نے تقویتہ الایمان کے بارے میں تخریف فرمائی اور تقویتہ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور تو شرک و بدعت میں لاجواب۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا پڑھنا عین اسلام ہے (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۸۷) ناظرین کرام۔ خود فرمائیے تقویتہ الایمان کی تخریف عبارتیں جو اوپر نقل کی گئی

ہیں گنگوہی صاحب کے نزدیک وہ سب میں اسلام ہیں۔ حالانکہ یہ ساری کتاب
 ہی ہے اور بیوں اور گستاخ عبارتوں سے بھری پڑی ہے۔ اور گنگوہی صاحب
 فرما رہے ہیں۔ کہ اختلاف اس کے باطل کتاب اللہ اور حدیث سے ہیں۔ کہ
 کوئی دیوبندی علماء میں سے یہ تباہ کتے ہیں کہ جو ادبیات میں کفریہ، نفرتیلا
 سے نقل کی گئی ہیں۔ کس آیت تشریف پاکس حدیث پاک کا ترجمہ ہیں۔ آپ شیخ
 دہلی حضرت کے متعلق گنگوہی صاحب کا کیا عقیدہ ہے۔ فرماتے ہیں۔
 ”محمد عبدالوہاب کے مفتذبوں کو دہلی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ
 اور مذہب ان کا جعلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ ان کے عقائد
 اچھے ہیں۔ مگر ان جو حد سے بڑھ گئے ہیں ان میں فساد آگیا ہے۔ اور
 سب کے متفق ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے اور
 رشیدیہ۔ رشیدیہ احمد گنگوہی جلد اول ص ۱۱۱

اب اس کے برعکس صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب کا ایک فتویٰ
 کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں اور انصاف سے فیصلہ کریں۔

صدر دیوبند مولوی حسین احمد کا فتویٰ

صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرھویں صدی ہجری عرب سے
 ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات اعلیٰ اور عقائد فاسد رکھتا تھا اس لئے اس نے
 اہل سنت والجماعت سے قتل و قتل کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف
 دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور ملامت سمجھی گیا۔ ان کے قتل کرنے کو

ب رحمت شہر کو تارہا۔ اہل حرمین کو مخصوص اور اہل حجاز کو عموماً اس سے تکلیف
 پہنچی تھی۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے
 اہل کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ
 مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے ادارہ کی فوج
 ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار اور فاسق شخص
 تھا۔ (شہاب ثاقب معنف مولوی حسین احمد صاحب تاروی صدر دیوبند ص ۱۱۱)

ناظرین کرام۔ دیکھنا آپ نے مولوی رشید احمد صاحب کو فرما رہے ہیں۔
 رشید احمد کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے۔ اور اسی زبان سے محمد بن عبدالوہاب
 کی تہلیل فرما رہے ہیں۔ اور اس کے برعکس صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب
 محمد بن عبدالوہاب کو ظالم و باغی خونخوار فاسق بتا رہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ ہی
 جانتا ہے۔ کہ ان دونوں حضرات میں سے کون سچا ہے۔ کس کی اتباع پر ہدایت
 و نجات موقوف ہے۔ اور حیرت کی بات ایک یہ بھی ہے کہ یہی مولوی رشید احمد
 صاحب شہاب ثاقب میں گنگوہی صاحب کی تہلیل میں زمین آسمان کے تلبے
 دے رہے ہیں۔ پھر بھی گنگوہی صاحب کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں اور دینے
 لے چوتھے نجدی کو ظالم و باغی خونخوار فاسق فرما رہے ہیں۔ خیر یہ تو ان کے
 گمراہ کا معاملہ ہے اس بار کو تو معنف عبارت ان کا برے کموا کوئی کیا سمجھے؟ سوال
 تو صرف یہ ہے کہ کیا واقعی گنگوہی صاحب کی اتباع پر ہدایت و نجات موقوف ہے؟
 خود سر فرما صاحب بھی المذہب کا حوالہ دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
 مزار علیہ کے خلاف نوہر لکھتے ہوئے عبارات اکابر کے صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں

یہ عبادتوں کو اسلامی نہ بتا سکے اور نہ ان کفریہ عبادتوں سے توبہ کر سکے۔ اور
تھے دم تک بھی رجوع نہ کیا۔ بلکہ اپنی خدیث و حدیث پر قائم رہے۔ اور یہ
سوچا کہ قیامت کے میدان میں شفاعت کئے لئے بارگاہ رسالت میں کون
نہ لے کر حاضر ہوں گے؟ -

اب سینے تغاوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینا بھات آخری کا سبب
ہے۔ جناب عاشق الہی نے تویہ فیصلہ فرمایا۔ کہ تغاوی صاحب کے پاؤں دھو
کر پینے سے نجات آخری ہو جائے گی۔ لیکن یہ بات نہیں بتائی کہ فقط
تغاوی صاحب کے پاؤں دھو کر پینے سے ہی نجات ہو جائے گی یا نماز
روزہ حج زکوٰۃ احکام شریعت پر عمل کرنا بھی ضروری ہوگا؟ اور یہ بھی نہیں بتایا
کہ جب تغاوی صاحب دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو تغاوی صاحب
کے کون سے مربی کے پاؤں دھو کر پینے سے نجات آخری حاصل ہو سکے گی۔
اور عاشق الہی صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا۔ کہ کونسی قرآن شریف کی آیت سے
یا کونسی حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ تغاوی صاحب کے پاؤں دھو کر
پینے سے نجات ہو جاتی ہے اور تغاوی صاحب کا دہائی جوانان کی اپنی
زبانی ثابت ہو چکا ہے جس کا بیان اوپر گزریا ہے اور مولوی حسین صاحب
کا وہ حوالہ بھی اوپر لکھا جا چکا ہے جس میں انہوں نے محرم عبدالوہاب کو ظلم
فرخوار ناسخ لکھا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کا وہ حوالہ بھی اوپر لکھ دیا گیا
جس میں انہوں نے محرم عبدالوہاب کی تحریف کی ہے۔ اب آپ ملانے
دیوبند کی کتابوں کے حوالوں سے ہی نجات آخری کا حل تلاش کر لیجئے۔

یہ کتب دینی سے کچھ کم نہیں اس لئے کہ دو رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا۔ اور
یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے۔ خلافت کو کافر ٹھکانا رہتا ہے جس طرح
بن عبدالوہاب کے دہائی پیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انہیں
کی طرح رسوا کرے۔ خیر یہ تو اٹھ اٹھائے ہی خوب جانتا ہے کہ قیامت کے
میدان میں رسوا کون ہوگا؟ اب تویہ ہے۔ کہ نشان رسالت میں ہے ادب نشان
کفر یہ عبادتیں کھنسنے والے چھاپنے والے اور ان کفریہ عبادتوں کی حمایت میں
کتابیں لکھنے والے قیامت کے میدان میں اپنی ذلت اور رسوائی خود اپنی تکفیر
ہی سے دیکھ لیں گے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کسی مسلمان امتی
کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ کافر ہی کو کافر کہا ہے۔ کیونکہ جو کافر کافر کہے خود کافر
جاتا ہے۔ اور یہی فتویٰ آپ کے اکابر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کا ہے۔ کہ
جو کافر کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (دیکھو نشان الغلاب ص ۱۸)

پھر اعلیٰ حضرت کا کیا قصور ہے؟ جب کہ آپ کے اکابر بھی یہی فتویٰ ہے۔
بلکہ ان اکابر دیوبند کی ان کفریہ عبادتوں پر علماء کے عرب و عجم کفر کا فتویٰ
دے چکے ہیں۔ خود مسافر صاحب بھی شان رسالت میں بے ادبی و گستاخی کر
نے والے کو کافر بتا رہے ہیں۔ دیکھو عبارات اکابر ص ۳۲۔ اور اسی زمانہ کے
علمائے کرام نے علمائے دیوبند کی ان کفریہ عبارات کا رد کر دیا تھا۔ اور سیکرڈ
کتا ہیں ان کفریہ توہین آمیز عبادتوں کے رد میں کتنی جابجائی تھیں۔

جناب مسافر صاحب بھی اسی تشریف لارہے ہیں۔ یہ اپنے اکابر کی توہین
آمیز کفریہ عبادتوں کو اسلامی کیسے بتا دیں گے؟ جبکہ وہ خود اپنی توہین آمیز

اسی زمانہ کے علمائے کرام نے ان یغیر یہ عیادتوں کا رد کیا

ناظرین کرام! اب میں اس زمانہ کے اکابر علمائے کرام کے چند حوالے صیغہ الہیہ کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ غلط فہم فرمائیے

جميع اهل اسلام پر سختی نہ رہے کہ فقیرانہ بار میں علماء دیوبند کے (معتقدین) کا حال سنگرم باطل مخالف تھا۔ مگر عرصہ تین سال کا ہوا ہے جبکہ مولوی رفیع حسن صاحب دیوبند سے کلکتہ تشریف لائے۔ میں نے ان سے علم غیب اور بعض عقائد کے متعلق چند سوالات کئے جوابات سے ان کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق پایا۔ اور خود بھی دیوبند جا کر اس امر کی تحقیق کرنے کی کوشش کی لیکن کسی طرح مجھ پر ان کی خلاف عقیدگی ثابت نہیں ہوئی اس لئے میں قریب تین سال سے ان کی تعریف و توصیف کرتا رہا۔ اب عرصہ ڈیڑھ ماہ کا ہوا ہے کہ کچھ علمائے دیوبند کی تشریف آوری کا شہرہ پڑا۔ چند حضرات میرے پاس تشریف لائے اور ان کے دیوبند کی تصدیقات بھی لینے آئے۔ مجھ کو شرح کے ساتھ پڑھ کر صبا جس کے سننے اور دیکھنے سے شک پیدا ہو گیا کہ علمائے دیوبند ناحق پر ہیں اور مولوی احمد رضا صاحب اہل حق پر ہیں۔ اور جو ان کے عقائد کی نسبت لکھا تھا ہے۔ میری عیادتوں ہے پھر بھی مجھ کو ان کی طرف سے اطمینان کی نہیں ہوا۔ کہ ان اتفاقاً ایک دن ہم اور جناب منشی محمد لعل خان صاحب و جناب حاجی بوسنت زمیئل علی رضا صاحب و جناب محمد شفیع صاحب سیکرٹری انجمن قاسم المحدث و جناب احمد حسین صاحب انو والے جناب حاجی اکمل علی صاحب چیمبر والے کے مکان پر گئے۔ وہاں مولوی

صاحب دہلوی و صاحب خانہ موجود تھے ان کی حضرات کے سامنے مناظرہ ہوئی اور یہ قرار پایا کہ ایک محقق شخص جس کو طرفین کے لوگ بلا مبالغہ متعصب نہیں تجویز کرنا چاہیے۔ اس پر جناب حاجی بوسنت صاحب نے یہ فرمایا کہ اگر بات احمد صاحب لٹوی کیجیے ہیں۔ فوراً جناب مولانا مولوی احمد دین صاحب نے یہ فرمایا جبراک اللہ۔ وہ نہایت عالم باعمل بفتنی مونی و فنی ہیں۔ آپ کے داخل میں بدگس کو کلام ہے۔ بلکہ ایک معتقد عمار دیوبند سے بھی دریافت کیا۔ ان نے بھی ان کی تصدیق کی اس کے بعد میں نے اپنے خیالات کو مستحکم کرنے میں جناب مولانا بركات احمد صاحب کے پاس ایک خط اس معنوں کا لکھا کہ میں اردو زبان سے لوری واقفیت نہیں رکھتا۔ آپ اس بات کا اطمینان دلا دے اور دیوبند کے عقائد کیجیے ہیں جس کا جواب انہوں نے یہ ضمانت فرمایا۔ جو ذیل ہے۔ آپ ناظرین اس کی عبادت سے خود انصاف کر لیں گے کہ کون حق ہے اور کون باطل پرست۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنے عقائد کو ایک مستقل رسالہ کی صورت میں ظاہر کروں گا۔ (مولوی احمد علی امام بختاورد احمد پٹی بکلتور)

فصل مکتوب!

"تمام خوبوں کا مستحق اللہ ہے۔ جو دونوں جہان کو پروردگار ہے اور در سلام بہ تمام رسولوں کے سرور پروردگار کے آل و اصحاب اور اوصیاء پر۔ ولست بعد آپ کا بزرگ خط اور گرامی نامہ ملا۔ دیوبند کے پرستش احوال کے متعلق وارد ہوا۔ چونکہ آپ کو مجھ پر وثوق ہے اور آپ نے اس بارے میں مجھ کو امین بنایا ہے۔ تو میرا فرض ہے کہ ان کے بارے میں سچ بات کہوں۔ اور جو کچھ

ابھڑے پوچھا گیا ہے اس میں حق سے تجاوز نہ کروں تو میں کتنا ہوں اور اللہ سے تو فریق ہے اور اسی پر توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کروں گا۔ وہ لوگ علماء اہل سنت و جماعت مذہب ہیں۔ ہمارے امام جلیفہ قدس سرہ کے ہیں جن اپنی کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور انہیں کے اصول و فروع پر رعایت ہیں عمل کرتے ہیں۔ لیکن وہ بعض عقائد میں مولوی اسماعیل دہلوی کے تابع ہیں۔ اور اس آثار کے متبع۔ اور علماء دیوبند وہ کہتے ہیں جو مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا اور اس تقسیم رکھتے ہیں اور اپنی کوشش صرف کرتے ہیں۔ اس کے اقوال کے متبع ہیں اور اس نے (اللہ اسے معاف کرے) لیکن اسے عقائد گھڑے جو عقائد اہل سنت و جماعت سے نہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں کہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصانوں والا نہ ہو ممکن ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا تو اس سے جائز مانا کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹی بات بولے نہ برطریق نقل و حرکت کے اس لئے کہ یہ محال نہیں کیونکہ تمام قرآن شریف اس سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے کافروں کی باتوں کو نقل فرمایا ہے۔ بلکہ اس نے جائز مانا کہ اللہ تعالیٰ ایسی خبر دے جو واقع میں جھوٹی ہے اور اپنی کتابوں میں اس مسئلہ پر یہ دلیل پیش کی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے، تو اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو زندہ کی قدرت کا خدا کی قدرت سے زیادہ ہونا لازم آئے گا اور یہ اس کی بابت غرض غلطی ہے جس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر برائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا جائز ہو۔ اور ممکن ذاتی ہو۔ تو اس کے واقع ہونے کے فرض سے محال نہ لازم آئے گا اور پھر پناہ بخدا اس سے لازم آتا ہے۔ باطل ہونا اللہ کے اس قول میں اصدق من

اللہ قیلا۔ وغیرہ کا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصان کی صفاتوں کے ساتھ موصوف ہونا محال بلذات ہے اور جو محال لذات ہو۔ وہ کبھی ممکن بلذات ہو نہیں سکتا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا یا جھوٹی بات کہنے یا برائی۔ اگر اچھی صفت ہے۔ تو ضرور ہے کہ اللہ بالفعل جھڑا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بالفعل صفت کا لہر والا ہونا ضروری ہے اور اس کے لئے ذات باری علت نامہ ہے۔ تو پناہ بخدا بالفعل جھڑا ہو گا۔ اور اگر بڑی باہت ہے تو محال بلذات ہے ممکن ہو نہیں سکتا۔ چوتھی دلیل یہ ہے۔ کہ زیادتی ایک ایسی چیز ہے جو برابری کے بعد ہر کی تو اگر زندہ کی قدرت تمام مقدرات الہی پر ہو اور زیادتی یہ کہ وہ کذب پر بھی قادر ہے جو باری تعالیٰ میں موجود نہیں۔ تو یقیناً زیادتی لازمی آئے گی۔ اور جب ایسا نہیں تو زیادتی بھی نہیں کیا نہیں جانتے کہ زیادتی ہو نہیں سکتی جب تک کہ برابری نہ ہو۔ اور جب برابری نہیں تو زیادتی کہاں؟ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بڑھ کر اور جب کس اس فائل نے اس عقیدہ کو گڑھا اس سے پیچیدہ علمائے دیوبند و سایر پرمولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قائم نانوٹوی و مولوی اشرف علی تھانوی نے اسی کا اتباع کیا۔ اور یہ سب لوگ اس کے قول کے صحیح کرنے پر تحکک پڑے اور اس بارے میں رسائل کتبچہ جیسے محمود الحسن دیوبندی نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا نام جہان فاضل رکھا۔ اور لکھا کہ جو کچھ لکھا۔ اور ان کے لکھے اس عقیدہ کو چھپاتے اور اس میں بحث سے پرہیز کرتے تھے۔ لیکن ان کے پیچھے اس زمانہ والوں نے اس میں بہت تلمیح کیا۔ اور تلمیس و تفسیر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم

میں شہر کرنا اور اس پر سلاطین کو ترغیب علی کی دلانا صریح کفر ہے۔ اب صفیہ اطمینان
شہید دہلوی نے اپنی کتاب مرآۃ المستقیم میں لکھا ہے کہ نماز میں خیالی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا ہرجا بدتر ہے جو دُعا و خیر کے خیال سے۔ نماز میں مستغرق ہونے
سے۔ پس جب حضرت کا خیال نماز میں لگا کے اور گھر کے خیال سے بدتر ہے
تو پھر نماز کیسے باری ہو سکتی ہے۔ کیونکہ نماز میں قرأت فرض ہے۔ اور قرآن پاک
کی کوئی ایسی آیت ہے۔ جو حضرت پر نازل نہ ہوئی ہو تا کہ اس کی تلاوت سے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ آئے اور جب قرآن میں کوئی ایسی آیت
نہیں بلکہ پورا قرآن حضرت پر حضرت کی تصدیق کے لئے معجزہ بنا کر نازل کیا تو قرآن
پاک کے ہر ہر حکم و الفاظ سے حضرت کا خیال ضرور ہوگا۔ اور یہ خیال اکٹیل کے نزدیک
گھر سے اور گھر کے خیال سے بدتر جہاں ہے اور اس کو ایمان کہنا اور اس پر سلاطین
کو ترغیب دلا کر نہیں تو کیا اسلام ہو سکتا ہے اور جمیع علمائے دیوبند نے تقوینہ
الایمان پر ترغیب علی کی دلائل اور اسکی عمدہ و فائز عمل ہونے پر ہر دستخط کی ہے
غرض کہاں تک ان کی مخالفت و بدولیات کو کاعقول۔ (دیکھئے ملاحظہ متعلق احمد دریں
حدیث ص ۱۵۰ رجب ۱۳۲۲ ہجری بمولائے مبارک حضرت مولانا فضل رسول قادری
بریلوی ص ۲۵۰ تا ص ۲۵۱)

مقتدائے علمائے ہندوستان حضرت حاجی محمد صاحب کی فرمان

"کہ رشید احمد رشید نکلا"

ماجی رحمت اللہ صاحب بانی مدرسہ ہندو حوالیہ کہ معظّمہ کرم حبیب رشید احمد

ماکلفہ بہ عقائد کا حال کہ معظّمہ میں معلوم ہوا اور گھر بھی کی کتابیں فتاویٰ رشیدیہ
ایمن فاطمہ سبیل الانوار وغیرہ حضرت موصوف کے ملاحظہ میں لائی گئیں تو آپ
نے سند رشید ذیل تحریر بدست مولانا غلام دہلوی صاحب ہندوستان ارسال فرمائی۔
کہ رشید کلمہ کر دی جائے۔ اور لوگ فرقہ دیوبندیہ کے امام رشید احمد کے عقائد سے
محفل رہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد از افتتاح کے کہنا ہے حاجی معظّمہ
انسان رحمت اللہ علیہ خلیل الرحمن وغیرہ الخ ان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی
رشید احمد صاحب کی عنایتاً جو میرے نزدیک وہ اچھی نہ تھیں اقبال نہ کرتا تھا کہ
ہوں نے ایسا کیا ہوگا (الی قولہ) میرا اقبال نہ کرنا کس طرح ممکن رہتا کہ حضرت علمائے
دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق قوت و محبت تک پہنچی، کتام افسوس ہے کچھ کہنا پڑا
اچھپ رہا خلافت و دینت بچھا لگی ہو گئی ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید
مبتنا تھا پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور سیانا رشید نکلا۔ جس طرف آئے۔
اس طرف ایسا تعصب رہا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے روشا کھڑا
ہوتا ہے حضرت نے اول تلم اس پر اٹھا کر

جس مسجد میں ایک دفعہ جاعت ہو۔ اس میں دوسری جاعت کو بغیر اذان اور
تکبیر کے ہو۔ اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں۔ (الی قولہ)

پھر ایک فاسق مرد دو کو جو اپنے آپ کو حضرت عبداللہ علی علیہ السلام کے برابر
سمجھتا تھا اور بانیائے بنی اسرائیل سے اپنے آپ کو افضل گنتا تھا
اور اپنے بیٹے کو درجہ نبیائی تک پہنچاتا تھا (الی قولہ) حضرت مولوی رشید اس

مردود کو مصالح کہتے تھے (الی قولہ)

۳۔ پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی طرف منسوب ہوئے اور شہادت کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں کیا بھی روایت صحیحہ سے ہوسکتا فرمایا (الی قولہ)

۴۔ پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی اس پر ہی اکتفا نہ کر کے خود ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو کنیا کا حکم انجمنی ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کو حرام بتلایا۔ (الی قولہ)

اور پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اور امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چہر خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے کہیں کم تر ہے اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وسعت کمال کی فرمائی۔ نمونہ باللہ من ہذا لحاظات۔ میں تو ان امور نہ کہ اور کتنا ہر باطن میں بہت بُرا سمجھتا ہوں اور اپنے مجاہدین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے ارکان کے چیلے چاٹوں کے ایسے ارشادات نہ منیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت کھلم کھلاتا ہوگا لیکن جب جہور علمائے صالحین اور اویسے کا علین اور رسول رب العالمین اور رب باری جہاں آخر میں ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی۔ (الم عبد محمد رحمت اللہ بن علی الرحمن بن محمد علیہ السلام ۱۵ ذیقعد ۱۲۸۷ھ از کہ منظرہ)

بحوالہ دیوبندی نہر بہر صحت (ص ۳۵۳)

ناظرین کرام، غور فرمائیں یہ حاجی رحمت اللہ صاحب تمام دیوبندی علمائے درگاہ میں۔ چنانچہ

مولوی غلیل احمد صاحب لکھتے ہیں۔

ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ (برائین قاعدہ ص ۱۹)

اور نیچے مولوی غلیل احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں

مولوی رحمت اللہ صاحب تمام علمائے کبار پر نالائق ہیں۔

(برائین قاعدہ معتمد مولوی غلیل احمد صاحب دیوبندی نہر بہر ص ۲۵۳)

المهند

ناظرین کرام۔ کیا آپ جانتے ہیں۔ المہند کیا چیز ہے؟ یہ ایک کتاب ہے جو اکر علماء دیوبند کے دہل، مکر، فریب، افتراء، عیاری و چال بازی کا مجموعہ ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس سے علماء دیوبند کے بطلان کا پتہ چلتا ہے۔ اگر المہند کتاب صحیح ہے۔ تو تھانوی صاحب کے مریدین حفظ الایمان کو کہیں دریا بروہ کیوں نہیں کر دیتے؟ تاکہ مناظرہ کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور تھانوی صاحب کے مریدین آرام کی نیند سوکیں اور اگر المہند کتاب صحیح ہے اور جس میں لکھا گیا ہے وہی علمائے دیوبند کے عقائد ہیں تو تقویت الایمان کتاب کو شہید بالکوث کی قبر کے پاس دفن کر دینا چاہیے تھا۔ کیونکہ المہند اور تقویت الایمان میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ لمبہ ہے۔ تقویت الایمان بے ادبی اور مستح عبارتوں سے بھری پڑی ہے۔ اس لئے تقویت الایمان کا المہند کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اگر المہند کتاب کو دیوبندی علماء واقعی صحیح مانتے ہیں تو پھر یہ اناس اور براہین قاطعہ بلکہ فتاویٰ رشیدیہ کا بھی جائزہ ایک ساتھ نکال دینا ضروری ہے ناظرین کرام! اب ملاحظہ فرمائیے کہ شیخ الحدیث صفدر صاحب اس کتاب المہند کے متعلق کیا لکھتے ہیں۔ جب علمائے عربین شریفین کو خان صاحب کی اس جہل سازی اور دھوکہ باری کا علم ہوا۔ تو انہوں نے تجلیتیں مواءت کا ایک مجموعہ لکھ کر علمائے دیوبند کو بھیجا کہ آپ حضرات کا ان امور کے بارے میں

فقراء اور راسخے؟

پناہ بخوان سوالات کے جوابات حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مبارکپوری
رحمۃ اللہ علیہ نے لکھے اور اس کا نام المہندی علی المہندی رکھا۔ اور بحر مجروحہ
ال ۱۳۲۵ھ کو شائع ہوا۔ اس وقت یہ رسالہ عربی عبارت کو حذف کر کے
فارسی میں طبع ہو چکا ہے۔ اور اس کا نام حقائق علیہ طبع ہے۔
سالہ ۱۳۲۵ھ میں تصدیق اور مستحسنیت ہے۔

(جہازات الاربعہ اول حصہ ۴۲)

نامنبرین کرم حضرات - غور فرمایین یہ جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو گھر کی صاحبِ محل ساز دھوکا باز نگاہ رہے ہیں۔ تنبیہ نگاہ وی صاحب کو خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آئینے میں اپنی شکل سی نظر آ رہی ہو گی کہ اگر الہند کتاب جو ابھی دو میں چھپی ہے۔ جس کا نام عقائدِ علمائے نو بلند رکھا گیا ہے۔ فاضل دھوکا ساز و جعل سازی کو مجموعہ ہے۔ سرگز ہرگز یہ عقائدِ علمائے نو بلند کے سر نہیں یہ عقائدِ حراس کتاب ہیں کھٹے گئے ہیں۔ اہل سنت بریلوی مسلک کے توڑتے جلتے ہیں۔ یہ کتاب علمائے حرمین شریفین کو دھوکا دینے کے لئے سی کھائی گئی ہے۔

انظرین کرام۔ اب مجھ پر اس بات کی ذمہ داری عاید ہوئی ہے کہ علمائے
 بکے تقیم سے ثابت کر دوں کہ یہ عقائد جو الہند میں سمجھے گئے ہیں، مگر
 عقائد علمائے دہلوی کے نہیں۔ یہ مراد صو کا ہے اور آپ کو اس بات کا بھی

روز روشن کی طرح علم ہو جائے۔ کہ جعل ساز دھوکا باز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں؟ یا علمائے دیوبند؟

علمائے دیوبند کا عقیدہ

تافیریں کرام نور فرمائیں۔ علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتیں جو اوپر نقل
کی جا چکی ہیں۔ وہی عقیدہ علمائے دیوبند کا ہے۔ جو ان کی کتابوں سے ہی
نقل کیا گیا ہے۔ اب میں دوبارہ بعض کفریہ عبارتوں کو نقل کروں گا۔ اور ساتھ
ساتھ المہند کتاب کی عبارتیں بھی نقل کرتا جاؤں گا۔ اور انصاف آپ پر چھوڑ دیا
گیا: تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے۔

المہند کتاب کی عبارت

صفحہ ۷۸ سوال نمبر ۱۲ کے جواب میں لکھا ہے۔ اور جو اس کا فاقی ہو کر نبی
کریم علیہ السلام کو بھی پرستی ہی فضیلت ہے۔ جتنی شے بھائی کو چھوٹے
بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان کے
خارج ہے۔

اب دیکھئے کہ جس عقیدہ پر دائرہ ایمان سے خارج ہونے کا حکم دیا
ہے۔ وہ عقیدہ خود ان کا اپنا ہے چنانچہ ملاحظہ کیجئے۔ فقوتیہ ایمان مسئلہ میں
لکھا ہے۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے
اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

دوسری کتاب برائین قاطع جس کے صنف بظاہر یہی مولوی غلیل احمد ہیں

اس نے المہند میں مذکور بالا عبارت لکھی ہے۔ وہ براہین صحت میں لکھتے ہیں
کہ کسی نے بوجہ نبی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا۔ تو کیا خلاف نفس کے
ہوگا۔ وہ تو خود نفس کے موافق ہی کہتا ہے۔ اب تافیریں حضرات غور فرمائیں۔
اس مکاری کی کیا انتہا ہے۔ جو عقیدہ بار بار اپنی کتابوں میں چھاپ چکے۔

یہ کتاب میں اس کا کیسا صریح انکار کر دیا۔ اور یہ مضمون تقبیل کے ساتھ
یہ عبارت نمبر ۱۸ میں لکھا جا چکا ہے۔ المہند کتاب کے صفحہ ۱۶ میں سوال نمبر
۱۲ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہمارے
سچ کہ نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اپنی حیات دنیا
میں ہے بلا تکلف ہو سکتا ہے اور یہ حیات مخصوص ہے اس حضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور
میانہ یہ حیات برزخی نہیں جو حاصل ہے تمام سدانوں کے بموجب آپ کو۔ میان تو ان
و صاف صاف قرار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اپنی زندگی
میں ہے اور اب دیکھئے کہ جو یہ عقیدہ ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے

آقہ تیرہ ایمان کے صفحہ ۹ پر مولوی اسماعیل دہلوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
منسوب کر کے لکھتے ہیں۔ ف۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے
دن۔ تو کب سجدہ کے لائق ہوں۔ یہ ہے جناب حضرات علمائے دیوبند
عقیدہ۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ دیوبندی علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
دعا دیتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مگر المہند میں اس عقیدہ کے خلاف کلمہ دیا جو خالص
ہے اس مضمون کو مٹا دینا صحت کے ساتھ کفریہ عبارت نمبر ۱۸ میں بیان
ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

المہذب کتاب میں گیارہویں سوال کے جواب میں لکھا ہے، ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر نہ ہوگا۔ اور یہی بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سرور ہیں، جملہ انبیاء و رسل کے اور تمام مہارے گروہ کے حبیب اکرم سے ثابت ہے۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اور یہی بیان

نافرین کرام دیکھا آپ نے کیسے کھڑے سنی بن رہے ہیں۔ یہاں تو اہل سنت کے روپ میں تشریف لارہے ہیں فرماتے ہیں کہ آپ ساری مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ مگر پردہ اٹھا کر دیکھئے تو عقیدہ اس کے برعکس نظر آئے گا۔ نقونیز الایمان ص ۲۷ پر مولوی سہیل شہید بالاکوٹ لکھتے ہیں۔

یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہوا بڑا۔ وہ اللہ کی شان کے آگے حواسے بھی ذلیل ہے۔ معاذ اللہ یہ ہے عقیدہ جناب۔ علمائے دین کا جس کے خلاف المہذب میں تحریر کر رہے ہیں۔ جو نرا دھوکا ہے۔ ابھی کے دانت۔ کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اس مضمون کو بھی کفر یہ عبارت نمبر ۲ میں دلائل کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ راہ ملاحظہ فرمائیے۔

المہذب ص ۲۸ میں لکھا ہے۔ اب رہا مشائخ کی روایت سے استفادہ

کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے جیسے بیان تو اولیاء اللہ کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا۔ کہ ان کے سینوں قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا صحیح ہے لیکن اصل عقیدہ اس کے خلاف ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے اصل عقیدہ علمائے دیوبند کیا ہے۔

نقونیز الایمان ص ۲۷ پر شہید بالاکوٹ مولوی سہیل لکھتے ہیں۔ کہ جس کا ام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور اسی کتاب کے ص ۲۷ پر اولیاء کی نسبت لکھا ہے کہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے۔ نہ اس کی ذات رکھتے ہیں۔

نافرین کرام یہ مضمون بھی کفر یہ عبارت نمبر ۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔ بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق

المہذب کتاب ص ۲۷ سوال نمبر ۹ کے جواب میں لکھا ہے۔ حبیب اکرم ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا۔ کہ جو نرسہ نکل کر حرمین شریفین پر حملہ ہوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ میں وہی مسلمان ہیں۔ اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ بالکل صحیح کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شرکت توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشائخ نہیں

نہیں ہے۔ نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تعصبات میں یہ تر
جنا بجمہوری کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اب دیکھئے اصل حقیقت اس
کے برخلاف ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۱۱ پر رشید احمد گنگوہی ایک
سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”محمد بن عبدالوہاب کے معتدلوں کو دہائی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد غلط
تھے۔ اور مذہب ان کا جعلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ
ان کے معتدلی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے۔ ان میں فساد پائیگا
اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق تھنی۔ شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے
یہ ہے اصل عقیدہ علامے دیوبند کا۔ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے
المہند میں اس کے برخلاف اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اور اس سے روز روشن کی طرح
ظاہر ہو گیا۔ کہ دیوبندی علماء اصل میں دہائی ہیں۔ چنانچہ البندارد و ص ۱۱۱ پر
لکھا ہے۔ سواگر کوئی ہندی شخص کسی کو دہائی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب
نہیں۔ کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی تھنی ہے
اور اس کتاب پر تمام ابراہر علامے دیوبند کے دستخط موجود ہیں۔ اور مولوی
اشرف علی صاحب کی کوشش بھی یہی رہی تھی کہ تمام دنیا کے مسلمان دہائی کو
قبول کریں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”میں تو کہتا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار
روپیہ ہو۔ سب کی تنخواہ کروں۔ پھر خود ہی صوبہ دہائی بن جاؤں۔“

(واقعات المیہ برقی فتاویٰ حصہ ۱ ص ۱۱۱) بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۱۱۱

ناظرین کو کم! ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے جس سے مولوی اشرف علی

اب کا اقوال و دہائی ہونا ثابت ہے۔ دیوبندی حضرات کے بڑے
اشرف علی صاحب نے جب لکھنؤ میں ملازمت کی۔ وہاں تفتیش کر کے
و شریف کے قیام و سلام میں شریک ہوتے رہے۔ کیونکہ لکھنؤ میں
اب لوگ سنی تھے۔ وہاں دیوبندیت کا چلنا مشکل تھا۔ مگر حبیب رشیدیہ
صاحب کو سلام ہوا۔ تو انہوں نے اشرف علی صاحب کو لکھا۔ کہ سنا ہے کہ
اب لکھنؤ میں قیام و سلام و میلاد مجلسوں میں شریک ہوتے ہو اور صلواتیں
دیتے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ تو مولوی اشرف علی صاحب نے جواب لکھا۔
”ارادہ کر لیا کہ ہرگز ایسی مجالس میں شرکت نہ ہوگی۔ اور اب یہاں کی
امت عرض کر کے حکم کا انتظار ہے۔ واللہ۔ کہ میں یہاں نہ کسی کا محکوم ہوں
نہ کسی سے مجبور۔ مگر یوری مخالفت کر کے قیام و شہوار ہے۔ جواب بھی یہاں
کے بعض علماء پر لکھا کہ دہائی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں
کو بھابھائے۔ کہ یہ شخص دہائی ہے۔ اس کے دھوکا میں مت آنا۔۔۔۔۔ دینی
شرکت یہ کہ اب ہم جوان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی سب
بہ اثر و بے وقت ہو جائیگی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو دہائی ہے
اب تک پوشیدہ رہا۔“ مگر رشید مصنفہ عاشق الہی برقی دیوبندی حصہ اول ص ۱۱۱
اب دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت ہو گیا۔ کہ دیوبندی۔ دہائی اور
و مقتدر دہائی دنیا و اعتقاد متحد ہیں۔ اور المہند کتاب تراخلص دھوکا
ست اور فراموش ہے۔

نہم نبوت کے متعلق المہند میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا چنانچہ سوال نمبر ۱۲ کے

جواب میں المہند کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے سرورِ آقا اور پیارے شفیعِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کتاب میں فرمایا ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بحیثیتِ حدیثوں سے جو معنی حدیثوں کو پورچ گئیں اور نیز اجماعِ امت سے جو احادیث کہ ہم ہیں سے کوئی خلاف کہے۔ کیونکہ جو اسکا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ منکر ہے لغزِ قطعی کا۔

”ناظرین کرام! غور فرمائی یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخرِ الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ آیت اور آقاؐ متواتر لفظی اور اجماع سے ثابت ہے اور نصِ قرآنی کو اس معنی میں صریح و قطعی مانا۔ اور اپنے آپ کو ناصحی ظاہر کیا۔ اور تہذیبِ انصاف پر مولوی قمر کا صاحبِ نالوثوی لکھتے ہیں۔

”سو عام کے خیالی میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے خاتمے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ درج ہیں وکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ قرآن اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس معنیوں کی پوری بحث کفریہ عبارتِ فہر میں اوپر لکھی جا چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

المہند کے صفحہ ۲۹ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق سوال نمبر ۱۲ کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”ہم زبان سے قائل اور قلب سے متفقہ اس امر کے ہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات، صفات اور تشریعات یعنی احکامِ علیہ وسلم نظریہ اور تحقیقت ہائے حقہ و اسرارِ غیبیہ وغیرہ سے تلقین ہے۔ کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس کس نہ نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ۔ نہ نبی و رسول۔ اور بے شک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا۔ اور آپ پر حق تعالیٰ کا فیصلہ تسلیم ہے“

”ناظرین حضرات اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے۔ دیکھئے کیسے فاضل مسلمانوں کے روپ میں اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریعت کی وسعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مخلوق الہی سے اعلم ہونا بیان کر رہے ہیں۔ مگر عقیدہ دیکھئے تو نہایت گندہ اور ناپاک چنانچہ تقویتِ ایمان صاف پر لکھا ہے۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے مالا کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں۔ سو اسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ نبی یا عالم نہ دوسرے کا یہ ہے جیسا یہ عقیدہ غلام کے دیوندا کا المہند میں اس کے بخلا کر دیا۔ جو صاف صاف دھوکا ہے۔

المہند کے صفحہ ۲۹ پر سوال نمبر ۱۵ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان یعنی علم کی نسبت کے جواب میں لکھا ہے۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ جو شخص یہ

کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلیٰ ہے۔ وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جویوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ یہاں تو صاف طور پر یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ وہ شخص کافر ہے۔ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان ملعون کا علم زیادہ بتا دے۔ اب دیکھئے یہ عقیدہ کس کا ہے۔ براہین قاطعہ صاف پر لکھا ہے۔
 "الحاصل خود کرنا چاہتے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف تصور قطع کر کے بلا دلیل محض قیاس نامہ سے ثنابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام تصور کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے یہ کتابت خرافہ یہ ہے کہ خود ہی شیطان لعین کے لئے وسعت علم کو ثابت کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس کے ثبوت کا انکار کیا۔ یہاں جس چیز کو کفر بتایا۔ اس کے قائل خود جناب ہی ہیں۔ اب قارئین گرام غور فرمائیں عقیدہ تو علمائے دیوبند کا یہی ہے جو براہین قاطعہ میں لکھ چکے۔ اور سب سے حیران کی بابت یہ ہے کہ الہند کتاب اور براہین قاطعہ دونوں کتابوں کے مصنف ہی مولانا خلیل احمد صاحب مہارن پوری ہیں۔ اس مضمون کو کفر یہ عبارت فقہاء میں ملاحظہ فرمائیں۔ حق و باطل ظاہر ہو جائے گا۔

ارو الہند کے صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زیر و بحر و باہم جانیں گے ہم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

اب دیکھئے علمائے حرمین شریفین کے سامنے تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ اب غور کریں۔ ایسا کہنے والا اور لکھنے والا کون شخص ہے۔ علمائے دیوبند کس پر یہ فتویٰ کفر لکھ چکے ہیں۔ فیصل کس شخص کا ہے ملاحظہ کیجئے حفظ الایمان مصنف مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی حضرات کے عظیم الامت صاحب پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم حبیب کا حکم کیا جایا اگر بقول ربیریح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کی تفصیل ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر مہی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

ہائیں حضرات دیکھئے وہ کفری قول جس کے قائل کو الہند میں کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ خود ان کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری فریب کاری یہ کہ الہند میں مولوی اشرف علی کی عبارت پیش کی تو اس میں قطع و برید کر لی۔ کہ حفظ الایمان میں تو علم غیب کا حکم کیا جانا لکھا۔ اور الہند میں علم غیب کا اطلاق لکھ دیا گیا۔ کہاں حکم کیا کہاں محض اطلاقی۔ اپنی عبارت میں تحریف کر ڈالی۔ اگر ان کے نزدیک حفظ الایمان والی عبارت صریح کفر نہ تھی۔ تو الہند میں اس کو کیوں بدلایا۔ دوسرے لفظوں میں تحریف کیا۔ اصل لفظوں کو کیوں پھریا۔ قول کچھ تھا۔ اور علمائے حرمین شریفین کو کچھ دکھایا۔ یہ مضمون نبی متفضل و قائل کے ساتھ کفر یہ عبارت نمبر ۱ میں بیان ہو چکا۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

مجلس میلاد شریفین کی نسبت بتائیں ظاہر کیا ہے۔

الہند ص ۳۹ پر لکھا ہے ہاں ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا آپ کے جڑوں کے غبار اور آپ کی ساری کے گھر کے پینٹا کے تذکرہ بھی قبیح و بدعت بدیہہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے۔ ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر و تذکرہ شریف ہو یا آپ کے بول و بڑا و نوشتہ و برخواست اور بیوی و خواب کا تذکرہ ہو۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ یہاں تو مولود شریف کو اعلیٰ درجہ کا مستحب لکھا۔ اور اس کو بدعت بدیہہ کہنے سے حاشا کہہ کر نکار کیا گیا۔ یہ بڑا فریب ہے کیونکہ اس میں وہ اس کے منکر ہیں۔ تمام دیوبندی اکار علماء کے عقیدہ عالم مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب قنادیہ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱ پر لکھتے ہیں۔

سوال :- مولود شریف اور عرس کو جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک جائز ہے کہ نہیں۔ اور شاہ صاحب واسطی مولود اور عرس کیا کرتے تھے یا نہیں۔ الجواب :- عقد مجلس مولود اگر عرس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو۔ مگر اہتمام و تملی اس میں بھی موجود ہے۔ لہذا اس زمانہ میں درست نہیں۔ (فائدہ رشیدیہ)

حقہ اول مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی صفحہ ۱۶

ناظرین کرام۔ اب ایک حوالہ براہین قاطعہ سے نقل کرنا ہوں۔ ملاحظہ فرمائے اور انصاف کیجیے۔

پس یہ ہر ذرا عادیہ ولادت کا تو مشن ہنود کے سانگ کنبیا کی ولادت

ہر سال کرتے ہیں یا شش روافض کے نقل شہادۃ اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگہ آپ کی ولادت کا شہادہ اور حرکت جیسے قابل روم و طرح منطق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس سے بڑھ کر ہو گئے۔

سب سے حیرت کی بات یہ ہے کہ یہی مولوی علیل احمد صاحب المہند میں مولود شریف کو نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب لکھ رہے ہیں اور یہاں اس سے براہین قاطعہ ہیں۔ مولود شریف کو کنبیا کی ولادت کی مثل لکھ چکے ہیں جیسے اور یہ لکھا جا چکا ہے۔ اور یہ دونوں کتابوں کے مصنف مولوی علیل احمد صاحب یونہی ہیں۔ اور یہی مولوی علیل احمد صاحب براہین قاطعہ کے مصنف اور لکھتے ہیں۔

الحاصل قیام دست بستہ بخوشی غیر (خدا) کے واسطے شرک ہوتا۔ حالانکہ قیام دیوبندی علماء کے پیروں میں شہابی اور اہل اللہ صاحب مہاجر کی ہر سال مجلس مولود و عرس میں شامل ہوتے تھے۔ اور قیام بھی کرتے تھے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ نقل مولود میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال مشغف کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ (نبیلہ ہفت مشلا مصنف حاجی اماد اللہ صاحب مہاجر کی صفحہ ۱)

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ ان اہل ابرائے دیوبند نے اپنے پیروں میں ہر مذکورہ بھی صاف نہیں کیا ان کو بھی شرک و بدعت بلکہ فتنے کی لپیٹ میں لے لیا جب اپنے پیروں صاحب پر بھی فتویٰ شرک دلائے سے باز نہیں رہ سکتے تو ایسی بات میں علمائے اہل سنت کو کیا افسوس ہو سکتا ہے۔

ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ فلاں جگہ مولود شریف ہے تم چلتے ہو۔ مولانا نے صاف انکار کر دیا کہ نہیں حضرت میں تو نہیں جا سکتا۔ میں تو ہندوستان میں ابکونے کڑا ہوں حضرت نے فرمایا۔ جزاک اللہ۔ میں اتنا تمہارے جانے سے خوش ہوتا۔ جتنا زبانی سے عرض ہوا۔ (ارواحِ شامہ ص ۲۳۵)

دیکھا جناب عقیدہ تو حضرات علمائے دیوبند کا یہ ہے مگر المہند میں اس کے خلاف کچھ دیکھا۔ ثابوت ہوا کہ المہند کتاب تمام مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے لکھی گئی ہے عقیدہ کچھ ہے لیکن علمائے حرمین شریفین کے سامنے کچھ اور ظاہر کیا۔ یہ محال ہے دھوکا نہیں نوازا دیا ہے؟

اب ملاحظہ فرمائیں۔

المہند تصدیقات کا حال

سب سے پہلے اس رسالہ میں دیوبندی علماء کی گفتار بظاہر درج ہیں اور اس پر محجب ہے کہ کسی تقریب میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے اور لازمی اور ضروری بات یہ تھی کہ سب سے پہلے علماء حرمین شریفین کی تصدیق ہوتی تھی کہ دیوبندی اپنے مائیوں کی یہ بھی ایک چال ہے اور دھوکا ہے پھر علمائے مصر و دمشق و شام کے دستخط شیت ہیں لیکن معلوم نہیں ہوا کہ یہ رسالہ ان کے پاس کس طرح پہنچا یا مولوی حیدر احمد خود لے کر گئے۔ یا کسی نوکر کے ہاتھ بھیجا۔ یا ڈاک میں فائدہ کیا۔ ان تینوں باتوں کا کوئی پتہ نہیں اور نہ ان کے دستخطوں میں کوئی تاریخ درج ہے۔ اور نہ انہوں نے کچھ لکھا ہے کہ ہم کو اس دستخط کرنے کی کس طرح تحریک ہوئی۔ دیکھو المہند اردو و سنسکرت یہ سب فرضی کاروائی ہے اور دھوکا ہے۔ اب سنیہ جامعہ لاہور بمصر کے ایک عالم کی تقریب کیا فرستے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

میں اس با عظمت رسالہ پر مطلع ہوا پس میں نے اس کو صحیح عقیدہ پر مشتمل پایا۔ اور یہی عقائد ہیں۔ السنۃ و الجماعت کے۔ الیقین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کفریہ لکھے جو اس یار و افق سے مشابہت دے کہ تشیع مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ بہت آگے قیام مذکور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و

جنت کی شان کے ارادے سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے کہ جس کی ذات میں کوئی شرابی نہیں لکھا اسکو محمد ابراہیم یحیائی نے ازہر میں (مہر) لکھا اسکو سلیمان بعد شہ نے ازہر میں (مہر) (المہند اردو دیکھو) ناظرین کرام - دیکھا آپ نے جامع ازہر کے علماء نے مولوی فیصل احمد کی کتاب براہین قاطعہ کا کیا زیر دست کر دیا ہے۔ ایک ہی عبارت میں براہین قاطعہ کی دو جہاں ہوا میں اڑا دیں۔ کیونکہ یہ ساری کتاب ہی ذکر وادوات پاک اور قیام کے خلاف پر لکھی گئی تھی بلکہ اس میں میلاد شریف اور قیام کو حرام لکھا گیا ہے۔

علمائے مدینہ کی تحریر کا خلاصہ

علمائے مدینہ کے نام سے المہند میں ایک چالاک کی سے کام لیا گیا۔ وہ یہ کہ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے اولیٰ وادوسط و آخر کی تھوڑی تھوڑی عبارتیں نقل کر کے اس پر چوبیس تیس حضرت کے دستخط صفحے سب نقل کر دیئے۔ وہ دستخط المہند پر نہ تھے برزنجی صاحب کے رسالہ پر تھے۔ مگر عوام کو دھوکا دینے کے لئے کہ مدینہ شریف کے استاذ علم اس سے مشتق ہیں۔ برزنجی صاحب کا پورا رسالہ بھی نقل کر دیا۔ اپنے مطلب کی چند عبارتیں نقل کر دیں۔ یہ کہاں کی دیانت ہے۔ یہ دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس پر بھی علمائے دیوبند کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ بلکہ مولوی فیصل احمد اور مولوی رشید احمد صاحبان کی تحریروں کا زبردست رد کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جانا

۱۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فوج کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بر غلطی بھی نہ کر جائے گا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ ۲۔ ان علماء وادی کون (جہان) میں جو چاہتے ہیں نصرت فرماتے ہیں۔ ۳۔ المہند اردو اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا تشریف لانا قبر تک میں زندہ ہونا تمام جہاں میں۔ ۴۔ بادل تعالیٰ اپنے حسب مرضی وخواستش فرماتا ثابت کیا گیا ہے۔ ۵۔ دیوبندی اکابر علمائے اس کو سند کے طور پر کتاب المہند میں نقل کیا ہے۔ لیکن عقیدہ تمام علمائے دیوبند کا وہی ہے۔ ۶۔ تقوید الایمان۔ براہین قاطعہ۔ اور فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ میں لکھا جا چکا ہے۔ ۷۔ تو صرف علمائے حریں شریفین کو دھوکا دینے کے لئے فرضی کتاب لکھی گئی ہے۔ ۸۔ چنانچہ تقوید الایمان ص ۱ پر بنیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ اپنی طرف سے ایک چوبیسویں میں بھی تشریف نہیں کر سکتے۔ ۹۔ عقیدہ قواعد میں یہ ہے جو مولوی اسماعیل لکھ چکے ہیں۔

مدینہ منورہ کے عالم حضرت مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے رسالہ کا حوالہ مسلمان کذب کے متعلق (ملاحظہ فرمائیے)۔ آپ فرماتے ہیں آپ شیخ فیصل احمد ان حضرات علماء رکھنے والے سے ہے باہر نہیں لیکن باوجود اس کے میں ان سے اور تمام علماء دیوبند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء کو نماز سب سے کہ ان ایک مسئلہ اور ان کے ذہن احکام میں غرض نہ کیا کریں جن کو عوام تو کبھی نہیں گے بڑے علماء میں بجز ایک دو خاص افراد اس عالم کے دوسرے عالم ہی نہیں

سمجھ سکتے اس لئے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ کی ہوتی خبر اور وعید کے خلاف
کوڑا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے۔ اور واقعی اس سے لازم آیا
اس کلام لفظی میں جو اللہ کی جانب منسوب ہے۔ کذب کا امکان بالذات۔
بالوقوع اور اس کو پھیلانے کے تمام لوگوں میں عوام کے ذہن فوراً اس
طرف آئیں گے۔ کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں کذب کے جواز کے قائل ہیں
پس اس وقت ان عوام کی حالت ان دو امر میں متروک ہوگی۔ یا تو جس طرح
ان کی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کر کے ان میں گئے پس کفر والحاد میں گر
پڑیں گے۔ اور یا یہ کہ اس کو قبول نہ کریں گے۔ اور پوری طرح انکار کریں گے
اور اس کے فائل پر طعن و تشنیع کریں گے اور ان کو کفر والحاد کی طرف قسب
کریں گے اور یہ دونوں باتیں فساد عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر راجح
ہے کہ ان مسائل میں غور و خوض نہ کریں۔ (المہندار و صاحب)
اب دیکھئے حضرت سید احمد برہنجی نے مسئلہ کذب باری تعالیٰ میں کس قدر
سستی سے غور کرنے سے منع فرمایا ہے اور حضرت نے اپنی سخت ناراضگی
ظاہر فرمائی ہے اور نہ اس مسئلہ کو پسند فرمایا ہے اس میں مولوی خلیل احمد
صاحب اور رشید احمد صاحب کی تحریروں کا زبردست رد فرمایا جو فساد
رشتہ بد اور براہین قاطعہ میں لکھی گئی ہیں۔ اب کیا فائدہ بینیا علمائے دیوبند
کو اس تقریر سے ہے؟ اس میں تمام علمائے دیوبند کا زبردست رد کیا گیا
جو امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

مکہ معظمہ کے علماء کی تصدیقات کا حال

اس رسالہ المہند پر کہ معظمہ کے کسی حنفی عالم کی تصدیق ثبت نہیں۔
اور دو کے مصنف پر لکھا ہے۔ جناب مفتی مالک اور ان کے بھائی صاحب
بدلتے کے تصدیق کر دی تھی۔ مخالفین کی وجہ سے اپنی تقریر کو
انتمویت کمال لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کر لی
اس سو پر یہ ناظرین ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں یہ دھوکا نہیں تو اور کیا ہے؟ جب ان لوگوں
تصدیق کے بعد اپنی تحریریں تم سے واپس لے لیں اور تمہارے فریب پر
طعن جو کر تم کو واپس نہ کریں۔ تو پھر ایسی صورت میں ان کے چھاپنے کا
کو کیا اعتبار رہ جاتا ہے؟ پھر اپنے رسالہ المہند میں چھاپ کر مخلوق
کو دھوکا کیوں دیا۔ اور شیخ اس رسالہ المہند پر حضرت مولانا پیر محمد
یعنی مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر کی کے دستخط بھی نہیں ہیں۔ اور
حضرت شیخ المشائخ الدلائل مولانا شاہ محمد عبدالحق مہاجر اور نہ حضرت شاہ
اللہ مہاجر کی جو تم (دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں) کے دستخط ہیں
میں حضرت اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے جن کے دستخط ہونے نہایت
- دی تھے۔ کہ جس سے اس فرضی رسالہ کی تصدیق ہو جاتی ہے اس کی
جو یہ ہوتی کہ حضرت ان دیوبندیوں کے دھوکوں اور عفا کے پورے
لے واقف تھے اس لئے ان سے دستخط نہیں کروائے گئے۔ یا انہوں

نے دستخط خود نہیں کئے ہیں ثابت ہوا کہ یہ رسالہ المہند محض فرضی اور جعلی اور ردی ہے اور نرا دھوکا ہے +

اور غیبی اور غور فرما دیجئے اس رسالہ المہند پر جن دیوبندی علماء کے ہاتھ میں ان میں دیوبندی علماء کے قطب عالم جناب رشید احمد صاحب کے ہاتھ بھی نہیں ہیں۔ چونکہ اس رسالہ المہند میں تمام عقائد المہنت و جماعت کے ساتھ ملتے جلتے ہیں جو مولوی رشید احمد کے عقائد کے خلاف ہیں اس لئے انہوں نے اس رسالہ کی تصدیق نہیں کی اور اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہ ایسے رسالہ کی تصدیق کیسے کرتے جب کہ انہوں نے اپنے پیچھے مرشد کے رسالہ ہفت مسئلہ کو غیبی و غصب میں آکر جلائے کا حکم دیدیا تھا نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ایک عبرتناک واقعہ اور غضبناک سانحہ مولوی رشید احمد

اس فیصلہ ہفت مسئلہ رسالہ مصنف مرشد خود کو دیکھ کر مارے غم کے چراغ پا ہو جا۔ اور اس رسالہ مبارک کو آگ میں ڈال کر خاک سیاہ کر ڈالنا + نہایت متنبہ فرما لے سے معلوم ہوا کہ جس وقت فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ طبع ہو کر طرف ہند میں شائع ہوا۔ اور اتفاق سے کہ نیچے گنگوہی تالیف پہنچے تو اس خبر کے سنتے ہی فاضل گنگوہی چراغ پاسبان ہو گئے اور فوراً نادری حکم صادر فرمایا کہ جس قدر نسخے لنگوہ آئے ہوں سب جلائے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ فوراً تمیل علی میں لائی گئی۔ اور چند نسخے بھی پہنچ

ان کی قدر و منزلت یہ کی گئی کہ آگ میں جھونک کر سیاہ کر دیئے گئے۔ وائٹا المیہ را احجون۔ بلفظ کتاب تحقیق الحق مطبوعہ مطبع قیومی کراچی میں نمبر ۲، صفحہ ۴۴ سطر ۱۰ (جواہر انوار آفتاب صداقت ص ۴۱) حضرت قاضی فضل احمد صاحب معنف انوار آفتاب صداقت تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

اللہ ! اللہ ! یہ غیظ و غضب، اور گستاخی اور بے ادبی خاص اپنے مرشد کی اور کیا عقلمندی مولوی صاحب کی دُور دانش کی کہ یہ چند دس بیس سالہ گمراہی میں بلا دیئے تو کیا ہوا۔ وہ تو ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر طبع ہو چکا تھا۔ بلکہ اس کے بعد دوبارہ بھی طبع ہو کر شائع ہوا۔ مگر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے رنج اور غم کی کوئی انتہاء تھی۔ نہ ضبط ہو سکا۔ اور یہ کہ کتاب کی یہ عزت کی آگ میں جلا ڈالا۔ قیامت کو ضرور حضرت مرشد کے دروہ رسوائی نہ ہوگی۔ بلکہ ردیابہی ہوگی۔ اور یہی مولوی رشید احمد صاحب مکرۃ الرشید میں فرماتے ہیں۔ یہ سبین لغزش کے مورخ سے بچا لے رہا ہے مرشد کا اتنا مطیع ہو کر آتشال سے سرمو تجارت نہ کرے عام اس کے کہ آبرو و ذیوی باگئے یا رہے۔ (مکرۃ الرشید بلدیہ نمبر ۲، ص ۲۶) حالانکہ خود جناب نے مرشد صاحب کی کتابیں جلا کر خاک کر دیں اور اب مرشد صاحب نے کلمہ فخر میں فرمایا کہ ایک جگہ مولود شریف ہے۔ چیتے ہو تو صاف انکار کر دیا کہ انہیں حضرت میں تو نہیں جاسکتا۔ میں تو ہندوستان میں اس کو منع کرتا ہوں۔ (ادوار حشر ص ۱۴۱)

ناظرین کرام۔ اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ خود مولوی رشید احمد صاحب اپنے مرشد صاحب کے کتنے مطیع اور فرمانبردار تھے؟ بس اسی وجہ سے آپ نے رسالہ الہند کی تصدیق نہیں کی اور نہ دستخط کئے۔ کیونکہ الہند اور فیصلہ ہفت مسئلہ میں تمام عقائد آپ کے خلاف تھے۔ یہ تو صرف مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے الہند کا نام عقائد علماء کے دیوبند رکھ گیا ہے جو خالص دھوکا ہے۔

کیا عمل میں امتیازیابی علیہم الصلوٰۃ والسلام بڑھ چکی تھیں؟

ناظرین کرام۔ اس مسئلہ کا جواب میں نے کسی عبارت میں لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن جب میں نے عبارات اکابر میں گنگھڑی صاحب کا یہ مضنون دیکھا کہ میں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نماز۔ روزہ حج و عمرہ کے مقابلے میں موجودہ دور کے دیوبندی لوگوں کا عمل نماز۔ روزہ حج و عمرہ کو بڑھا کر لکھا ہے۔ لہذا مجھ پر لازم ہوا کہ میں اس کا جواب لکھوں جس کے بدلے مولوی محمد ناسم نافو توڑی کی کتاب تحذیر الناس سے اصل عبارت نقل کرنا پڑی۔ ملاحظہ فرمائیے۔

امتیازیابی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اسی عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتیازیابی ہوجاتی ہے۔ بلکہ بڑھ جاتی ہے۔

جواب۔ تمام اہل سنت و جماعت حضرات کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امت سے جس طرح علم میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اسی طرح عمل میں بھی پوری امتیازیابی رکھتے ہیں۔ کوئی امتیازیابی کسی درجہ کا ہو۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم و عمل میں ہرگز مساوی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ بڑھ جائے۔ ناظرین حضرات غور فرمائیے۔ نافو توڑی صاحب اپنے اس دعوے میں کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے۔ نہ کوئی حوالہ کسی کتاب سے نقل کیا۔ اور دعویٰ نیز دلیل کے باطل ہوتا ہے۔ اب جینے گنگھڑی صاحب نافو توڑی صاحب کی اس

عبارت کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل پیش کرتے ہیں۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً تیرہ سال ہی فرضی نمازیں پڑھیں اور پڑھائیں حالانکہ اس دور اور لحاظ میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو یکا میں پچاس ساٹھ سال سے باقاعدگی سے نمازیں پڑھ رہے ہیں تو اس لحاظ سے بظاہر یہ امتیازی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ گئے۔ مسلمانوں نے استفادہ اللہ کے کئے کئے ہیں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک نماز کے مقابل میں ساری امت کی ساری نمازیں پائی اور اعلیٰ کیفیت کے لحاظ سے تعادل اور توازن میں پیش برکتی ہیں۔ کیونکہ جو شخص مشاہدہ اور اخلاص آپ کو حاصل مٹا جس سے حقیقت میں اعمال کا وزن کم ہے وہ اگر کسی کو حاصل ہو سکتا ہے اور اس مقام میں بجز اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ سچہ نسبت خاک یا عالم ایک (عبادت اور عبادت)۔ آگے گھٹتے ہیں۔ ان حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقریباً دس سال جمعہ کی نماز پڑھی اور اس وقت بھی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان ایسے ضرور موجود ہیں جنہوں نے اگر نمازیں نہ پڑھی ہوں اور چھ تو انشاء اللہ (انشاء اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ) محمول (محمول) ضرور بالا التزام پچاس ساٹھ سال سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں اب بظاہر دس سال کی نماز سے یقیناً زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے۔ مگر اپنے باطنی اثر اور وزن کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ہی نماز جمعہ تمام امت کی جمعہ کی سب نمازوں پر بھاری ہے۔

۳۔ آگے گھٹتے ہیں کہ رمضان شریف کے روزے سلسلہ میں فرضی ہوئے اور اسی سال عیدین کی نماز کا حکم ہوا۔ اس انوار سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف نو سال رمضان المبارک کے روزے رکھے اور نو ہی سال عیدین کی نماز پڑھی۔ مگر اس وقت بھی بے شمار مسلمان ایسے موجود ہیں جو چالیس یا پچاس سال سے باقاعدہ روزے رکھتے اور عیدین کی نماز پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن ان کے ان روزوں اور عیدین کی سالہا سال نمازوں کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روزوں اور سالہ عیدین سے کیا تعادل و بظاہر توازن عمل میں بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر آپ کے ساتھ توازن کیا معنی؟

۴۔ فریضہ حج کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایک حج ہی کیا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں اسکی تصریح موجود ہے۔ لیکن اس وقت بھی اسلامی ممالک میں ایسے ہزاروں مسلمان موجود ہیں جنہوں نے تین تین اور چالیس چالیس سے زیادہ حج کئے ہیں اب کیا ان کے ایک سے زائد حجوں کا محض اس لئے انکار کر دیا جائے کہ اس سے وہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ رہے ہیں؟۔ کون احق اس کا انکار کر سکتا ہے بظاہر و بحر اعمال کی طرح اس عمل میں بھی امتیاز بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں لیکن اپنے باطنی اخلاص میں ان کے اس نیک اور صالح عمل کو ان حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقبول اور زریں عمل سے کیا نسبت ہے۔ (عبارات اکابر مہم ۱۳ حصہ اول)

فازمین کرام دیکھا آپ نے یہ ہیں شیخ الحدیث جناب صفدر صاحب
مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کیسی دورنگی چاہتے ہیں۔ خود آپ ہی
عبارت انکار کے صلا پر لکھتے ہیں۔ القلعہ کمال علی کمال محمدی ایسا لافانی
ہے کہ بجز اہل نقشبند اور سوائے جاہلان کم فہم اور کوئی اسکا منکر نہیں ہو
سکتا۔ جب کمال علی اور کمال علی دونوں میں آپ کیسا نکلے۔ تو پھر آپ خاتم
ہوں گے تو اور کون ہوگا۔

گنگوڑی صاحب جب آپ اس بات کو تسلیم کر چکے اور اپنے قلم سے لکھ
چکے کہ کمال علی اور کمال علی دونوں میں آپ کیسا ہیں۔ تو پھر آپ کو کیا حق پہنچتا
ہے کہ آپ موجودہ دور کے دیوبندی امتی جکے علی کا مقابلہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے علی مبارک سے کر کے اپنے ناما علی کو سیاہ کریں۔ حاکم
اسی زمانہ کے لوگوں کی علمی زندگی کا حال آپ نے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرما
دیا تھا کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ نکل آئیں گے جو دین کا لبادہ پہن کر دنیا والوں
کو فریب دیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہو جائیں اور دل ان کے
بیمبروں کے سے ہوں گے۔ اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ آخر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو بنی اسرائیل کی بھائی ہوں گے
لیکن باطنی طور پر ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ اب گنگوڑی صاحب
ایسے ہی لوگوں کے نماز روزہ حج وغیرہ کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے نماز روزہ حج وغیرہ سے بڑھا کر اپنے شیخ الحدیث ہونی کا ثبوت پیش کر
رہے ہیں۔ ظ پھر بے خبر زخماں محمد عربی است

سبب سے حیرت کی بات یہ ہے خود ہی گنگوڑی صاحب لکھتے ہیں کہ نماز
روزہ حج وغیرہ ان سبب اعمال میں امتی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ
گئے۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ اس وقت ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان ایسے
موجود ہیں جنہوں نے اگر نمازین نہ پڑھی ہوں جمعہ تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور
بالانعام پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ سال سے پڑھتے چلے آئے ہیں۔ اب
ظاہر دس سال کی نماز جمعہ سے پچاس ساٹھ سال کی نماز جمعہ یقیناً زیادہ اور
حارمیں بڑھی ہوئی ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ تاہم کرام دیکھا آپ نے
ہیں لاکھوں لوگوں نے ساری ساری عمر کوئی فرضی نماز نہ پڑھی ہو صرف اور
صرف جمعہ کی نماز ہی ادا کرتے رہے ہوں۔ ان کو بھی مسلمانوں میں شمار کر کے منکر
ان کی ایک ہی نماز جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جمعہ سے بڑھا کر دکھا دیا
معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے قیامت نماز چھوڑ
دی جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا جس نے نماز چھوڑ دی۔ اس کا کوئی دین نہیں۔ نمازین کا متون
ہے اور فرمایا ہے نماز قیامت کے دن فاروق و فرعون و امان و ابی بنی نیت
کے ساتھ ہوگا۔ لیکن گنگوڑی صاحب لکھتے ہیں کہ لاکھوں آدمی خواہ ساری عمر فرضی
نمازین نہ پڑھیں۔ مگر صرف جمعہ کی نماز ہی پڑھ لیں۔ پھر بھی وہ مسلمان ہی سمجھے
میں اور ان کا عمل صرف جمعہ کی نماز ہی پڑھ لیا یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نماز جمعہ سے زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے۔ استغفر اللہ۔ معاذ اللہ۔
گنگوڑی صاحب کے دو سرائق ۱ لکھتے ہیں۔ مگر اپنے باطنی اثر

اور زل کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و آلہ و سلم کی ایک ہی نماز مجید
تمام امت کی عبادت کی سب نمازوں پر جاری ہے اور کھانا کہ مگر اپنے کے ساتھ
توازن کا کیا معنی؟ اور کھانا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و آلہ و سلم کے
مقبول اور زیریں عمل سے کیا نسبت؟ اور کھانا کہ چہ نسبت خاک را با عالم پا
و غیرہ وغیرہ۔

اس دور کی پال سے کیا فائدہ؟ جب آپ پہلے قول میں یہ مجنونانہ بڑ
مار چکے کہ امتی بر عمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ گئے تو اب دوسرا
قول آپ نے کیوں کھانا بھرنے کا یہی قول آپ کا صحیح ہو سکتا ہے۔ دونوں
قول کیسے صحیح ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ پہلا قول صحیح ہے تو دوسرا غلط ہے۔ اگر
دوسرا صحیح ہے تو پہلا غلط ہے۔ اور میں تو دوسرا قول آپ کا صحیح سمجھتا ہوں
اور پہلے قول کو غلط تصور کرتا ہوں۔ کیونکہ پہلا قول آپ کا جھوٹ ہے اور دوسرا
قول آپ کا صحیح ہے اور حق ہے اور پہلا قول باطل ہے اس لئے کہ آپ نہیں
جانتے کہ جن لاکھوں لوگوں کی عبادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے
بڑھا کر رکھ رہے ہو۔ ان کی عبادت قبول بھی ہے یا نہیں؟ دیکھئے میدانِ ماسٹر کا
حال۔ چھ لاکھ سال کی عبادت کہ کھر گئی؟ ایسی لعین تو بڑا توحید پرست تھا۔ مگر
یہ ادب ہونے کی وجہ سے لاکھوں سال کی عبادت سے ہاتھ دھو بیٹھا اور
عابدِ علیہ السلام کی عبادت کو کھر گئی؟ گھٹکڑی صاحب اور
سنیئے ایک عابد کی ہزار سال کی عبادت پر باد ہو گئی۔ گھٹکڑی صاحب آپ کے
اکابر کی کتاب تذکرۃ الرشید سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے آپ کے

دبا کر کیا فرماتے ہیں۔

پچھلے زمانہ میں ایک شخص عابدِ زام تھا۔ اس نے اپنی ساری عمر اللہ تعالیٰ
کی عبادت میں گزاری اور عبادت بھی اخلاص سے کرتا تھا۔ ہزار تو عبادتیں
ہی کیا ہیں۔ کہ رہا بھرا پڑا ہے اس شخص کی عمر ہزار سال کی تھی۔ اتنا کثیر زمانہ ہم
تین اللہ کی یاد میں صرف ہوا۔ آخر وقت میں مرنے سے قبل اس کے دل میں
بہ خطرہ آیا کہ میں نے حق تعالیٰ کی عبادت بہت کی ہے۔ ساری عمر اسکی یاد
میں مشغول رہا ہوں۔ مجھے خدا کے بیان ہزار تہ لے گا۔ جب وہ شخص مر گیا۔ اور
حق تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوا۔ تو ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ اسے جہنم میں بھرنے
کو۔ نرشتے حکم کے بندے اسے کشاں کشاں لے چلے۔ اس نے عرض کیا کہ
بار الہا۔ میں نے تیری عبادت ہزار برس کی ہے۔ میں توحید کا مستحق تھا۔
اس وقت حکم ہوا کہ اچھا سائل جہنم پر رکھو۔ چنانچہ وہ دوزخ کے کنارے کھڑا
کر دیا گیا۔ اس وقت ایک بڑی شدت کی پیاس لگی۔ بے تاب ہو کر اس نے عرض
کیا۔ کہ اے میرے پروردگار۔ مسود بھیجے یا پانی بلا جینے کی اجازت دیجئے کہ میں
پیاس کے لئے مر جاؤں۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس شخص سے
کہو کہ یہاں پانی مفت کی نہیں ہے۔ ہزار سال عبادت کے سادہ میں ایک
لٹرا پانی خریدنا چاہے تو خرید لے۔ درخت خاموش ہے۔ بیس کہ اس پیاس
عابد نے بڑی خوشی سے عرض کیا کہ مجھے منظور ہے۔ پانی تو مل جائے کہ چائے
پہنچ جائے اگر کوئی ہزار سال کی عبادت بھی قیمت قرار دی جاتی۔ تو میں قیمت سمجھتا
اور منظور کرتا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ اس شخص سے

یو چھو۔ دنیا میں ہزار سال تک ہزار ہا کھڑے ٹھہرے اور بیٹھے پانی کے پی چکے ہیں۔ پہلے اسکی قیمت کا حساب کر دے اس کے بعد اس ایک کوڑے کے بدلے ہزار سال کی عبادت لے لی جائے گی۔ (مشکوۃ الرشید عبد دوم ص ۱۱۰)
 کیوں جناب سر فرناز صاحب اس عابد کی ہزار سال کی عبادت کو حیرانگی سے نہ دیکھتے؟
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا دل سینے۔ آپ ماری ماری رات نفلوں میں گزار دیتے اور پائے مبارک درم کر جاتے۔ دیکھئے آپ کے کچھ کلمات لکھتے ہیں کہ آپ تقدیر نفل نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک درم کر جاتے اس پر حق تعالیٰ و تقدس نے برائے ترحم فرمایا طلع الف یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑیں۔ اور آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ میں ہنڈیا کا سا جوخ (مسحوق) ہوتا تھا۔

اور بخاری شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں استغفر قیام فرماتے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤں یا آپ کی دونوں پنڈلیاں درم کر جاتی تھیں۔ اگر آپ سے کہا جاتا کہ آپ استغفر عبادت نہ کیجئے تو آپ فرماتے کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی عبادت دائمی ہوتی تھی اور تم میں سے کون شخص اس چیز کو برداشت کر سکتا ہے۔ جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کیا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو رزق قیام ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ نور میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ حبیب اکابر حدیث ہیں اسکی تصریح موجود ہے۔ لیکن میں یہاں دیوبند اور علماء کرام کی کتابوں سے نکل کر آہوں۔ لا عظم فرمائیے۔ مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

جیتنی وغیرہ نے حدیث الشیخ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (نشر الطیب مصنف مولوی اشرف علی تھانی ص ۲۵۲)

۲ اور نواب محمد صدیق حسن خان بھٹائی اپنی کتاب المشائخ النبیہ ص ۵۲ میں لکھتے ہیں اور آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں انفرادی کے اذان اور اقامت کے ساتھ (صلی اللہ علیہ وسلم)

نماز پڑھنا وصال کے بعد تاقیامت جاری رہتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو وہ سو سال سے اپنے روضہ نور میں نماز باجماعت ادا فرما رہے ہیں اور تاقیامت

ان طرح نماز ادا فرماتے رہیں گے۔ پھر حضرت کی بات ہے کہ ان لوگوں کا صاحب اور فرناز صاحب اس قسم و شاد کے دور کے پچاس سالہ اسٹیج کے نماز روزہ کا وغیرہ اعمال کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مبارک سے بڑھا کر

ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ امتی کا عمل مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔
 اور نامہ اعمال بند ہو جاتا ہے۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا عمل ہمیشہ
 ہمیشہ تا قیامت جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیوبندی علماء کو سچے
 عطا فرمائے۔ امتی کے عمل کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عمل
 سے کیا نسبت؟ طرہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

دارالعلوم دیوبند میں صد سالہ جشن

۲۰۲۰-۲۰۲۱ء میں جسٹس کو دارالعلوم دیوبند کا لٹاکر ایک علمی و مذہبی
 صد سالہ جشن منایا گیا۔ اس موقع پر اندرا گاندھی کی کانگریس حکومت نے
 دیوبند کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن تعاون کیا اور خود اندرا گاندھی
 جشن دیوبند کی تقریبات کا افتتاح کیا۔ اور دیوبند کے ایسے پڑوسیوں کی گونج
 اپنے خطاب سے جشن دیوبند کو مستفیض فرمایا۔ بانی دیوبند کے قریبی اور
 دیوبند کے بزرگ ہتھم قاری محمد طیب صاحب نے اندرا دیوبند کو عزت آباد
 انظم سندھوستان کہہ کر خیر مقدم کیا۔ اندرا دیوبند نے اپنے خطاب میں بالخصوص
 کی رہائی آزادی اور قومی تحریکات سے دارالعلوم دیوبند کی وابستگی کو پیش ہی
 (رفضائے معطفہ اپریل ۱۹۸۰ء ص ۱۰)

اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی نے ہزار افراد کو تین روز

تک بلا شک و بند لٹافوں میں کھانا مہیا کیا

چھپیس ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا جو بلا شک کے لٹافوں میں بند
 تھا۔ بھارتی مسلمانوں اور بھارتی حکومت کے علاوہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں
 دونوں اور سکھوں نے بھی دارالعلوم کے ساتھ تعاون کیا۔ (۹ بروز ۹ اپریل ۱۹۸۰ء)
 قارئین کرام غور فرمائیں۔ نو اگست ۲۹ مارچ ۱۹۸۰ء اپنے ادارے

مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات

افادات - علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
(ایم اے عربی، پی ایچ ڈی پنجاب یونیورسٹی)

مترجم: محمد نعیم اللہ خاں قادری
(بی ایس سی - بی ایڈ)

ناشر:

مکتبہ فیضان اولیاء - جامع مسجد عمر روڈ کامونیک

ضیاء القامی کا سیاہ بیان
.... ”علماء دیوبند نے بنایا تھا پاکستان“

کارڈاوردندان شکن جواب

پاکستان کا حقیقی پس منظر

﴿تاریخی حوالوں اور دیوبندی کتب سے﴾

از قلم: مولانا علامہ محمد اسماعیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

مضامین

نمبر شمار

۱	مقدمہ
۲	جس کا ایک جھوٹ ثابت ہو جائے وہ کذاب ہے مولوی اخضر علی کافوری
۳	ایک اہم سوال کیا پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا؟
۴	مخالفت پاکستان دیوبندی علماء کے قلم سے۔
۵	کانگریسی دولہا اور احراری ڈولہن۔
۶	علمائے دیوبند نے ۹۰ فیصد پاکستان کی مخالفت کی تھی۔
۷	پاکستان ایک بازاری عورت ہے، پاکستان پلیسٹان ہے۔
۸	بدنی صاحب پاکستان بننے کے سخت ترین مخالف تھے۔
۹	تغییر پاکستان کے سلسلہ میں گاندھی کے پیروکار کی رخصتہ اندازی۔
۱۰	مولوی اخضر علی کی شہادت۔
۱۱	مس جیسٹ کا بیسبان۔
۱۲	اکابر دیوبندی علماء سب انگریزوں کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے۔
۱۳	مولوی رشید احمد گنگوہی کا حوالہ۔
۱۴	بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس۔
۱۵	سنی کیسا پاکستان بنائیں گے؟ (خطبہ صدارت)
۱۶	پاکستان سنی بریلوی علماء و مشائخ کی عظیم جدوجہد اور دعاؤں سے بننا تھا

۷۸۶
۹۲

مقدمہ

دیوبندی مکتب فکر کے مولوی ضیاء القاسمی نے اخبارات میں بیان دیا تھا کہ پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا کہ مولوی رضا خان بریلوی کے امتیوں نے۔

مولوی صاحب کا یہ بیان سراسر غلط اور سفید جھوٹ ہے۔ اس بیان میں رتی بھر بھی صداقت نہیں بلکہ اس بیان کے برعکس مولوی دیوبند نے پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جسے آگے چل کر بیان کروں گا۔ اور اکابر علمائے دیوبند کے نام سے ثابت کروں گا کہ پاکستان کی مخالفت میں اکابر علمائے دیوبند نے سر دھڑ کی بازی لگادی تھی۔ پھر بھی ذیل اور ناکام دئے۔ پاکستان تھا نووی صاحب کے مردہ فتوے سے نہیں بلکہ زندہ دلائل، مشائخ و علمائے اہل سنت اور جانشینوں کی لابیوں سے بنا ہے۔ قاسمی صاحب نوجوان طبقے کو یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے خالق دیوبندی علماء ہیں۔

ابھی تو بے شمار ایسے حضرات موجود ہیں جنہوں نے اپنی انکساری سے پاکستان کی تعمیر کو دیکھا ہے۔ خود راقم الحروف ابھی زندہ ہے جس نے اپنی چالیس سال کی عمر میں پاکستان کو تعمیر ہو رہا دیکھا ہے۔ پھر قاسمی صاحب کس طرح نوجوان طبقہ کو گمراہ کر سکتے ہیں؟ ابھی تو کل کی بات ہے کہ مس بھٹو نے اخبارات میں یہ بیان دیا تھا کہ پاکستان اسلام کے نام پر نہیں بنا تھا۔ بلکہ ہندوؤں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے بنا تھا۔ اگر پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ تو پھر جماعت اسلامی جیسی مذہبی جماعتوں نے پاکستان کی مخالفت کیوں کی؟ ناظرین کرام غور فرمائیے۔ کہ مس بھٹو بھی کہہ رہی ہیں کہ پاکستان کی مخالفت جماعت اسلامی جیسی مذہبی جماعتوں نے کی تھی۔ یعنی وہابی اور دیوبندی علماء نے کی تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر ضیاء القاسمی کا یہ بیان صحیح ہے۔ کہ ”پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا“ تو پھر قاسمی صاحب نے مس بھٹو کے بیان کی تردید کیوں نہ کی؟ چاہیے تھا کہ مس بھٹو کو جواب دیتے کہ ”پاکستان تو علمائے دیوبند نے بنایا تھا“

مگر جھوٹ بولنے والے آدمی کے پاس جواب ہی کیا ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قاسمی کا یہ بیان (جولاکھوں اخباروں میں شائع ہو چکا) سراسر غلط اور سفید جھوٹ ہے کہ پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا۔ اگر اس بیان میں ذرہ بھر بھی صداقت ہوتی تو مس بھٹو کے بیان کی ضرورت درپدید کرتے۔ لہذا ثابت ہوا کہ قاسمی صاحب کا یہ بیان سپید جھوٹ اور افتراء ہے۔ اب بیان تمام دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب کا جھوٹے آدمی کے متعلق ایک فتویٰ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(جس کا ایک جھوٹ ثابت ہو جائے وہ پورا کتاب ہے) جس کی ایک روایت بھی غلط پاتا ہوں، میں اس کو عملاً کذابین کی فہرست میں شمار کر لیتا ہوں۔

(اشرف الممولات ص ۱۸۱ سطر ۱۰۔ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۱۵۴)
ناظرین کرام مولوی اشرف علی صاحب کے اس فتویٰ کی رو سے مولوی ضیاء القاسمی صاحب عملاً کذابین کی فہرست میں شمار ہو گئے کیونکہ انہوں نے سفید جھوٹ اخباروں میں شائع کر دیا۔
(محمد اسماعیل نقشبندی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایک اہم سوال

کیا پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا؟

اس کا جواب تو حضرت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے فرودادے دیا تھا۔ جو نوائے وقت ۱۹۵۶ء میں چھپ چکا ہے۔ مفتی اعظم حضرت مولانا علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب کا ضیاء القاسمی کے بیان پر تبصرہ

دیوبندی مکتب فکر کے مولوی ضیاء القاسمی کے اس بیان پر کہ "پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا تھا کہ احمد رضا خان بریلوی کے امتیوں نے" تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ضیاء القاسمی نے یہ بیان دیگر تاریخ کو مسج کر نیکی علاوہ انتہائی بیجا بی غیر اخلاقی کردار کا مظاہرہ

کیا ہے اس لیے کسٹی بریلوی مسلمان امام احمد رضا خان بریلوی کے امتی بن کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں جنہیں امام احمد رضا نے بنایا تھا اس بنا پر عقیدت ہے کہ وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموس رسالت کے تحفظ کے علمبردار تھے جہاں تک پاکستان بنانے کا تعلق ہے کہ تاریخ پاکستان کا ایک عام طالب علم بھی اس امر سے بخوبی آگاہ ہے کہ پاکستان کسٹی بریلوی علماء و مشائخ کی عظیم جدوجہد کا نتیجہ ہے جنہوں نے قائد اعظم کی دلولہ انگیز فیادت میں ان کے دوش خرمیک مصطفیٰ کی مردانہ وار جنگ لڑی جب کہ مولوی ضیاء القاسمی کی جماعت کے اکابر مولوی حسین احمد مدنی اور مولوی ابوالکلام آزاد کانگریس کی حمایت کر رہے تھے۔

(نوائے وقت ۱۹۵۶ء)
قارئین کرام! یہ تو تھا۔ حضرت مفتی علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کا ضیاء القاسمی دیوبندی مولوی کے بیان کا دندان شکن جواب۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اکابر علماء نے پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔

دیوبندی و باہمی علماء کے قلم سے

حوالہ نمبر ۱
سب سے پہلے دیوبندی علماء کے امیر شریعت کا بیان نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ احوال کی شریعت کے امیر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے امر وہم میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا

کہ جو لوگ مسلم لیگ کو دوٹ دیں گے وہ سوہمیں اور سوڑ کھانے والے ہیں

چمنستان ظفر علی خان ص ۱۶۵

حوالہ نمبر ۲

میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی صدر مجلس حرار
اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے عین
میں اگر ہونٹ چبائے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار حبیب
(فائدہ عظیم) اور شوکت اور ظفر علی جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان
کئے جاسکتے ہیں۔
(چمنستان ظفر علی خان ص ۱۶۵)

سے بتوں سے جاٹے کٹ کر تھام مولوی ہم سے

نہ رکھی شرم انہوں نے اپنی پیشانی کے گھٹے کی

(چمنستان ظفر علی خان ص ۱۵۸)

مولوی ابوالکلام آزاد

حوالہ نمبر ۳

مولوی ابوالکلام آزاد نے حلقہ بھنور کے مسلمانوں کے نام
ایک پیغام حافظ محمد ابراہیم کی حاضرت میں شائع کیا جس
کا مضمون یہ تھا کہ مسلم لیگ والے سب کے سب ارباب عرض اور رنج
پسند ہیں لہذا ووٹ مولوی عبدالسمیع کی بجائے جنجین کوئٹل کی رکیت کیلئے
مسلم لیگ نے نامزد کیا ہے۔ گانگڑسی امیدوار حافظ ابراہیم کو ملنے چاہئیں۔
اس مضمون کا ایک اشتہار قصبہ کرتور کی دیواروں پر چپاں دیکھ کر۔

ابوالکلام آزاد سے یہ پوچھتے ہیں بول جئے

آجکل تم پیشوائے امت مرحوم ہو !!

کی خطا کوئی سرزد تم سے ہو سکتی نہیں

تم بھی کیا پاپائے رُو کی طرح معصوم ہو

نہرو دکاندھی کے دل کا حال تم جانو اگر

بھیر ذرا تم کو بھی قدر عافیت معلوم ہو

کٹ کے اپنوں سے ملے ہو جا کے تم اغیار سے

پھر یہ کہتے ہو کہ ہم ظالم ہیں تم منقلب کوم ہو

اے خدا راہ ہدایت اس مسلمان کو دکھا

عزیزت اسلام کی دولت سے جو محروم ہو

(چمنستان ظفر علی خان ص ۱۵۴-۱۵۵)

کانگریسی دولہا اور اصراری دلہے

حوالہ نمبر ۴

ماکے متحدہ اگرہ دادھ کی انتخابی آدمیشوں میں مجلس
اصرار پوری سرگرمی سے کانگریس کا پراسیکٹوہ کرتی رہی
بعض موقعوں پر اس مجلس کی سرگرمیوں کی نوعیت بہت ہی صبر زما ہو
جاتی تھی۔

سے نہرو جو ہے دولہا تو دلہن مجلس اصرار

ہو سپر بخاری کو مبارک پیسہ روسی

(چمنستان ظفر علی خان ص ۱۵۹)

حوالہ نمبر ۵

تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن سابق ایم پی اے شیخ
محمد سعد (جنگ) مجلس اصرار کے بارے میں اپنی
باداشتوں میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مجلس اصرار اور نشست مسلمان ،

چو ہر فی فضل حق، مولانا حبیب الرحمن لکھنوی میاں حسام الدین، مسید
عطاء اللہ سجدی، مولانا داؤد غزنوی اور مولانا ثناء اللہ فرسری کے
بہمائدگان کی قیادت میں جو تحریک کو قرار دیا کہ ان کی مخالفت میں نکل
آئے، مجلس اصرار جو جمعیت کی ہی ایک شاخ تھی اب دیر سے پاکستان
کے خلاف تہہ درازا ہو گئی۔

شیخ محمد سعید مشکلات لائبریری ۵۶
بحوالہ کھلی جیمٹی نام جمعیتہ العلماء ہند

حوالہ نمبر ۱
جن شمس الدین مسلمانوں نے بالخصوص سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین اور غازی عبدالرحمن وغیرہ نے پاکستان کے مطالبے کی بھرپور مخالفت کی تھی اور جو ہندوؤں سکھوں کے ساتھ مل جل کر رہنے میں مسلمانوں کی بھلائی ٹر لیتے تھے رکھتے تھے اور پاکستان کے مطالبے کی مخالفت میں اپنا زور بیان صرف کر رہے تھے جب پاکستان معرض وجود میں آگیا تو ان ہی ہندوؤں اور سکھوں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین اور غازی عبدالرحمن (دعوت میں) کا امر تسریں جیٹا دیا اور ہندوؤں سکھوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کا درس دینے والے یہ تینوں بزرگ جس طرح ہندوؤں سکھوں سے اپنی جانیں بچا کر امر تسریں بھاگ کر پاکستان آئے وہ ہندوؤں سکھوں کی مسلم دشمنی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

ناظرین کرام: اب آپ ضیاء القاسمی صاحب سے دریافت تو کریں کہ یہ علماء و حضو نے پاکستان کی مخالفت میں ایٹری چوں کا زور لگا دیا تھا کیا یہ دیوبندی اکابر علماء کو نہیں تھے؟

دراصل یہی اکابر علماء دیوبندی ہی تھے جنہوں نے پاکستان کی مخالفت میں مزدوروں کے ساتھ مل کر نیا زور بیان صرف کیا تھا۔ کیا قاسمی صاحب اسکیں گے کہ یہی دیوبندی اکابر علماء تھے جنہوں نے (بقول آپ کے) پاکستان بنا لیا تھا؟ (چھوٹوں مرغا کی گنت) اور سنئے...

تحریر پاکستان کے مخالفین میں ایک خطرناک گروہ نشیٹ

علماء کا کھتا اس کردہ میں ابوالکلام آزاد جین احمد مدنی
 سے امام الہند اور شیخ الہند شامل تھے مسلمانوں کے ایک طبقہ میں انہیں
 سبقت تھی اور احترام کا درجہ بھی حاصل تھا لیکن یہ ہماری تائید کی سب
 سبب و حواس اور جگر پاشی و استغناء ہے جو تحریک پاکستان کو نام نہانے
 میں ملت اسلامیہ کے خلاف جو مذہم کھیل انہوں نے کھیلا اور جو ناز و
 دام انہوں نے اسٹیج کے کھیل کے بدترین دشمنوں سے بھی اس کی
 امید نہیں کی جاسکتی۔ (پیش لفظ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء
) (بحوالہ ملتان ص ۵۵)

علماء دیوبند نے ۹۷ فیصد پاکستان کی مخالفت کی تھی

عالم نمبر 9 | مدنی مرحوم نے جہاں تک ہوسکا پوری قوت و ہمت سے اپنی تمام توانائیاں مسلمانوں کے ملی تشخص کو فدا و قربا کرتے رہے۔ یہ صرف کمر و دھڑ نہیں..... یہی وجہ ہے کہ ان کے زیر اثر علماء دیوبند نے فقہ پاکستان کو ۷۶ فیصد قیام پاکستان کی مخالفت کی۔

(تحریک پاکستان اور فیصلہ فلسفہ ص ۲۲۳)

100

شاید قاسمی صاحب کو یہ غلط فہمی ہو کہ اب بانی پاکستان قائد اعظم اور ان کے بزرگان دین جن کی جدوجہد اور دعاؤں سے پاکستان معرض وجود میں آیا تھا وہ سب کے سب انتقال فرما چکے ہیں کہ اب کون پوچھنے والا ہے جو چاہو کہ وہ جھوٹے بیان دے دے کہ مخلوق اپنی کو گمراہ کر داور پاکستان بنانے کا سہرا پاکستان کے مخالفین غداروں کے سر پر ہی باندھ دو لیکن میں کہتا ہوں کہ قاسمی صاحب کا یہ وہم بھی باطل ہے کیونکہ اس وقت بھی کئی حضرات زندہ موجود ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے پاکستان کو تعمیر ہوتے دیکھا ہے خود میں نے اپنی چالیس سال کی عمر میں مخالفین پاکستان کا ٹکڑی کا بر عمل دیوبندی کی زبانوں سے اپنے کانوں سے سنا کہ پاکستان کیا ہے گا؟ پلیدیستان سے گا؟ خاکستان بنے گا۔ قریستان بنے گا۔ پاکستان جاری لاشوں پر ہے گا۔ پاکستان کی پ نہیں بن سکتی یہاں مجھے وہ حوالہ یاد آگیا جو عطاء اللہ بخاری نے فرمایا تھا۔ نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

پاکستان کی پ نہیں بن سکتی

حوالہ نمبر ۱۰: مولوی عطاء اللہ بخاری دیوبندی نے یسر و صلح سیالکوٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بناسکے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷)

ناظرین کرام غور کیا آپ نے بخاری صاحب نے کیا فرمایا تھا؟ شاید یہ غیب کی خبر دے رہے تھے۔ حالانکہ وہ جو آپ کے فرمانے سے ساٹھ سال قبل پیدا ہو چکا تھا۔ (یعنی بانی پاکستان قائد اعظم) اور بخاری صاحب

زندہ موجود تھا۔

ناظرین کرام، پاکستان کا معرض وجود میں آنا تو میرا چشم دید مشاہدہ ہے میں پر بھی نہیں تائید کئی حوالے پیش کر رہا ہوں تاکہ کسی دیوبندی عالم کو انکار کی گنجائش نہ ہو سکے۔

اصرار پاکستان کے مخالف تھے

حوالہ نمبر ۱۱: دیوبندی مولوی محمد علی جالندھری نے ۱۵ فروری ۱۹۵۲ء کو لاہور میں تقریر کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ اصرار پاکستان کے مخالف تھے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷ بحوالہ مخالفین پاکستان ص ۳۵)

پاکستان ایک بازاری عورت ہے

حوالہ نمبر ۱۲: دیوبندی مولوی عطاء اللہ بخاری نے لاہور میں اپنی تقریر میں کہا کہ پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو اصرار نے (تحقیقاتی رپورٹ عدالت ص ۲۷ بحوالہ مخالفین پاکستان ص ۳۵)

پاکستان پلیدیستان ہے

حوالہ نمبر ۱۳: دیوبندی مولوی محمد علی جالندھری نے ہی تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی پاکستان کے لیے پلیدیستان کا غلط استعمال کیا۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷)

مسلم لیگ کے لیڈر بے عملوں کی ٹولی ہیں اور پاکستان خاکستان ہے

حوالہ نمبر ۱۴ | احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری نے ۲۷ ستمبر ۱۹۴۷ء میں علی پور کی احرار کانفرنس میں اپنی تقریر میں ڈنکے کی جڑ یہ اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ کے لیڈر بے عملوں کی ٹولی ہیں جنہیں اپنی عاقبت کی یاد نہیں اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں اور وہ جس ملک کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں بلکہ خاکستان ہے۔
(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۴)

نعرہ پاکستان محض ایک سٹنٹ ہے

حوالہ نمبر ۱۵ | احراری لیڈر مولوی مظہر علی اظہر نے ۱۹ ستمبر ۱۹۴۷ء کو امرتسر میں ایک بیان یا کالم لیگ کا نعرہ پاکستان محض ایک سٹنٹ ہے اور میں نہ مسٹر جناح کو قانع و اعظم بنانا ہوں نہ مسلم لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ تسلیم کرتا ہوں۔
(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۷)

مدنی حب پاکستان بننے کے سخت ترین مخالف تھے

حوالہ نمبر ۱۶ | حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی صاحب ۱۹۴۷ء تک پاکستان بننے کے سخت ترین مخالف تھے۔
(سوانح حیات شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد ص ۴۷)

ناظرین کرام! غور فرمائیں

رجاں پاکستان کی مخالفت میں ۷۷ فیصد دیوبندی علماء اور سی عوام ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہوں۔ وہ ان کوئی دیوبندی مولوی اخباروں میں شائع کروائے کہ پاکستان علمائے دیوبند نے بنایا ہے سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ اور کیا یہ مولوی کذاب نہیں تو اور کیا ہے؟

تعمیر پاکستان کے سلسلہ میں گاندھی کے پیروکار کی

خشنہ اندازی

الہ نمبر ۱۷ | تعمیر پاکستان کے دوران میں گاندھی کے اشارہ پر ان بڑے بڑے جبر و دستار والے و بابی دیوبندی فکیر کے علمائے ایک انوکھا اور اچھوت نعرہ بلند کیا کہ ہندو مسلم دو نہیں ہیں سب ایک بھارت کے پوت ہیں ملت و وطنیت سے شنیخ و فوں کا وطن بھارت ہے لہذا مسلم ملت کے وجود کو غلط ثابت کر ملک کی تقسیم کرنا صحیح نہیں۔ ڈاکٹر اقبالؒ نے بستر مرگ پر ایک قطعہ کیا خوب ان کی قلعی کھولی ہے۔ فرماتے ہیں۔

مجم ہنوز زندہ روز دین درند
مرد در سر مرگ کہن از وطن است
بہ خطہ امیرساں خویش گردین مست
اگر روز سدی تمام بولہبی است

(حیات صدرافاضل ص ۱۹۱)

ناظرین کرام: یہ سب تاریخی حوالوں سے بیان کیا جا چکا ہے لیکن شاید کوئی دیوبندی یہ کہہ دے کہ ہمارے ایک عالم شہید احمد عثمانی صاحب ضرور پاکستان کی حمایت میں رہے۔ بے شک ٹھیک ہے لیکن جو کچھ مولوی شہید احمد صاحب عثمانی کے ساتھ دیوبندی علماء اور طلباء نے سلوک کیا تھا وہ بھی یاد ہے کہ نہیں اگر نہیں یاد رہا تو علامہ شہید احمد عثمانی کی زبانی ہی سنئے عثمانی صاحب نے دیوبندی اکابرین علماء کے ایک وفد کو مخاطب کر کے فرمایا اس موقع پر مجھے ایک بات کہنی پڑتی ہے وہ یہ کہ جن انگریزی طلباء کے رویہ کی آپ شکایت فرما رہے ہیں وہ تو آپ کے مرید ہیں نہ شاگرد نہ انہوں نے کسی دینی ماحول میں تربیت پائی ہے اور سمجھے ہیں کہ آپ مسلم قوم کو ہندوؤں کی دائمی غلامی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اس کے بالمقابل جو عربی علماء آپ کے طلباء آپ کے شاگرد آپ کے مرید اور دینی بلکہ دین و اخلاق میں تربیت پائے والے ہیں۔ ذرا ادھر بھی تو دیکھیے کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے گندی گالیاں فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو ابوجہنم تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ حضرات نے اسکا بھی الی تدارک کیا تھا؟

آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین مہتمم اور مفتی سمیت (باستثناء ایک دو) بالواسطہ یا بلاواسطہ مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے۔ دارالعلوم کے طلباء نے میرے قتل تک کے حلقہ اچھن اور وہ وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازے میں پھینکے کہ اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھجکا جائیں

ایا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر مسلامت کا کوئی جملہ کہا۔ بلکہ میں کہہ چوں کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پر غور نہیں کرتے تھے۔ (مکالمۃ الصدیقین ص ۲۱۴ علامہ شہید احمد عثمانی)

ناظرین کرام: دیکھ لیا آپ نے پاکستان کی مخالفت میں دیوبندی علماء نے اپنے ہی استاد علامہ شہید احمد عثمانی کی کیسی درگت بنائی تھی اس پر بھی حار ہا ہے کہ پاکستان علماء دیوبند نے بنایا تھا۔

قائد اعظم نے سچ فرمایا تھا

چند لوگ جو جمعیت العلماء کا نام استعمال کر رہے ہیں۔ ملت اور ملک دونوں کو سب سے بڑھ کر نقصان پہنچا رہے ہیں۔ (ادارہ روزنامہ انقلاب ۵ مئی ۱۹۳۹ء بحوالہ انچا خٹہ)

ہماری معلومات کے مطابق ان لوگوں میں بھی ملازج ہیں ان سب کے پیشرو مولانا حسین احمد مدنی ہیں جن سے بڑھ کر مسلمانوں کے مفاد پر تحفظ کے ساتھ دشمنی اور عداوت کا اظہار غالباً کسی نے نہیں کیا۔ (پاکستان اور شیناسٹ علماء ص ۸۸۲ بحوالہ مذکور)

مولوی اشرف علی صاحب کی شہادت

چند لوگ جو جمعیت العلماء کا نام استعمال کر رہے ہیں۔ ملت اور ملک دونوں کو سب سے بڑھ کر نقصان پہنچا رہے ہیں۔ (ادارہ روزنامہ انقلاب ۵ مئی ۱۹۳۹ء بحوالہ انچا خٹہ)

چند لوگ جو جمعیت العلماء کا نام استعمال کر رہے ہیں۔ ملت اور ملک دونوں کو سب سے بڑھ کر نقصان پہنچا رہے ہیں۔ (ادارہ روزنامہ انقلاب ۵ مئی ۱۹۳۹ء بحوالہ انچا خٹہ)

حوالہ نمبر ۲

زیادہ تو دھوکہ عام مسلمانوں کو ان لیڈروں کی وجہ سے ہوا یہ ناقابت اندیش مسلمانوں کی کشتی کے ناخ بنے ہوئے تھے ان کی باگ ان کے ہاتھوں میں ہے انھوں نے ہزاروں مسلمان کے ایمان کو تباہ و برباد کیا یہ کچھ لیجے میشاہدات و واقعات اس کے شاہد ہیں جیسے ہند کے غریب لگائے قسطنطنیہ (مملکت) پیشانی پر لگائے ہندوؤں کی آرتھی کو کندھا دیا۔ ان کے مذہبی تہواروں کا انتظام مسلمان والدین سرور نے کیا..... الخ..... الخ..... جب علماء ہی پھسل گئے۔ دوسروں کی کیا شکایت۔ (افاضات الیومیہ اشرف علی تھانوی) جو ہندو ناظرین کرام: دیکھا آپ نے یہ ہیں اکابر علماء دیوبند جنھوں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر پاکستان کی زبردست مخالفت کی تھی جن کو پاکستان بنانے کا تہذیبیاء القاسمی صاحب دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پاکستان علماء دیوبند نے بنایا تھا۔ جھوٹ بولنے سے ذرا بھی نہیں شرماتے اور قرآن شریف کا اعلان بھی بھول گئے۔ (جھوٹوں پر خدا کی لعنت) ناظرین کرام: اب میں آفریں ایک حوالہ سابق وزیر اعظم پاکستان مسٹر بھٹو کی صاحبزادی کا نقل کرتا ہوں جس کی سرخی یہ ہے۔

پاکستان اسلام پر نہیں ہندوؤں کی معاشی غلامی سے

نجات کے لئے بناتھا۔

پشاور یونیورسٹی کے وکلاء کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے میں بھٹو نے کہا کہ اگر قیام پاکستان کی جدوجہد کی بنیاد اسلام ہی تھی تو

پاکستان اسلامی جیسی مذہبی جماعتوں نے اس کی مخالفت کیوں کی؟ میں بھٹو کے اس بیان سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ ان کی مخالفت کرنے والے دیوبندی اور جماعت اسلامی کے دہلی خواہ ہی تھے اور جرت کی ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر تہذیبیاء القاسمی صاحب بیان سچ ہے کہ پاکستان علماء دیوبند نے بنایا تھا۔ تو پھر قاسمی صاحب نے مس بھٹو کے اس بیان کا جواب کیوں نہیں دیا؟ مس بھٹو بیان تو ابھی کل کی بات ہے اگر قاسمی صاحب کے بیان میں کچھ بھی وقت ہوئی کہ پاکستان علماء دیوبند نے بنایا تھا تو فوراً میں بھٹو کے بیان دیکھا اور میں شاخ کر دیتے مگر بھٹو بولنے والے آدمی کے پاس کئی ب کیسے ہو سکتا ہے؟ جب قاسمی صاحب ایک ۵ سالہ لڑکی کے ان کا جواب نہیں دے سکے تو ۸۲ سالہ رافقہ الحروف کو کیا جواب دے سکتے ہیں جس نے چالیس سال کی عمر میں اپنی آنکھوں کے سامنے پاکستان بن کر دیکھا ہو۔ اس وقت تہذیبیاء القاسمی صاحب فضل مکتبہ بنی تھے چچان کو کیا علم کہ پاکستان کس نے بنایا تھا؟ اسی طرح مس بھٹو علم و جواسوقت پیدا بھی نہیں ہوئیں تھے جب پاکستان بنا تھا جو کہ ان کو اگر قیام پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہی تھی تو نہ سب جماعتوں نے اس کی لعنت کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پاکستان کی بنیاد تو اسلام پر ہی تھی مگر مس بھٹو کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کی بنیاد میں نہیں تھا بلکہ ہندوؤں کی غلامی سے نجات حاصل کرنا تھا جس بھٹو کا ان اسوجہ سے بھی غلط ہے کہ اسوقت میں بھٹو کا وجود بھی اس دنیا میں نہیں تھا۔ جب پاکستان بنا تھا۔

پاکستان کی مخالفت کرنے والے اکابر دیوبندی علماء سب
انگریزوں کے تنخواہ خوار ایجنٹ تھے، دیوبندی علماء کے

تسلیم

حوالہ نمبر ۱ جب مولوی حسین احمد رضوی کفایت اللہ صاحب وغیرہ جب
حضرات علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب کے پاس گئے تو آپ نے
دوران گفتگو فرمایا: دیکھئے! حضرت مولانا اسحاق علی صاحب بھٹائی ہمارے
اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے
سمجھا گیا کہ ان کو بچہ سوروپے ماحور حکومت کی طرف سے دیئے جاتے
(مکالمۃ الصدیقین شبیر احمد عثمانی ص ۹)

حوالہ نمبر ۲ اسی جن میں مولانا حفیظ الرحمن نے فرمایا کہ مولانا الیاس
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء تک
کی جانب سے بیرونی حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا یہ ہم
بند ہو گیا۔ (مکالمۃ الصدیقین ص ۸)

حوالہ نمبر ۳ مولانا حفیظ الرحمن کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں
جمیعیۃ العلماء نے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے
ایمان سے قائم ہوئی ہے۔ (حوالہ مذکور ص ۸)

حوالہ نمبر ۴ عثمانی صاحب نے فرمایا تھا: تو میں آپ سے پوچھتا ہوں
کہ کانگریس کی ابتداء کس نے کی تھی اور کس طرح ہوئی
آپ کو معلوم ہے کہ ابتداً اس کا قیام ایک دانشور کے اشارہ پر ہوا تھا اور پھر

وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے راگ الاپتی رہی ہے۔

(مکالمۃ الصدیقین ص ۹)

حوالہ نمبر ۵ مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ جمعیۃ العلماء ہند
کے اقتدار کو توڑنے کے لیے ایک علماء کی جمیعت قائم کرنا
چاہتے ہیں گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ ان کو کافی امداد اس مقصد
کے لیے دے گی چنانچہ ایک پیش رقم اس کے لیے منظور کر لی گئی اور
اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالہ بھی کر دی گئی اس
روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔ مولانا حفیظ الرحمن صاحب نے کہا کہ
یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرما چاہیں تو ہم اطمینان
کرا سکتے ہیں۔ (مکالمۃ الصدیقین ص ۸)

حوالہ نمبر ۶ علامہ عثمانی نے مزید فرمایا: آپ حضرات کے متعلق بھی عام
طور مشہور کیا جاتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے روپیہ لے کر
کھا رہے ہیں۔ (مکالمۃ الصدیقین ص ۸)

ناظرین کرام یہ سب حوالے میں دیوبندی علماء کی کتابوں سے
بقل کر رہا ہوں۔ اب دیوبندی علماء کے قلم سے
ثابت ہو گیا ہے کہ یہ سب اکابر علماء کانگریسی دیوبندی بھی انگریز
اور ہندوؤں کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے جو پاکستان کی مخالفت میں
ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے اور شیئین اور الضاف کیجئے۔

علامہ اقبالؒ نے پاکستان کا تصور پیش کیا اور ملت اسلامیہ کے
لیئے سیاسی استقلال اور آزاد سلطنت کے طالب ہوئے۔ ہونا تو
یہ چاہیے تھا کہ اہل دین سب سے آگے بڑھ کر اس کا خیر مقدم کرتے لیکن

علماء میں بڑے بڑے اکابر نے اس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ امام ہند بننے کے خواب دیکھنے والے ہندوؤں کے وظیفہ خواہ اور دین سے ہٹی ہوئی وطن پرستی میں ان کے ہم کلام ہی نہیں بلکہ الٹے یعنی کلام کے باپ ہو گئے جن کے علم و تقویٰ پر مہربانی کی مہر ثبت تھی ان کی بابت ہوا پر لال نہرو کا ایک خط شائع ہو گیا کہ حسین احمد کو اتنے روپے دے چکا ہوں، اب وہ اور مانگتے ہیں۔ نہرو نے ان کے نام کے ساتھ نہ مولانا لکھا نہ جناب اور صاحب اس سے نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ ایسے علماء کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔

(اقبال اور ملاح، ص ۱۷۱، ص ۱۷۲) اور سنی

حوالہ نمبر ۷: جب مولانا غلام غوث دھتکار کر جانے لگے تو شاہی نے دوک لیا۔ مولوی جی آپ کہاں جا رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے خلاف شور و شکر کچھ چارج لگا رہا ہے۔ مولوی صاحب رنگ گئے میں نے نزدیک دار چارج لگانے شروع کئے۔ کانگریس کا روپیہ ساٹھ ہزار، دس ہزار کی ایک قسط اور پچاس ہزار کی دوسری قسط اور یونی قسط پارٹی.....

ابھی فقرہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ مولانا غلام غوث نے ایک ایک شق پر زور دیا۔ کچھ دیر تو سناٹا چھا یا رہا پھر سکوت طوٹا۔ مولانا نے تسلیم کیا کہ روپیہ لیا گیا ہے..... مجھے صاحبزادہ فیض الحسن شاہ، مولانا مظہر علی انصاری کے مکان پر لے گئے۔ رات وہیں کاٹی۔ مولانا اس افشا کو برا خیال کرتے تھے اور مضطرب بھی تھے..... مولانا مظہر علی انصاری نے تسلیم کیا کہ روپیہ لیا گیا ہے لیکن اس کے سزاوارہ نہ تھا نہیں بلکہ

معاذہ مشورے سے رقم قبول کی گئی۔ پہلا دس ہزار روپیہ واؤڈ وغیرہ نے دیا تھا اور شیخ حسام الدین اس وقت موجود تھے اور دوسری قسط بھی انہیں حضرات کے مشورے سے حاصل کی گئی یعنی شیخ حسام الدین نے مولانا حبیب الرحمن کو دلھیا نے خط لکھا کہ کلکتہ میں کانگریس ہائی کمانڈ تک پہنچیں۔ مولانا حبیب الرحمن کلکتہ گئے مولانا ابوالکلام ایک لاکھ روپے کے لگ بھگ رقم دینے کو تیار ہو گئے مگر سردار پٹیل نے کانگریس کے خازن تھے اس سے اختلاف کیا اور پچاس ہزار کا چیک دے دیا۔ حسین سچہ کی تحویل میں دیا گیا جو ان کی معرفت دفتر احرار میں پہنچا۔ پھر اس رقم کی بندر بانٹ کی گئی۔

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، ص ۱۶۷)

اکابر علماء دیوبند کا انگریزوں سے گہرا تعلق تھا۔

حوالہ نمبر ۸: کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد پر وعظ فرمایا تو شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت میں کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا دعویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا، ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے ایک توان کی رعیت ہیں۔ دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ہیں اگر ان میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہیں ان کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر احتجاج نہ کرنے دیں۔ (حیات طیبہ، مزارِ حیرت، دہلوی و دہلوی دیوبندی، ص ۲۷۲-۲۷۳)

حوالہ نمبر ۲ مولوی اسماعیل نے یہ اعلان دے دیا تھا سرکار انگریزی پر نہ جہاد مندرجہ طور پر واجب ہے نہ ہمیں اس سے کچھ مخالفت ہے۔ (حیات طیبہ ص ۲۳۲)

اب قاسمی صاحب اپنے قطب الارشاد رشید احمد صاحب گنگوہی

کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں :

حوالہ نمبر ۳ کہیں جب حقیقت میں سرکار (برطانیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بانی بھی بیکار نہ ہوگا۔ اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ (تذکرۃ الرشید عاشق الہی برہنہ دیوبندی جلد اول ص ۱۷)

حوالہ نمبر ۴ جن کے سردوں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔ (تذکرۃ الرشید ص ۵۳)

حوالہ نمبر ۵ لارڈ ہینکس سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا۔ دونوں شکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اور اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خان لارڈ ہینکس اور سید احمد صاحب، سید صاحب نے امیر خان کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا آپ نے اسے یقین دلایا تھا کہ انگریزوں سے مقابلہ اور لڑنا بھڑانا اگر تمہارا ہے تو تمہاری اولاد کو

نے ستم قاتل کا اثر دکھتا ہے۔

(حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی دیوبندی ص ۴۲)

حوالہ نمبر ۶ ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور طیب روحانی اعلیٰ حضرت

صاحب و نیز حافظ ضامن کے ہمراہ تھے کہ بندو بقیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ منہج آزما ولیہ تھا اپنی سرکار (برطانیہ) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگتے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اہل ہٹ کی طرح پیر بنا کر ڈٹ گیا اور سرکار (برطانیہ) پر جانثاری کے لئے تیار ہو گیا۔

حافظ ضامن صاحب زیر ناف گولی کھا کر شہید ہوئے۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۵۵)

نظر میں کرام : یہ سب حوالہ جات دیوبندی کتب سے نقل کر رہا ہوں اور دیوبندی علماء کے قلم سے ثابت ہو گیا کہ یہ سب دیوبندی کابر علماء انگریز کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے جب ہی تو شیر احمد عثمانی کو کوئی خواب نہ دے سکے اور عثمانی صاحب کی زبان پر بھی ثابت ہو گیا کہ یہ سب دیوبندی کا ٹکڑی سی علماء بھی ہندوؤں کے تنخواہ دار ایجنٹ تھے جب ہی تو پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے اور ناکام رہے اور دلیل ہوئے۔



پاکستان سنی بریلوی علماء و مشائخ کی عظیم جدوجہد اور

دُعائوں سے بنا سکتا :

بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس | ۱۹۳۷ء ۲۹، ۲۸، ۲۷
۳۰ اپریل کو بنارس میں

آل انڈیا سنی کانفرنس کے چار روزہ اجلاس منعقد ہوئے جس میں
عزیز مقسم ملک کے تقریباً پانچ ہزار علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔
اجلاس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ حاضرین کا اجتماع ہونا تھا ملک
کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں کے علماء و مشائخ، سمٹ کر وہاں نہ آ گئے
ہوں۔ ان اجلاس میں مسلمانوں کو پاکستان کے قیام کے مقصد غایت
سے روشناس کرایا گیا۔ بنارس کا خطبہ استقبالیہ جو کہ حضرت محدث اعظم
ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عظیم شاہکار ہے۔ پڑھا گیا۔ پانچ
ہزار علماء و مشائخ مندوبین کے اجتماع میں منظور شدہ قراردادوں
کو اجتماع عام میں سنایا جاتا رہا تمام اہل بصیرت کا اس پر اتفاق
ہے کہ علماء و مشائخ کا اتنا عظیم اجتماع پاک و ہند میں کبھی پیشہم فلک
نے نہ دیکھا تھا۔

(حیات صدر الافاضل ۱۸۹۷ء)

کیا کوئی دیوبندی مولوی بتا سکتا ہے کہ پاکستان کی حمایت کیلئے
کوئی ایک دیوبندی مولوی بھی اتنے بڑے اجتماع میں شرکت نہ کیا ہو۔
ہرگز نہیں بلکہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر پاکستان کی مخالفت ہی کرتے رہے

ناظرین کہ اس اب اس خطبہ صدارت کے چند اقتباسات پیش کئے
جاتے ہیں جسے رئیس المحدثین الحاج الشاہ سید محمد صاحب رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ اشرفی جیلانی کچھوچھوی صدارت قبلہ جمہوریت اسلامیہ نے
آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے نظیر اور عید المثال اجلاس میں پیش
کیا تھا۔

گذشتہ ایک صدی کے اندر جتنے فرقوں نے برطانوی سایہ میں جنم لیا۔
۵۰ سب تعلیمی خامی کی مٹائی یادگار ہیں عقل کی سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی
ہے ورنہ عقل ایسی مادی جاتی ہے کہ آپ اس جنونی طبقہ سے آگاہ ہیں۔
یہ پیر اسلام کی توہین کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتا ہے اس جنوں
کی کوئی حد ہے کہ شرار کی عظمت کو اس کی شرح سے گھٹانے کی کوشش
کی جائے یہ سب کچھ ہو چکا ہے کہ ادارہ تعلیم کا ہول کے طلباء نے
ذبحہ کی طرف سے کس طرح منہ پھیر کر اپنی توجہات نعد کو راشٹریا لو کی
طرف پھیر لیا۔ مدرسین نے مکہ چھوڑا اور اہل کان لگا کر سننے والے سن
لیں کہ صدر المذہبین نے مذہب چھوڑا اور بالکل چھوڑا اور دشمنان
حریم سے رشتہ جوڑا۔ اب قرآن شریف اس لیے پڑھا جاتا ہے کہ
مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف میں ان کو یہی نظر
آتا ہے کہ غیروں کے ساتھ کتنا ہی اسلام ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
رَاجِعُونَ ظ ایسی غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جہالت ہزار درجہ بہتر ہے۔

کیسی ناپاک تعلیم ہے۔ جو پاکستان کے تصور سے لڑائی لڑے اور پاکستان میں
جس کو اپنی زندگی محال نظر آئے، اسلامی تلوار کی آزدادی میں اپنی موت
معلوم ہو۔ کیا شیعوں کی سنیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت اس قدر
وہابی جرم کو برداشت کر سکتی ہے کہ ایسی درس گاہ کو مدد دیکر اس کو زندہ
رکھا جائے۔ ہرگز نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ سنی کیسا پاکستان بنائے گی؟

سنی کیسا پاکستان بنائے گی؟ اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں، عہد
صدیقی کو دیکھ لیا جائے، دور فاروقی کی سیر کی جائے، عثمانی زمانہ کو نظر
کے سامنے لایا جائے، خلافت علویہ کا دیدار کر لیا جائے۔ اسی قسم کا پاکستان
بنائیں گے۔ اگر شیعوں کو زندہ رہنے کا، اپنے دین کی حفاظت کرنے کا
اپنے مستقبل کو سنوارنے کا، اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا، اپنی مسجدوں
کو آباد کرنے کا، اپنی خانقاہوں کو بچانے کا، اپنے اداروں کو زندہ
رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح ہے اور ضرور ہے تو پھر ہر تنظیم سے
زیادہ ضروری سنیوں کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس ہے۔

(خطبہ صدارت ص ۲۴)

لیگ ان کے لئے کوئی نیا دین لے کر نہیں آئی جس کو سوتج سمجھ
کر ٹھونک بھا کر قبول کیا جائے۔ ... ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت
ساری زمین پاکستان ہو جائے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے
اور قلم چلانے سے پہلے یہ سوتج لیا جائے کہ خاور حشر کے سامنے کیا منہ

ہائیں گے۔ پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائے گا۔ جو کلمہ پڑھ
لے آپ کو شتی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑھتا ہو۔

(خطبہ صدارت ص ۲۵)

حضرات وقت اگلی ہے کہ خلافت راشدہ کے عہد کو پلٹا لیا جائے
سارے نظام شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنا دیا جائے۔

(خطبہ صدارت ص ۲۶)

دین فروشوں نے دین کے نام کو سیٹ کا دھندہ بنایا۔ کھلے بازار
ملت فروشی کی جارہی ہے۔ غیر فروشی قوم فروشی کا بلیک مارکیٹ
دن کی زد سے بھی آزاد ہے۔ تمام دارالعلوم (دوبند) رکھا اور کام دیا
دکا کیا۔ نام پوچھو تو احرار بتائیں اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر
نیں۔ یا رسول اللہ سنگ گھبراہٹ اور سیک ماتم کا ترانہ گائیں بغیر
پیر سے الجھیں اور اپنے بابو کی جے متاثر نہیں مسلمانوں سے بڑا اور شرکوں
سے بڑا داراب تو تہبہ د کا رنگ ایسا چڑھا ہے کہ بیچنا دشوار ہے
مولوی جی ہیں یا مالوی جی ہیں۔

(خطبہ صدارت آل انڈیا سنی کانفرنس اجیمیر تریف ص ۲۵)

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں
دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف شیعوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر
آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مجالہ
بہ نہ شاعری ہے اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بناء پر ہے پاکستان کا
م بار بار لینا جس قدر ناپا کوں کو چڑھے۔ اسی قدر ناپا کوں کا وظیفہ
ہے اور اپنا وظیفہ کون سوتے جاتے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے پورا

نہیں کرتا۔ اب رہا پاکستان کا رشتہ کیا ہے، یہ ملک کی کسی سیاسی
سے تصادم کے لیے نہیں کہا ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا انہماک
بلا خوف و لومہ لایم کر دینا ہے۔ اقل تو مسلم لیگ کے سوا کوئی اور
نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو۔ لفظ وحدت
واحد کا سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بے شمار اختلافات رکھتے
پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے اور مسلم لیگ میں پاکستان
پیغام کس سے پہنچا اور لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اسکو بنایا؟
تاریخی طور پر دیکھا جائے گا تو وہ صرف شئی ہیں۔ پاکستان کے معنی
قزاقی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے شئی کا تعلق کسی مجلس
کے رکن سید شاہ زین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانگی شریف
(مرحوم) نے لکھوایا ہے کہ اگر ایک دم سارے شئی مسلم لیگ سے نکال جائے
تو کوئی مجھے بتا دے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا؟ اس کا دفتر کہا
رہے گا؟ اور اس کا بھندرا سارے ملک میں کون اٹھائے گا۔

(خطبہ صدارت ۳۱ دسمبر ۱۹۷۳ء)

اس کے بعد حضرت محدث صاحب قید صدر آل انڈیا شئی کا رشتہ
نے حسب فرمائش اراکین و حاضرین اس معرکہ الاراء خطبہ صدارت
کے چند اقباسات سنائے جو آل انڈیا شئی کا نفرنس کے اجلاس بناس
میں مقبول خاص و عام ہو چکا تھا اور فرمایا کہ میں اپنے شئی بھائیوں کو
آخر میں پر زور دعوت دیتا ہوں کہ زندگی کی پہلی فرصت میں شئی
بھندے کے نیچے آجائیں جس کا سبز رنگ قید خضر اے کی سرسبزی سے
ماخوذ ہے اور جس کا ہلالی بدر کا مل ہونے کی تڑپ دکھاتا ہے اور

کی چمک اپنے آغوش میں اس سبز گنبد کو لیے ہے جس کے سایہ میں
ہیں اور دنیا کی بھلائی قدرت نے رکھی ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
فیقرہ ابو الحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی
صدر آل انڈیا شئی کا نفرنس

(خطبہ صدارت اجیر شریف ص ۹)



قارئین کو اہم غور فرمائیں۔ پاکستان صرف اور صرف شئی
ہوئی علماء و مشائخ کی عظیم جدوجہد اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے
فضل و کرم سے عطا فرمایا تھا اس میں کسی ایراد وغیرہ نقویہ کا حصہ
میں ہے۔

لہذا مذکورہ بالا احوال و حقائق کی روشنی میں یہ بات روز روشن
پر طرح ثابت ہو گئی کہ ضیاء القاسمی صاحب کا یہ بیان کہ پاکستان علماء
و محدثین نے بنایا تھا سپید اور سفید جھوٹ ہے۔ اس میں ذرا بھر بھی صداقت
نہیں اور قرآن شریف نے جھوٹوں کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ لَعْنَةُ اللَّهِ
عَلَى الْكَافِرِينَ -

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
(مولانا) محمد اسماعیل نقشبندی

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی نئی پیشکش

”دیوبند کا نیا دین“

مؤلفہ: علامہ مشتاق احمد نظامی

باہتمام: نعیم اللہ خاں بی ایس سی ایم اے بی ایڈ

آج ہی طلب فرمائیں۔ (۶۰/-)

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکہ۔



یزید کی حمایت میں غیر مقلد بشر الرحمن صدیقی کی
کتاب ”حادثہ کربلا کا حقیقی پس منظر“ کا مائل اور تحقیقی جواب

(رضی اللہ عنہ)

عظمتِ امام حسین

اور

حادثہ کربلا کا اصلی پس منظر

مع

ضمیمہ ”حدیث قیصر“ کا مفہوم

از قلم: محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمۃ

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	یزیدی عقائد کے قلم سے یزید کی تعریف	۹۹
۲	یزید فاسق و ناجر اور شرابی تھا	۱۰۰
۳	فضائل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حدیث شریف سے	۹۸
۴	تمام یزیدی مولوی یزید کی تعریف میں کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے	۹۹
۵	آپ نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں	۱۰۰
۶	اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ جو میرے دوست سے دشمنی کرے میں اس سے	۱۰۱
	اعلان جنگ کرتا ہوں۔	
۷	رشتہ داری سے ایمان اور اسلام ثابت کرنا جہالت ہے	۱۰۲
۸	کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دل میں خلافت کی تمنا تھی؟	۱۰۳
۹	امام عالی مقام حق پرست تھے اور یزید باطل پر تھا۔	۱۰۶
۱۰	حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یزید کو امیر المومنین کہنے والے کو بیس	۱۰۹
	کوڑوں کی سزا دی	
۱۱	مقتار کے دربار میں ابن زیاد کے قہر میں سانپ کا گھٹنا اور تختے سے نکلنا	۱۱۳

عنوان

صفحہ	عنوان
۳۲۱	یہ ظلم و ستم کس کی حکومت میں ہوا؟
۳۲۲	عقائد یزیدی کا قول کہ سر مبارک کاٹا ہی نہیں گیا
۳۲۹	یزید کے خلاف بغاوت کے شعلے مہرگ آٹھے
۳۳۲	یزید کے ظلم و تشدد پر محدث اعظم کی جہر
۳۳۳	صحابہ کی اکثریت نے یزید کی بیعت کیوں کی؟
۳۳۸	واقعہ جرحہ ظلم و ستم قتل و غارت کی داستان
۳۴۵	مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کی بے حرمتی
۳۴۷	مختار نے ابن سعد وغیرہ اور سب قاتلوں کی گردنیں مارنے کا حکم دیا
۳۴۹	ابن زیاد بد نہاد کی ہلاکت کا تذکرہ
۳۵۳	یزید کا ابن زیاد کو لعنت وغیرہ کرنا
۳۵۴	امام عالی مقام اور اہل بیت پر پانی بند کیا گیا
۳۵۷	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مکھی مارنے کا مسئلہ دریافت کرنا
۳۶۰	شہادت کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ
	صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال ہونا
۳۶۲	جنتی جوانوں کے سرواغلہ برحق کے باغی نہیں ہو سکتے
۳۶۳	نوکروں کی صاحب کی مزاج پرسی

نمبر شمار	عنوان
۲۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شانِ حدیث شریف ہے
۲۸	نو کھروی صاحب کی جہالت کو یزید صحابی تھا
۲۹	یزید نے ابن زیاد کو لعنت تو کی مگر اس کو کوئی تمزا بھی نہ دی
۳۰	یزید کے ظلم پر فتادی عمر یزیدی کی شہادت
۳۱	حدیثِ قیصر (قسطنطین) کا صحیح معنی ہے
۳۲	یزید پر لعنت کرنا جائز ہے۔ (فتویٰ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خُذْ كَذَا وَنَصِيحَتِي عَلَى رَسُولِي الْكَرِيمِ

کچھ عرصہ سے پاکستان میں ایسی کتا ہیں لکھی جا رہی ہیں جن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یزید کے مقام کو بلند تر دکھانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے اور آج کی پڑھی لکھی دنیا کو مرعوب کرنے کے لئے تاریخی حوالوں کے خود ساختہ اقتباسات لکھ کر باور کرا یا جا رہا ہے کہ یہ سارا کام تیرہ سو سال کے بعد تحقیق و تفتیش کی عمارت استوار کرنے کیلئے کیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں ایک یزیدی مولوی صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ”حادثہ کر بلا“ کا حقیقی پس منظر رکھا لیکن اس کتاب کا کال یہ ہے کہ تیرہ سو سال سے جس قدر امام عالی مقام کی شہادتیں لکھی جاتی ہیں اس کتاب سے سب راویوں کو کتاب کا خطاب دیجے رد کر دیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔
 ”انسوس یہ ہے کہ بے سرو پا کہانیاں جھوٹے افسانے اور عقل اور

بصیرت سے دور کا واسطہ نہ رکھنے والے واقعات صرف اس لئے تراشے گئے کہ ان سے ثابت کیا جائے کہ اس وقت کی حکومت میں دین و ایمان تقویٰ اور اسلام تو بڑی بات ہے ان میں تو انسانیت اور بصیرت بھی نہیں تھی کہ بہتر آدمیوں کے مقابلے میں پانچ پانچ ہزار کا لشکر ترتیب دیجڑ سفاکی اور درندگی کا مظاہرہ کرنے لگے۔ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ مگر واقعہ شہادت امام کے سلسلہ میں جو تفصیلات کتابوں میں ملتی ہیں وہ نہایت من گھڑت افسانے گریہ اور کہانیاں متضاد اور ناممکن الوقوع واقعات کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں سرسبک چونکہ کاٹھی نہیں گیا تھا۔ ہذا نیزید کے رد پر و پیش کرنے کا واقعہ فقط کذاب اور جھوٹے ردیوں کی افتراء ہے۔ اور میں ناظرین کرام دیکھا آپ نے بڑے بڑے بزرگ اور جلیل القدر صحابہ بھی اس ظالم کے فتویٰ کی زد میں آگئے سب کو ہی کذاب لکھ دیا۔ نہ خدا سے ڈرے۔ نہ نبی پاک سے شرمائے اور حیرت کی بات ایک یہ بھی ہے کہ غیر مقلد ابوالکلام آزاد کو بھی کذاب بتا رہے ہیں اور ساتھ ہی اس کو امام الہند کا خطاب بھی عطا فرما رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب اپنوں کو بھی جھوٹے۔ اگر کوئی روایت نیزید کی تشریف میں مل جائے تو اس کو قبول بھی فرما لیتے ہیں خواہ اس راوی

پر پہلے کذاب ہی کا خطاب دے چکے ہوں۔ اور اس کتاب میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ ناظرین کرام شاید آپ اس کتاب کے مصنف کا نام شریف معلوم کرنے کیلئے بے چین ہوں۔ تو مجھے میں سب سے پہلے آپ کی اس بغیراری کو دور کر دیتا ہوں۔ ان کا اسم تشریف ہے۔ بشیر الرحمن صاحب صدیقی گوجرانوالہ۔ اگر آپ مجھ پر اعتراض کریں۔ کہ پھر تم نے ان کو نیزیدی کا خطاب کیوں دیا۔ ۹۰ جب وہ اپنے آپ کو صدیقی لکھ رہے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف نیزید سے سچے محبت رکھتا ہے اور ساری کتاب ہی نیزید کی تعریف میں لکھ دی ہے حدیث میں ہے کہ جو کسی کے ساتھ محبت رکھے گا قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا قیامت کے روز ہر آدمی اپنے اپنے امام کے ساتھ ہوگا تو مولوی صاحب کا امام بھی نیزید ہے اور نیزید کی محبت میں دیوانے ہو کر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ نیزید جدوجہد موانع و حیلیم سنجیدہ و شین و اخرو میں و ہجر سے مبرا اپنی زیر دست رعایا کا محبوب ترک واقف شامی سے متفق معمولی شہریوں کی طرح سادہ زندگی بسر کرنے والا اور مہذب تھا۔ اور جناب عالی حوالہ بھی ایک انگریز عیسائی کی کتاب کا دے رہے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام۔ پس میں نے اسی لئے جناب کو نیزیدی کا خطاب دے رکھا ہے۔ اور یہ ان کے مناسب بھی ہے اب ذرا نیزید کے بارے میں

محقق ارباب تاریخ کی رائے بھی ملاحظہ فرمایا کیجئے حضرت مولانا سید
 نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: یزید بن معاویہ
 ابو خالد اموی وہ بد نصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام
 کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے۔ اور جس پر ہر قرن میں دنیا ٹٹے
 اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک اس کا نام تختہ
 کے ساتھ لیا جائے گا۔ یزید بد خلق، تند خو، فاسق، فاجر، شرابی،
 برکار، ظالم، بے ادب اور گستاخ تھا۔ اس کی شرارتیں اور بے
 ہودگیاں ایسی تھیں جن سے بدعاشوں کو بھی شرم آئے عبد اللہ
 بن حنظلہ اخیل نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہم نے یزید پر اس وقت
 خروج کیا جب ہمیں اندیشہ ہو گیا کہ اس کی بدکاریوں کے سبب
 آسمان سے پتھر برسے لگیں۔ (دواقذی) محرمات کے ساتھ نکاح اور
 سود وغیرہ منہات کو اس نے دین نے علانیہ رواج دیا۔ مدینہ
 طیبہ اور مکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی ایسے شخص کی حکومت گرگ
 کی چو پائی سے زیادہ خطرناک تھی۔ ارباب فراست اور اصحاب اسرار
 اس وقت سے ڈرتے تھے کہ جب عنان سلطنت اس شقی کے
 ہاتھ میں آوے ۹۵ھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ
 یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں مسئلہ کے آغاز اور ملکوں کی حکومتیں
 دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ الوہرہ جو حامل امر تھے انہیں معلوم تھا کہ مسئلہ کا آغاز لڑائی

ماریت اور فتنوں کا وقت ہے۔ ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور انہوں
 نے ۵۹ھ میں بمقام مدینہ طیبہ رحلت فرمائی۔
 ادبیاتی نے اپنی مسند میں حضرت ابو درود اصحابی (رضی اللہ عنہ)
 سے ایک حدیث روایت کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ میں نے
 حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ حضور نے فرمایا:
 کہ میری سنت کا پہلا بدلنے والا نبی امیہ کا ایک شخص ہوگا جس کا
 نام یزید ہوگا۔ سوانح کر بلا صفحہ ۷۷

فضائل امام حسین رضی اللہ عنہ

- ① آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام حسین مجھ سے ہیں۔
 اور میں امام حسین سے ہوں جس نے امام حسین کو محبوب رکھا
 اللہ تعالیٰ اس کو محبوب رکھے گا کیونکہ حسین میری اولاد ہیں
 سے ہے۔
- ② آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن اور حسین دونوں
 میری دنیا کے دو پھول ہیں۔
- ③ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام حسن اور امام حسین
 جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو اہل بیت میں کون زیادہ عزیز ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ امام حسن اور امام حسین علیہ السلام۔
 ۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم ان دونوں کو مضبوط سے پکڑے رہے۔ تو تم کبھی بھی گمراہ نہ ہو سکو گے۔ پہلی چیز اہل بیت اور دوسری چیز اہل بیت یعنی میری اولاد۔

یہ پانچوں حدیثیں مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی ہیں۔ ناظرین کرام غور فرمائیے۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کو ایسی حدیث بیان فرمائی ہے کہ جس سے یزید پلیدی کی تعریف ثابت ہو سکے؟ امام حسینؑ کے لئے تو بکثرت حدیثیں موجود ہیں جن میں آپ کے فضائل موجود ہیں اگر تمام دنیا کے یزیدی مولوی جن ہو کر حدیثوں کی تلاش کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کی صبح تک ایک بھی حدیث ایسی پیش نہیں کر سکیں گے کہ جس میں یزید پلیدی کی تعریف ثابت ہو سکے۔ تمام یزیدی علماء سے ایک سوال کرتا ہوں جواب دیجئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جہاد پر لکھا جا چکا ہے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہے تو تم کبھی بھی گمراہ نہ ہو

۶۔ کہ۔ پہلی چیز قرآن شریف ہے اور دوسری اہل بیت کی میری اولاد۔ پس بتاؤ ایمان سے دوسری چیز کونسی ہے؟
 ۷۔ حسین رضی اللہ عنہ یا یزید؟ یہ تاریخ تو نہیں یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے جس کا انکار بے دینی ہے اگر تم یہ کہو کہ دوسری چیز یزید ہے تو یہ ظلم عظیم ہے اور حدیث افتراء ہے اور حدیث پر افتراء کرنے والا جہنمی ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ جو مجھ پر جھوٹ لگاۓ تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے۔ اسی حدیث پاک سے ثابت ہو گیا کہ دوسری چیز امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں جو اہل بیت میں سے ہیں اور حق پر تھے۔ اور حق بھی یہی ہے کیونکہ وہ جنتی لو جو انوں کے شراب میں۔ اور جنتی جو انوں کے سردار خلیفہ برحق کے باغی نہیں ہو سکتے۔ اور اسی حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ یزید پلیدی فاسق فاجر تھا کیونکہ جنتی لو جو انوں کے سردار نے اس کی بیعت اس لئے نہیں کی کہ وہ فاسق و فاجر تھا۔

اب اگر کسی یزیدی مولوی نے دوسری چیز یزید کو سمجھ کر جہنم کا راستہ خرید لیا ہے تو یہ اس کی بد نصیبی ہے۔ اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جو حضرت علی و فاطمہ، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم سے لڑائی کرے تو میں اس سے لڑوں گا۔ اب فیصلہ تم کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کس نے کی۔ اور بخاری شریف میں یہ بھی حدیث موجود ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بندہ میرے دوست سے دشمنی کرے میں اُس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور یہ یاد رکھو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں جنہوں نے سارا کتبہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا۔ تو تم سب یزیدی مولوی مل کر فیصلہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی کس نے مولیٰ ہے؟ (کیا رشتہ داری سے ایمان و اسلام ثابت ہو سکتا ہے؟)

ناظرین کرام غور فرمائیے اس کتاب میں رشتہ داری پر بڑے بڑے زور سے قلم چلایا گیا ہے اور امام عالی مقام کے قاتلوں کی رشتہ داریاں بتا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اصل قاتل کوئی اور ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مقام افسوس۔

صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں۔ یہ حقیقت ناقابلِ تردید ہے۔ اس واقعہ فاجعہ میں جو کردار ظلم میں سب سے نمایاں اور پیش پیش

آتا ہے وہ رشتہ میں امام حسین علیہ السلام سے بہت ہی قریب ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو کیا وجہ ہے۔ ان قرابت اڑوں اپنے مراپے ہی نیروں پر کیوں اُچھالے۔ اپنی گردنیں اپنی تلواروں سے کیوں کاٹیں۔ کیا عقل باور کرتی ہے۔ یا شعور؟ کبھی اس بات کے قائل ہو سکتے ہیں کہ یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا؛ لیکن وہ نقشہ ملاحظہ فرمائیے جو قرابت و مصاہرمت کے سلسلے میں کتبہ انساب میں مذکور ہے۔ آگے ایک طویل فہرست رشتہ داریوں کو ثابت کرنے کے لیے لکھی گئی ہے۔

لیکن یہ بھی مصنف کتاب کی جہالت کی ایک مین دیل ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ قرآن شریف سے ناواقف ہیں۔ رشتہ داری سے ایمان اور خلافت حق کا ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ رشتہ داری ایمان اور خلافت حق کی ہرگز دلیل نہیں ہو سکتی۔ دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی حضرت ہابیل کو قتل کر دیا۔ اور قارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا اور مینار خزانوں کا مالک تھا۔ چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا باغی تھا لہذا اس کو بھی زمین میں دھنسا دیا گیا۔

اگر رشتہ داری پر ہی ایمان اور اسلام کا رد وارد ہوتا تو حضرت

نوح علیہ السلام کے بیٹے کو غرق نہ کر دیا جاتا۔ اور حضرت علیہ السلام اُس لڑکے کو قتل نہ کرتے۔ اور اگر ایمان اور اسلام کا دار و مدار رشتہ داری پر ہی ہوتا تو ابوجہل و ابولہب وغیرہ جہنم میں نہ جاتے۔ اسی لئے میں نے مصنف کتاب کو قرآنِ نادافق لکھا ہے بلکہ حدیث شریف سے بھی نادافق ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے چاچا ابوطالب کو آپ کی خدمت کی وجہ سے کیا فائدہ پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا میری وجہ سے وہ ٹخنوں تک آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے نیچے طبقہ میں ہوتا۔ ثابت ہوا کہ رشتہ داری ایمان اور اسلام کے لئے کچھ فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔

کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دل میں خلافت کی تمنا تھی؟

اسی کتاب کے صفحہ ۷۳ پر لکھا ہے۔ امام حسین اور خواہش اقتدار لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھنے شروع کئے کہ وہ حضرت امام کے دل میں خلافت کی تمنا اور اس کے حصول کی آرزو سے آگاہ تھے۔

ناظرین کرام توجہ فرمائیے۔ کیسے کیسے جھوٹ اور بہتان آپ راتِ پاک پر لگا رہے ہیں۔ اس الزام میں ذرا بھر صداقت میں۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ حضرت مر ابوالحسنات سیدہ محمد احمد شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ قیام کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ معظہ میں پہنچے تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے عرض کیا کہ اے ابنِ امام آپ اس وقت یہاں کے خلیفہ ہیں اور ہم سب منور کے غلام ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ منصبِ خلافت آپ کو اور آپ کے آباؤ اجداد کو بھی شایان ہے۔ آپ نے فرمایا ابنِ زبیر قسم ہے مجھ کو میرے جدِ امجد کی قبر مبارک گامیں نہ غلیف رہا گا۔ نہ میرا ارادہ خلافت کا ہے اور نہ میں اس ارادہ سے مکہ میں آیا، بلکہ محض چند روز یہاں گزارنے آیا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ حالانکہ مکہ معظہ کی خلافت آپ کے لئے بیحد عتبارِ برکت تھی۔ پھر بھی آپ نے انکار فرمادیا تھا۔

اور اسی کتاب کے صفحہ ۷۴ پر بھی لکھا ہوا ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے حضرت امام حسین سے مکہ معظہ کی خلافت کی پیشکش فرمائی مگر آپ نے انکار فرمادیا تھا۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

بت کر لی تھی۔

فاری محدطیب شہید کربلا صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں۔ سیدنا حسین
لہذا نبی بات ثابت ہو گئی کہ آپ ہرگز خلافت کے حصول کیلئے
نہیں بلکہ آپ قرآن وحدیث کی پیروی اور خلفائے راشدین کی
سنت میں قیام خلافت کے خواست گار تھے۔ اصل میں امام عباس
کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح حکومت الہیہ قائم ہو جائے۔ خواہ
خلیفہ کوئی بھی ہو۔ اگر یزید نیک ہو تا تو امام عالی مقام بھی بڑے
کی بیعت کر لیتے۔ جس طرح امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ اور خلافت ان کے
حوالے کر دی تھی۔ اسی بات سے ثابت ہو گیا کہ یزید فاسق فاجر تھا
لہذا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی۔ اگر امام حسین یزید
کی بیعت کر لیتے تو ہمیشہ کے لئے مثال قائم ہو جاتی۔ کہ مسلمانوں
کا خلیفہ فاسق فاجر شرا ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ امام حسین نے فاسق

فاری محدطیب شہید کربلا صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں۔ سیدنا حسین
لہذا نبی بات ثابت ہو گئی کہ آپ ہرگز خلافت کے حصول کیلئے
نہیں بلکہ آپ قرآن وحدیث کی پیروی اور خلفائے راشدین کی
سنت میں قیام خلافت کے خواست گار تھے۔ اصل میں امام عباس
کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح حکومت الہیہ قائم ہو جائے۔ خواہ
خلیفہ کوئی بھی ہو۔ اگر یزید نیک ہو تا تو امام عالی مقام بھی بڑے
کی بیعت کر لیتے۔ جس طرح امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ اور خلافت ان کے
حوالے کر دی تھی۔ اسی بات سے ثابت ہو گیا کہ یزید فاسق فاجر تھا
لہذا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی۔ اگر امام حسین یزید
کی بیعت کر لیتے تو ہمیشہ کے لئے مثال قائم ہو جاتی۔ کہ مسلمانوں
کا خلیفہ فاسق فاجر شرا ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ امام حسین نے فاسق

ہو گیا۔ خاص کر اس شخص کے لئے جو اس امر پر قدرت رکھتا
اور اپنے متعلق امام حسین کا گمان یہ تھا کہ وہ اس کام کے اہل
اور انہیں اس کی قدرت حاصل ہے۔ کر ملا میں امام حسین کے
ساتھ جو معرکہ پیش آیا اس کی بابت علامہ لکھتے ہیں۔
بعض حسین اپنے واقعہ قتل میں شہید اور مستحق اجر و ثواب
ہیں۔ اپنے اقدام میں وہ حق پر تھے اور یہ ان کا اجتہاد تھا۔
ناظرین کرام غور فرمائیے۔ کیا اس صراحت کے بعد کہ امام حسین
رضی اللہ عنہ یزید کے خلاف اپنے اقدام میں حق پر تھے کسی بحث
کی گنجائش رہ جاتی ہے؟ اب ایک بہت بڑے عالم فاضل کا
حوالہ پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

امیر معاویہ کی وفات کے بعد یزید تخت سلطنت پر بیٹھا اور
اس نے اپنی بیعت لینے کے لئے اطراف و ممالک سلطنت میں
مکتوب روانہ کئے۔ مدینہ طیبہ کا حال جب یزید کی بیعت لینے
کیلئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔
تو آپ نے اس کے منی و ظلم کی بنا پر اس کو نااہل قرار دیا۔
اور بیعت سے انکار فرمایا۔ اسی طرح حضرت ابن زبیر نے بھی حضرت
امام جنت تھے کہ بیعت کا انکار یزید کے اشتغال کا باعث ہو گا

دار جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا۔ لیکن امام کے
بانت و تقویٰ نے اجازت نہ دی کہ اپنی جان کی خاطر نااہل کے
بر بیعت کر لیں اور مسلمانوں کی تباہی اور شرع و احکام کے
خرابی اور دین مضرت کی پرواہ نہ کریں۔ اور یہ امام جیسے
علی الثانی فرزند رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کس طرح
ممکن تھا۔ اگر امام اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو یزید آپ
کی بہت قدر و منزلت کرتا اور آپ کی عافیت و راحت میں
کئی فرق نہ آتا بلکہ بہت سی دولت دنیا آپ کے پاس جمع ہو
تی۔ لیکن اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور دین میں ایسا
سادہ برپا ہو جاتا جس کا دور کرنا بعد کو ناممکن ہو جاتا۔ یزید
کی ہر بدکاری کے لئے امام کی بیعت سبب ہوتی اور شریعت اسلامیہ
ملت حنفیہ کا نقشہ مٹ جاتا۔

دسواں کربلا مصنفہ حضرت علامہ مولانا سعید الدین رحمہ اللہ (اداری)
اب ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمائیے جو تحفۃ الہند کے صفحہ ۳۵
لکھا ہوا ہے۔

حاجی محمد بن صاحب جو غیر مقتد ہیں اور ہندو سے مسلمان
ہوتے تھے لکھتے ہیں کہ تواریخ کی کتابوں میں ظاہر ہے کہ یزید

بلید حب خلیفہ نافع بن گیا۔ اس نے چاہا کہ امام حسین رضی اللہ
 مجھ سے بیعت کریں اور میری مطابعت اختیار کریں۔ فرزند رسول
 علیہ السلام نے جانا کہ اس فاسق نالائق سے بیعت کرنے پر خلاف
 طریقہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے پس اس کی بیعت
 سے انکار کیا۔ اور اسی سبب سے اپنی جان عزیز اللہ کی راہ
 میں قربان کی اور شدت پیاس کے اور طرح طرح کی سختیاں اٹھا
 کر مصاکرہ صابریوں کے شہید ہوئے لیکن اس نابکار کی متابعت
 اختیار نہ کی۔ بحان اللہ حوصلہ ہو تو ایسا ہی ہو۔
 قاری محمد طیبؒ شہید کربلا کے صفحہ ۱۲۸ پر لکھتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے
 بیزید کو امیر المؤمنین کہہ دیا تھا تو انہوں نے اسے بیس کوڑوں
 کی تازیانی۔ ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب ص ۳۱۱۔ حالانکہ
 عمر بن عبدالعزیز خود بھی بنی امیہ میں سے ہیں۔ مگر حق پرست
 بنی امیہ میں سے ہیں۔ عطا بنی امیہ میں سے نہیں اور حق پرست
 کی کھلی علامت یہی ہے کہ خود نیک ہو کر نیک کو نیک کہے
 اور بد کو بد خواہ اپنا ہو یا برایا۔

اب تمام فقہاء محدثین، متکلمین اور محقق ارباب تاریخ کی

میریوں سے ثابت ہو گیا کہ بیزید بلید فاسق فاجر تھا اور امام
 حسین عالی مقام حق پرست تھے اور بیزید باطل پرست تھا۔ یہ جنگ حق و
 باطل کی تھی۔

ایک اہم ترین سوال جو معرکہ کربلا کی پوری داستان کا محور
 ہے۔ اور اسی اساس پر موجودہ تاریخ کا ایوان کھڑا ہے۔ اور وہ
 یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کا قاتل کون ہے؟
 اس کتاب کے چالیس ورق سیاہ کرنے کے باوجود بھی اس
 بیزیدی مولوی کا قلم اس حقیقت کے چہرے سے نقاب کشائی
 نہیں کر سکا۔ کہ امام حسین و اہل بیت کے قتل میں کس کا ہاتھ
 ہے۔ اور اس کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بیزید نے
 قتل حسین کا حکم دیا اور نہ اس سے راضی تھا اور نہ ابن زیاد
 کے دامن پر کوئی داغ ہے اور نہ ہی ابن سعد کی تلوار پر۔
 کوئی دھبہ۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شروع سے لے کر
 آخر تک سب کے سب بے گناہ دے تعلق ہیں۔ تو پھر آخر
 حسینی قافلے کے بہتر مسافروں کی لاشیں کربلا کی خاک پر تڑپ
 تڑپ کر کیسے مرد ہو گئیں؟

اور یہ بھی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ تمام واقعہ آنا فانا

وقوع پذیر ہوا۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ بھر میں اختتام تک جا پہنچا۔ قیلولہ میں جتنی دیر کے لئے آنکھ جھپکی جاتی ہے۔ اس اتنی دیر میں ہی سب سے آخری شخص ان میں سے قتل ہو چکا۔ یہ مضمون شاید آپ نے عباسی کی کتاب خلافت معاویہ و یزید سے لیا ہے۔ کیونکہ وہاں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

علامہ مشتاق احمد نظامی اپنی کتاب ”کربلا کا مصافحہ“ میں لکھتے ہیں کہ اس سے ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ یزیدی فوج کے نو غوار درندے آل پیغمبر کی گھات میں بیٹھے تھے اور حسینی قلعہ کو دیکھتے ہی چیل، کوڑوں، گدھ اور کتوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ نہ رسم مہر سے واقف نہ آئین وفا جانے۔ وہ نہ تو رسم سلام و کلام سے آشنا تھے اور نہ ہی ان کے میزبانی کے طرز سے، اس کے سوا اور کیا کہا جائے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔

اتنا لکھ دینے سے نہ تو یزید کی پیشانی سے کلینک کا ٹیکہ صاف ہو گیا اور نہ ہی عبید اللہ بن زیاد اور عمرو بن سعد کے دامن سے خون کے چھینٹے رُحل گئے۔ ظالم ظالم رہا اور مظلوم مظلوم۔

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے کوئی بھی تیار نہ تھا۔ لوگ قتل کرنا چاہتے تو ممکن تھا۔ لیکن ایک کے پیچھے ایک چھپتا تھا کہ وہ اس کام کو کرے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہنگامہ میں آپ کو بھی تیر یا تلوار کا زخم آگیا ہو اور آپ شہید ہو گئے ہوں۔ پھر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ بہت ممکن ہے کہ انہی کو فیوں نے جو آپ کے ساتھ مکہ معظمہ سے آئے تھے یا جو بعد میں شامل ہو گئے تھے آپ کو شہید کر دیا ہو اور یہی ان کی خواہش تھی۔

ناظرین کرام غور فرمائیے یہ حادثہ کربلا کا حقیقی پس منظر“ بیان ہو رہا ہے۔ ساری کتاب تلاش کر جائیے کہیں بھی آپ کو حضرت امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کے قاتل کا مزارع نہیں مل سکے گا۔ یزید اور یزیدیوں کو اس ظلم سے بچانے کے لئے کیسے کیسے مکر و فریب سے کام لیا ہے۔ دیدہ دانستہ اصل قاتلوں کو گلے سے لگا کر چھپا رکھا ہے اور دعوے یہ ہے کہ شہید کربلا کے مجرم کوئی اور لوگ ہیں۔ یہ ہیں کہیں کہیں گاہوں میں چھپے ہوئے ہوں گے۔ ہم انشاء اللہ کو شش کریں گے کہ ان کو وہاں سے نکال کر مجرموں کے کٹہرے میں

عوامی عدالت کے سامنے پیش کر دیں گے۔ لیکن باوجود اس دعوے کے مصنف کتاب بہت بُری طرح ناکام ہوا۔ کسی ایک قاتل کا نشان بھی نہ دے سکا۔ خدا جانے امام صاحب کے قاتلوں سے اس قدر محبت کیوں ہے؟ کیوں ان کو چھپا رکھا ہے؟ عوام کے سامنے کیوں پیش نہیں کرتے؟ میرے خیال میں اگر آپ امام عالی مقام کے قاتلوں کی تلاش میں کوفے میں مختار کے دربار میں تشریف لے جاتے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی ضرور آپ سے ملاقات ہو جاتی۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ مختار کے حکم سے سب قاتلوں کے سر کاٹ کر مختار کے سامنے رکھے گئے تھے۔ ان میں ابن زیاد اور ابن سعد وغیرہ کے سر بھی موجود تھے۔ اگر وہاں جلنے کی تکلیف آپ گوارا فرماتے تو سروں کی زیارت کے علاوہ ایک عجب نظارہ بھی دیکھنے کے لیے زیادہ کے سر کے منہ میں ایک سانپ گھس کر ناک سے نکلتا اور پھر ناک میں گھس کر منہ سے نکلتا بھی دیکھنے۔ اور پھر آپ کو یقین بھی ہو جاتا۔ کہ جن لوگوں کو اس ظلم عظیم سے بچانے کے لئے دامن میں چھپا رکھا تھا اصل میں قاتل یہی تھے۔

اسی کتاب میں لکھا ہے اتحادِ ملت کیلئے حضرت امام حسینؑ کی شہادت چوتھا انتہائی پر خلوص اور معقول تھی لہذا شکر یہ کہ ساتھ قبول کی گئی اور فیصلہ ہوا کہ گورنر کا ایک دستہ آپ کی معیت میں عازم دمشق ہوگا۔ جو حضرت امام کو یزید تک پہنچانے کی خدمت انجام دے گا۔ نیز حضرت امام کو بھی اس فیصلہ سے اکاہ کیا گیا تو آپ نے اعتراض نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دستہ آپ کے ساتھ بغیر کسی تلخی کے وادیزش اور جھگڑا و فساد کے نہایت حسن و سلوک، خوش اخلاقی اور عزت و احترام کا مظاہر کرنا ہوا کہ بلا تک پہنچا۔

جناب صدیقی صاحب میں آپ سے اسی مقام پر سوال کرتا ہوں کہ جب یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ گورنر کا دستہ حضرت امام عالی مقام کو یزید تک پہنچانے کی خدمت سر انجام دے گا تو پھر وہ فوجی دستہ آپ کو کربلا میں کیوں لے گیا؟ یزید کے پاس کیوں نہ لے گیا؟ پھر آپ لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کے قافلہ میں زیارت کے بہانے کوفیوں کی آمد متفرع ہو گئی اور ان کی تعداد میں دم بدم اضافہ ہو رہا تھا اور ۲۴۰ افراد جمع ہو گئے۔

اب آپ سے دوسرا سوال یہ ہے جب کہ حرب بن یزید، حکم گورنر راستہ روک کر کھڑا ہو گیا اور اصرار کر رہا تھا کہ آپ سیدھے امیر کو فہ عبداللہ بن زیاد کے پاس چلیں گے اور کوئی صورت قابل قبول نہیں ہو سکتی اور حضرت حر کے پاس ایک ہزار فوجی جوان بھی تھے۔ جیسا کہ آپ نے اسی کتاب کے صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے۔ اور علاوہ اس کے گورنر کا فوجی دستہ بھی موجود تھا اور مقام بھی کو فہ سے کئی میل دور تھا اور جنگل بھی ریگستان تھا۔ ایسی صورت میں زیارت کے بہانے کو فیوں کا آنا اور ۲۴۰ تک آدمیوں کا جمع ہونا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے جبکہ امام عالی مقام ایک ہزار فوجی جوانوں کی حراست میں تھے ایسی خطرناک صورت میں کیوں کو فیوں کو امام کے قافلے میں جانے کی اجازت دی گئی۔ یہ سراسر جھوٹ ہے اس میں ذرہ بھر صداقت نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی ثبوت کسی تاریخ کی کتاب میں ملتا ہے۔ یہ صرف یزید، ابن زیاد، ابن سعد کو اس ظالم عظیم سے بچانے کے لئے من گھڑت داستان لکھی گئی ہے۔ جس کا آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اور عقل سلیم بھی اس جھوٹی داستان کو قبول نہیں کرتی۔ جب آپ نے یکسر سب راویوں کو کذاب لکھ کر

یہاں کا ثبوت دیا ہے تو آپ کے پاس کوئی آسمانی الیٰ آدی ہے؟ آپ کی من گھڑت روایتوں کو کیسے مان لیا جائے؟ جبکہ آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ کیونکہ آپ نے کسی مستند کتاب کا حوالہ بھی پیش نہیں کیا۔ یہ صرف یزید کی فحش اور اہل بیت اطہار کا بغض آپ کو بے سرو پا کہانیاں اور جھوٹی روایتیں لکھنے پر مجبور کر رہا ہے۔ اگر آپ کے دل میں کچھ بھی خدا کا خوف ہوتا تو آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کا ثبوت پیش کرتے اور ان پر نکتہ چینی کرنے سے باز رہتے اور آپ کے نانا پاک کی شفاعت کے بھی مستحق ہو جاتے۔

اس کتاب کے صفحہ ۶۶ پر لکھا ہے۔ چنانچہ بوقت صبح جب حفاظی دستہ نے اپنا مطالبہ دہرایا۔ بقت کے بدخواہ کو فیوں نے طے شدہ پروگرام کے تحت پہلے مقتل ہوئے اور پھر اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ حملہ اس شدت سے کیا گیا تھا کہ حفاظی دستہ کو جو اس بدترین منصوبے سے قطعاً بے خبر تھا اور اسلحہ سے بھی خالی، کو اپنی جان بچانی مشکل ہو گئی۔ چنانچہ اسٹریٹو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۱۱۶۲ میں اس بات کا تذکرہ ذکر حضرت حسین میں موجود

ہے۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ گورنر کوٹہ عبید اللہ بن زیاد کو یزید نے حکم دیا کہ حسینی قافلے کے ہتھیار لینے کی تدابیر کرے اور ان کو جھگڑا و فساد پھیلانے سے باز رکھے۔ مگر حضرت حسین اور ان کے متبعی بھر متبعین نے اپنے سے طاقتور فوجی دستہ پر جو ان سے ہتھیار رکھوانے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ غیر مال اندیشانہ طور پر حملہ کر دیا۔ اسٹیکلو پیڈیا آف اسلام صفحہ ۱۱۶۲۔ یہ ہے حادثہ کر بلا کا حقیقی پس منظر۔

ناظرین کرام۔ اس مضمون کو ذرا دوبارہ پڑھنے کی کوشش کیجئے اور غور فرمائیے یزید کی محبت نے اس یزیدی مولوی صاحب کو بدھو اس کر دیا ہے۔ یزید بھی شہزادی تھا اور اس یزیدی مولوی کا قلم بھی بدست شہزادی کی طرح چل رہا ہے۔ کچھ کا کچھ لکھ رہا ہے۔ پہلے جملہ میں لکھا کہ ملت کے بدخواہ کو فیوں نے فوجی دستہ پر ایسا تشدید حملہ کر دیا کہ فوجی دستہ کو اپنی جان بچانا مشکل ہو گئی دوسرے جملہ میں لکھا کہ حضرت حسین اور ان کے متبعی بھر متبعین نے اپنے سے طاقتور فوجی دستہ پر غیر مال اندیشانہ طور پر حملہ کر دیا۔ اور جناب حوالہ بھی ایک انگریز عیسائی کی کتاب سے پیش کر رہے ہیں۔ چونکہ آپ نے سب مسلمان مؤرخین کو کتاب

کرد کر دیا ہے۔ اس لئے اب عیسائی مذہب کا سہارا کر یزید کی محبت کا حق ادا کر رہے ہیں اور یہ نہیں سوچا کہ عیسائی اسلام کے دشمن ہیں پلید اور مشرک ہیں۔ شاید آپ س بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حاکم کا آغاز امام عالی مقام کی طرف سے ہوا تھا۔ لیکن یہ غلط ہے بہتان ہے۔ حضرت امام حسین نے اپنے قافلہ کو سختی سے منع کر رکھا تھا کہ خبردار ہماری طرف سے کوئی بھی جنگ کی ابتداء نہ کرے۔ تاکہ اس خون ریزی کا وبال اعداء ہی کی گردن پر رہے اور ہمارا دامن اس اقدام سے آلود نہ ہو۔

ناظرین کرام غور فرمائیے اس حوالہ میں جو اوپر نقل کیا گیا ہے کس قدر بے ادبی کے الفاظ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھے گئے ہیں۔ مثلاً ان کو جھگڑا و فساد پھیلانے سے باز رکھے اور غیر مال اندیشانہ طور پر حملہ کر دیا۔ یہ سب الفاظ امام عالی مقام کی شان میں سخت بے ادبی اور گستاخی کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اسی لئے تو انگریز عیسائی کی کتاب کا حوالہ پیش کر رہے ہیں۔ اہل بیت کی محبت رکھنے والا کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے کہ :

ان واقعات کو افسانہ کہنے سے میرا قطعاً یہ مقصود نہیں ہے کہ آپ کی شہادت واقعی نہیں ہے۔ یا آپ مظلوم نہ تھے اور آپ کے قاتل ظالم اور مجرم نہیں ہیں۔ حادثہ کلا ہرگز نہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یقیناً مظلوم اور شہید ہیں آپ کے قاتل یقیناً جہنمی اور ملعون ہیں۔ اگر آپ کی نظر میں آپ کا یہ بیان صحیح ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ظلم کس کی حکومت میں ہوا ؟ اور کیوں ہوا ؟ اور کوفہ کے گورنر حضرت نعمان بن بشر رضی اللہ عنہ کو کس نے معزول کیا اور کیوں کیا اور ان کی بجائے ابن زیاد کو بصرہ سے بلا کر کس نے کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور کیوں کیا ؟ اور عمر دین سعد کو فے سے بلا کر امام حسین کے لئے پانچ ہزار فوج دے کر کس نے بھیجا ؟ اور کیوں بھیجا ؟ اور پھر حمر بن یزید کو ایک ہزار فوج دے کر امام حسین کو رد کرنے کے لئے کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا ؟ اگر آپ کے پاس کوئی جواب ہے تو بتاؤ۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو کس نے چھت سے گرا کر شہید کیا۔ اور آپ کے دو کمسن بچوں کو کس نے بے دردی سے ذبح کر کے شہید کیا

کیوں کیا ؟ اس وقت تو ابن زیاد کوفہ کا گورنر مقرر ہو چکا اور واقعہ بھی کوفے شہر کا ہے کہ بلا کا نہیں۔ کیوں اس قدر ظلم ؟ اور کس کی حکومت میں ہوا اور کیوں ہوا ؟ اب سب ہمدی مولوی اکٹھے ہو جائو اور ایک سوال کا جواب دو کہ مسلم بن اکرم میں ہزار کا لشکر گراں دیکر مدینہ طیبہ کی پڑھائی کیلئے کس نے بھیجا ؟ اور کس نے مدینہ شریف میں سات سو صحابہ کو شہید کیا۔ دوسرے ہم باشندے ملا کر دس ہزار سے زیادہ شہید کئے اور کیوں کئے ؟ ان دغارت اور طرح طرح کے مظالم ہمسائیگان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے اور مسجد نبوی شریف کے ستونوں میں گھوڑے باندھے گئے اور تین دن تک مسجد شریف میں لوگ نماز سے شرف ہو سکے۔ غرضیکہ ایسے ایسے ظلم کئے گئے کہ قلم لکھنے سے

نہ رہے۔
بتائیے یہ ظلم کس کی حکومت میں ہوئے اور کیوں ہوئے ؟ آپ جو لکھ رہے ہیں کہ واقعہ حرہ کے اسباب کچھ اور تھے۔ وہ اسباب تو ظاہر فرمائیے۔ پھر یہ بھی بتائیے کہ یہی لشکر کہ معظمہ بھیج کر حرم شریف کی بے حرمتی کس نے کرائی۔ مگر معظمہ حرم شریف پر پتھر پھینکے گئے۔ اس سنگ باری سے حرم شریف

کا صحن بھر گیا۔ مسجد حرم شریف کے ستون ٹوٹ پڑے۔ کم
مقدور کے خلاف شریف اور چیت کو آگ لگا کر جلا دیا گیا
فریاضیہ پر مظالم کس کی حکومت میں ہوئے اور کیوں کئے گئے
یقیناً یزید کی حکومت میں ہوئے اور یزید نے کر لئے۔ جس کا
کعبہ معظمہ کی یزید کے حکم سے بے حرمتی ہوئی۔ اسی روز یزید پہلے
کی ہلاکت کی خبر پہنچی اور وہ دمشق واصل جہنم ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
واقعہ ترہ تفصیل سے بیان ہوگا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۷۶ پر قتال یزیدی صاحب تختہ پر
کرتے ہیں :

سرمبارک چونکہ کاٹا ہی نہیں گیا تھا لہذا یزید کے روبرو
پیش کرنے کا واقعہ فقط کذاب اور جھوٹے راولوں کی افتراء
ہے اور بس۔ حالانکہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس
جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرمبارک طشتری میں رکھا
ہوا لایا گیا تو اس نے ان کے سرمبارک کو ککڑی سے ہلاتے
ہوئے کہا کہ اس کے حسن میں کیا چیز ہے۔ تو میں نے کہا خدا
کی قسم امام حسین رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

وہ شہت بہت رکھتے تھے۔ اس وقت آپ کے سرمبارک میں
مکہ خضاب لگا ہوا تھا (بخاری شریف)

ترمذی شریف میں بھی اسی روایت موجود ہے کہ انس رضی اللہ
نے فرمایا کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حسین
رضی اللہ عنہ کا سرمبارک لایا گیا۔ چنانچہ وہ ان کی ناک مبارک
بڑی سے مارنے لگا اور کہتا رہا کہ میں نے کسی کو اس جیسا آن
البصورت نہیں دیکھا ہے۔ اور میں نے کہا کہ خدا کی قسم
میں رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہتھے۔
ایک اور روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس جگہ کو سونگھتے
تھے تو اس نے چھڑی ہٹائی۔

ناظرین کرام غور فرمائیے یزیدی مولوی صاحب تو لکھتے ہیں
سرمبارک چونکہ کاٹا ہی نہیں گیا تھا لہذا یزید کے روبرو
پیش کرنے کا واقعہ فقط کذاب اور جھوٹے راولوں کی افتراء ہے،
اور بس۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حبیب اللہ صحابی ہیں۔ بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف اور ترمذی

تشریف میں یہ حوالے موجود ہیں۔ لہذا جلیل القدر صحابی کو کدے
لکھنے والا بے دین اور گمراہ ہے۔ یہ ہے حادثہ مکر بلا کا حقیقی
پس منظر۔

اب ایک اور روایت نقل کرتا ہوں۔ علامہ مشاق احمد نظامی
اپنی کتاب "کر بلا کا مسافر" میں لکھتے ہیں کہ ابن زیاد کے سامنے
ایک طشت میں امام عالی مقام کا سر مبارک رکھا ہوا تھا۔ ابن
زیاد کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ وہ بار بار حضرت امام کے
لب لائے مبارک کے ساتھ گستاخی کرتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اسی
مٹے سے خلافت کا دعویدار تھا۔ دیکھ لیا قدرت کا فیصلہ حق پرند
ہوا باطل کو ذلت نصیب ہوئی۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت دربار میں موجود
تھے۔ ان سے یہ گستاخی دیکھی نہ گئی خوش عقیدت میں چیخ پڑے
ظالم یہ کیا کرتا ہے؟ چھڑی ہٹائے۔ نسبت رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کا احترام کریں نے بار بار سرکار کو اس چہرے کا بوسہ لیتے
ہوئے دیکھا ہے۔ ابن زیاد نے غضب سے تیج و تاب کھائے
ہوئے کہا۔ اگر تو صحابی رسول نہ ہوتا تو میں تیرا سر قلم کر دیتا۔
حضرت ابن ارقم نے حالت غضب میں جواب دیا "اتنا ہی تجھے

نول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا لحاظ ہوتا تو ان کے
کوٹنوں کو تو کبھی قتل نہ کرتا۔ تجھے ذرا بھی عزت نہ آئی کہ جس
دل پاک کا تو کلمہ پڑھتا ہے انہی کی اولاد کو تیج کرایا ہے
و اب ان کی عفت مآب بیٹیوں کو قیدی بنا کر لگی گلی پھرا رہا
ہے۔ ابن زیاد یہ زلزلہ خیز جواب سن کر تھلا گیا۔ لیکن مصلحتاً خون
گسٹ پانی کے رہ گیا۔ (کر بلا کا مسافر ص ۵۳)

ایک اور روایت بیان کرتا ہوں حضرت
علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد شاہ صاحب سابق خطیب مسجد
دریہ خاں لاہور اور اوراقِ عم کتاب میں لکھتے ہیں۔ جب یزید نے
طشت میں سر مبارک اپنے تخت کے آگے رکھوایا تو اس
وقت اس خبیث کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کو بار بار
ب و دندان سے مس کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس شخص کے
ب و دندان کس قدر خوبصورت ہیں کہ اب بھی حسن چھلک رہا
ہے۔ اس مجلس میں ثمر بن جذہب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم
بھی موجود تھے۔ ان سے ضبط نہ ہو سکا آگے بڑھے اور فرمانے لگے
یہ یزید تجھ پر خدا کی ماریہ کیا کر رہا ہے چھڑی ہٹالے۔ خدا
لے تم یہ وہ لب اور دندان مبارک ہیں جن کو میں نے اپنی آنکھوں

سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے دیکھا ہے۔ خدا تیرے
 ہاتھوں کو توڑے اور تجھے فنا کرے۔ یزید اس نصیحت سے
 بھجھلایا اور کہنے لگا۔ اگر مجھے تنہا ہی صحابیت کا پاس نہ ہو
 تو تنہا ہی اس گستاخی پر نہیں قتل کراؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا
 کہ یہ اور بھی تعجب خیز بات ہے تو شرفِ محبت کا تو لحاظ کرتا ہے
 اور شرفِ عینیت کو بالائے طاق رکھ کر راکبِ دوشِ رسول پر
 تیغ جفا چلانا کو ادا کر لیتا ہے۔ بے دین تیرے حکم سے تو یہ محبوب
 خدا کے جگر پارہ کے پاس سے ہوتے تو نے ہی دنیا کو دین پر مقدم
 رکھا اور حضرت امیر معاویہ کی وصیتوں کو مٹایا۔ صبر کر آج کل
 گھبرائے اڑالے کی قیامت میں ان کا کفنِ غوثی ہوگا اور تو
 اس تقریر سے اہلِ دربار کے دل بھر گئے۔ سب زار زار
 رونے لگے۔ یزید نے خوفِ فتنہ سے آپ کو قتل تو نہ کرایا مگر
 قصرِ شاہی سے باہر کرا دیا۔ (ادراق غم ص ۲۹)

ایک روایت اور لکھتا ہوں۔ مولوی اشرف علی صاحب
 دیوبندی حضرات کے حکیم الامت جمال الاولیاء ص ۳۵ پر لکھتے
 ہیں کہ ایک شخص نے حضرت حسینؓ کے مرمیبارک کو اپنے گھوڑے
 کے سینے پر لٹکا دیا تو چند روز کے بعد دیکھا گیا کہ اس کا چہرہ

روٹی سے زیادہ سیاہ تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم تو سارے
 اب سے زیادہ خوشرو تھے؟ جواب دیا کہ جب سے میں نے
 اس سر کو اٹھایا ہے۔ ہر رات دوشخص میرے بازو پکڑتے ہیں
 اور بھڑکتی ہوئی آگ پر لے جاتے اور دھکا دے دیتے ہیں۔
 درمیں اس میں منہ کے بل گر جاتا ہوں تو وہ مجھے جھلس دیتی ہے
 اس سے ایسا ہو گیا ہوں جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ پھر وہ بہت بُری
 حالت میں مرا۔

کیوں جناب مدنی صاحب اب بھی تسلی ہوئی یا نہیں؟
 سر مبارک کا ٹانگیا یا نہیں؟ آپ تو کچھ چکے ہیں۔ کہ سر مبارک
 چونکہ کاٹا ہی نہیں گیا۔ لہذا یزید کے رُوبرو پیش کرنے کا دافعہ
 فقط کذاب اور جھوٹے راویوں کی افتراء ہے اور اس۔

میں نے تو آپ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے
 پیش کئے ہیں۔ اب بھی مانو گے یا نہیں؟ اور فیصلہ بھی آپ ہی
 کر لو کہ صحابہ کرام کو کذاب لکھنے والا کون شخص ہے؟ اور اس
 کی شرعی سزا کیا ہے؟

اب آپ کا دافعہ حقہ کا بیان کرنا کہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ
 کے بعد یزید کی حکومت میں واقعہ حرہ دوسرا بڑا حادثہ ہے۔

جس میں اہل مدینہ نے یزید کے خلاف بغاوت کی تھی۔ نیز
مہاجر و انصار نے اپنے اپنے الگ الگ حکمران مقرر کر لئے تھے
بنی امیہ کو مدینہ سے نکال باہر کرنے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اور
دناں کے گورنر عثمان بن محمد اور کچھ بنی امیہ کے لوگ مروان بن
حکم کے گھر خوفزدہ ہو کر جمع تھے تو عام لوگوں نے ان کا گھیراؤ
کر لیا تھا۔ اس صورت میں بنی امیہ کے بچ نکلنے کی کوئی صورت
باقی نہیں رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس معاملہ کو یہیں اسی حالت میں
چھوڑ کر آگے لکھتے ہیں۔ بایں ہمہ امام زین العابدین اس
بغاوت میں قطعاً شریک نہیں ہوئے اور نہ بیعت یزید کو توڑا
اور نہ مدینہ والوں کی ہنگامہ آرائی میں شریک ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ
اس کے ایک ہی صفحہ کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ یہ وقت ہے جبکہ
یزید کے خلاف ایک طاعن خیز ہجیان موجود ہے۔ مخالفت کی
آگ ہے جو ہر چار طرف ارض حجاز میں پھیل چکی ہے۔
یزید کی بیعت توڑ کر نئے خلفاء مقرر اور ان سے ناطے قائم
کئے جا رہے ہیں اور بغاوت کے شعلے ہیں کہ ہر طرف بھڑک
رہے۔ وغیرہ وغیرہ

ناظرین کرام غور فرمائیے اور اوپر کے مضمون کو دوبارہ پڑھیے

اور صدیقی صاحب کی عقل کا ماتم کیجئے۔ خود ہی لکھ رہے ہیں کہ
یزید کے خلاف ایک طاعن خیز ہجیان موجود ہے۔ مخالفت کی
آگ ہے جو ہر چار طرف ارض حجاز میں پھیل چکی ہے۔ بغاوت
کے شعلے ہیں کہ ہر طرف بھڑک رہے ہیں۔ لوگ یزید کی بیعت
توڑ کر نئے نئے خلفاء مقرر اور ان سے ناطے قائم کئے جا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ
یہ ہے حق اور حق کی کرامت بھی یہی ہے کہ مخالف کے قلم سے
بھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر زبردست یزید کی
مخالفت کیوں ہوئی؟ جبکہ آپ یزید کی تعریف میں اس کتاب
میں ابڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں اور لکھ چکے ہیں کہ یزید
حد درجہ متواضع و حلیم، سنجیدہ و متین، خود بینی و تکبر سے مبرا۔
اپنی زبردست رعایا کا محبوب، ترک و احتشام شاہی سے متنفر
معمولی شہرلوں کی طرح سادہ زندگی بسر کرنے والا اور مہذب تھا
عقل تو اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ حاکم اس قدر نیک ہو۔ اور
ایسی ایسی صفات اس میں موجود ہوں۔ تو پھر اس خلیفہ کی اس
قدر مخالفت ہو کہ سارے عرب میں بغاوت کی آگ بھڑک جائے
اور سب لوگ اس نیک شریف خلیفہ کی بیعت توڑنے پر مجبور

ہو گئے ہوں۔ یقیناً کوئی ظلم کی داستان اس واقعہ میں موجود ہے جس کو اس کتاب کا مصنف چھپا رہا ہے۔ اور اس واقعہ سے تھوڑا سا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ امام زین العابدین اس بغاوت میں شریک نہ ہوئے اور نہ بیعت یزید کو توڑا اور نہ مدینہ والوں کی ہنگامہ آرائی میں شریک ہوئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو سرے سے ہی یہ بات غلط ہے کہ امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کو نہ توڑا۔ جب کہ بیعت کی ہی نہیں اور نہ کوئی ثبوت موجود ہے۔ تو پھر بیعت توڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ابھی تو واقعہ کربلا سامنے موجود ہے کہ فاسق کی بیعت نہ کرنے کیلئے تو سامنے خاندان کی امام عالی مقام نے قربانی پیش کر دی اور خود بھی شہید ہو گئے۔ مگر فاسق و فاجر کی بیعت قبول نہ فرمائی۔ تو شہزادہ زین العابدین یزید کی بیعت کیسے کر سکتے تھے؟ دوسری بات یہ ہے کہ امام زین العابدین مدینہ والوں کی ہنگامہ آرائی میں شریک نہ ہوئے؟ یہ بات بھی غلط ہے مدینہ والوں نے کوئی ہنگامہ وغیرہ سرگرم نہیں کیا۔ بلکہ یزید یلید نے بہت بڑا لشکر بھیج کر مدینہ طیبہ میں خون ریزی کرائی۔ قتل و غارت کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ دس ہزار سے زیادہ کو شہید کیا۔ بن

بنی سات موصحابہ کرام بھی شامل تھے۔ مدینہ طیبہ میں بے حیائی و بیزاری کی کوئی حد نہ رہی۔ مصنف کتاب اسی واقعہ حرہ کو چھپا رہا ہے۔ خود ہی تو لکھ رہا ہے۔ مدینہ شریف کے گورنر ادربی امیہ کے لوگ مروان بن حکم کے گھر خوفزدہ ہو کر جمع تھے۔ حضرت زین العابدین کے ساتھ چند صحابہ کرام کا اسم شریف بھی لکھ کر بتا رہے ہیں یہ بھی بیعت یزید پر قائم رہے۔ مثلاً عبداللہ بن عمر اور محمد بن حنیفہ بھی بیعت یزید پر قائم رہے۔ یہ بات تو پہلے بھی آپ لکھ چکے ہیں کہ پورے عالم اسلام میں یزید بن معاویہ کی خلافت تسلیم کر لی گئی ہے۔ بجز چند آدمیوں کے کسی قابل ذکر شخص نے بیعت خلافت سے پہلو تہی نہیں کی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس قدر یزید کی مخالفت کیوں ہوئی؟ لوگوں نے بیعت یزید کو توڑ کرنے خلیفہ مقرر کیوں کر لئے؟ بغاوت کے شعلے ہر طرف کیوں بھڑک اٹھے۔ مخالفت کی آگ ارجح حجاز میں کیوں پھیل گئی۔ بغاوت کیلئے اہل مدینہ کیوں اٹھ کھڑے ہوئے؟ ہاجر و انصاریں اپنے اپنے الگ الگ حکمران کیوں مقرر کر دیئے؟ کیوں لوگوں نے بنی امیہ کو مدینہ سے باہر نکلنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیوں گورنر مدینہ اور بنی امیہ کے لوگ مروان بن حکم کے گھر خوف زدہ ہو کر جمع تھے؟

کیوں لوگوں نے ان کا گھیرا ذکر کیا تھا (جیسا کہ آپ پیچھے لکھ چکے ہیں) ایسے صدیقی صاحب ذرا میدان میں تشریف لائے اور ان سوالوں کا جواب دیجئے۔ اگر آپ نے دیانتداری سے خدا کا خوف دل میں لا کر ان سوالوں کا جواب صحیح طریقہ پر دے دیا تو یزید کی تعریف میں آپ جس قدر اوراق سیاہ کر چکے ہیں ان سب کو جلا دینا پڑے گا۔ کیونکہ تیرہ سو سال سے یزید پر لعنت ملامت کی جو ہچکار ہو رہی ہے۔ وہ آپ کے یزید کی تعریف میں چند اوراق سیاہ کرنے سے کیسے دودھ ہو سکتی ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک جنازے پر سے آپ گزرتے صحابہ نے اس کی تعریف کی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی بُرائی بیان کی تو آپ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا واجب ہو گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے بُرائی بیان کی اس کیسے دوزخ واجب ہو گئی تم دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ کیوں جناب یہ تو بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔ آج تیرہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی یزید پلید کو ظالم ہی کہا جا رہا ہے جیسا کہ آپ کو بھی صفحہ ۷۸ پر

لکھا پڑا۔ مگر لطف یہ ہے کہ آج اس کی ذات کے لئے کسی کے پاس ایک کلمہ خیر بھی نہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ آپ کا قلم بھی یزید کے ظلم کی داستان لکھتا چلا آ رہا ہے۔ پھر بھی آپ انفس کا اظہار فرما رہے ہیں کہ کسی کے پاس اس کے لئے ایک کلمہ خیر بھی نہیں ہے؟ جب یزید پلید کے پاس خیر ہے ہی نہیں تو لوگوں کی زبان پر کلمہ خیر کیسے ہو؟ ملاحظہ فرمائیے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا فرماتے ہیں۔ عشرہ غم میں وعظ فرما رہے تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا معاملہ تھا تو حق تعالیٰ کس طرف تھا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ حق تعالیٰ میزان عدل پر تھا۔ آخر کار یزید کے ظلم و تشدد پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا صبر غالب آ گیا۔

(دستان المحدثین مصنفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ ۳۵۱) کیوں جناب اب تو یزید کے ظلم پر محدث اعظم کی ہر لگ چکی ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ حق و باطل کی جنگ تھی۔ یزید ظالم تھا اور باطل پر تھا۔ اور امام عالی مقام حق پر تھے اور حق آپ کے ساتھ تھا۔

صحابہ کی اکثریت نے یزید کی بیعت کیوں کی؟

اب آپ کے اس سوال کا جواب کہ صحابہ کی اکثریت نے یزید کی بیعت کر لی تھی۔ اس کے لئے قاری محمد طیب صاحب نے جو عباسی کی کتاب خلافت معاویہ و یزید کے رد میں جواب لکھا ہے وہی جواب آپ کے لئے کافی ہوگا۔ لہذا میں اسی کو نقل کر رہا ہوں۔

لیکن اس مسئلے میں جہاں تک الزام بغاوت یا نفی شہادت کا تعلق ہے اس کے بارہ میں صلت اور متقدمین کا جو کچھ نقطہ نظر ہے۔ اس کے لئے ملا علی قاری شامی مشکوٰۃ شریف کی یہ ایک ہی عبارت کافی ہو سکتی ہے جو علاوہ موثق نقل ہونے کے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی ہے۔ شارح مدرج عقیدہ ہی کی ترجمانی کرتے ہوئے شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں۔ اور یہ جو بعض جاہلوں نے اغواء اٹھا رکھی ہے کہ حسین باغی تھے تو اہل سنت والجماعت کے نزدیک باطل ہے۔ شاید یہ خوارج کے ہذیانات ہیں جو راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (شرح فقہ اکبر ص ۵۷)

عباسی صاحب نے حضرت حسین پر بغاوت کا جرم عائد کرنے

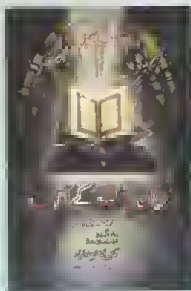
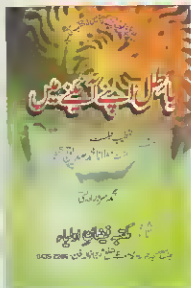
لئے تاریخی نقل اور وہ بھی ڈوڑی کی پیتھ کی تھی۔ حالانکہ یہ اس اگر مسلم مورخین کی بھی ہوتی تب بھی عقیدہ اور مسئلہ نقل کا حائل نہیں کر سکتی تھی جس پر عقائد کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ملا علی قاری حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر بغاوت کا الزام لگانے والوں کو جاہل کہہ کر اس خیال کو جاہلانہ خیال کہا ہے۔ یہ کوئی جذباتی طعن نہیں بلکہ حقیقتاً ان مدعیوں کی ناواقفیت اور مذہب سے جہالت اور لاعلمی روشنی ڈالی ہے کیونکہ حضرت حسین کو باغی کہنے کا منصوبہ اس خیال پر مبنی ہے کہ یزید خلیفہ برحق تھا اور اس حقانیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ظاہر کی گئی ہے کہ صحابہ کی اکثریت نے اس کے باغی پر بیعت کر لی تھی جو خلیفہ کے حق کردار کی دلیل ہے۔ درحالیکہ یہ مقدمات بھی جہالت پر مبنی ہیں۔ جن میں سے اکثر قیاسی ہیں۔ کیونکہ صحابہ کی اکثریت کی بیعت کو یزید کے خلیفہ برحق ہونے پر محمول کرنے کا شاخسانہ ایک قیاسی نظریہ ہے اور عقیدہ کے مقابلہ میں نظریہ یا خیالی منصوبہ اول تو وقت ہی کیا رکھتا ہے کہ عقیدہ کے بعد اس کی طرف التفات بھی کیا جائے جبکہ تاریخی نظریہ تاریخ بھی نہیں۔ تاریخ کا محض ایک قیاسی نتیجہ ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی مورخ یا تاریخ کے مطالعہ کنندہ کے قیاس ہتنباط

یہ کہ شوق و قوت بنی امیہ کی عصبیت تھی اور اکثر اہل حل و
 ذلیل تھے اور اسی کی ساتھ مصر کی ساری ساری عصبیت اور جماعتی
 بھی لگی ہوئی تھی اور وہ سب قوتوں سے بڑی قوت تھی جس کی
 مقاومت کوئی نہیں لاسکتا تھا۔ اس کے لئے جو لوگ بیزید کے
 ساتھ بھی تھے وہ اس وجہ سے اس کے مقابلہ سے رک گئے اور
 کے لئے دعا (ہدایت) مانگے اور اپنے کو اس راحت دیئے یہنے
 گئے۔ عام طور سے (اس وقت) مسلمانوں کی اکثریت کا بھی
 طریقہ رہا اور سب کے سب مجتہد تھے (کوئی دینی غرض دیکھ کر
 نہ تھی) فریقین میں سے کوئی ایک دوسرے پر انکار (ملامت)
 کرتا تھا (مقدمہ ابن خلدون ص ۱۸۱)

پس مقاصدان کے نیک تھے اور حق کی جستجو ان کی معروف
 اللہ تعالیٰ ان کی اقتدا میں بھی نصیب فرمائی۔
 مہارت بالاسے صاف واضح ہے کہ بیزید کے فتق کے بارہ میں
 کی دورانیوں نہ تھیں۔ بلکہ اس کے خلاف کھڑے ہونے میں
 اہل حقین اور وہ بھی اس کی اہلیت و نا اہلیت کے معیار سے
 جس بیکہ فتق مسئلہ کل تھا بلکہ ہی اثاثہ فتنہ کے خطرو سے جس کی بنیادی
 بنی امیہ کی عصبیت و قوت اور اس وقت کی چھائی ہوئی شوکت

کو جب تاج نہیں کہا جاسکتا۔ تو عقیدہ کی حیثیت تو کیا دی
 سکتی ہے۔ ورنہ نتائج دوسرے بھی نکال سکتے ہیں۔ پھر جہاں
 ملک ارباب تحقیق مورخین کی تحقیق و روایت کا تعلق ہے انہوں
 نے اکثریت صحابہ کی بیعت اور بیعت کے بعد بیزید کے خلاف
 خروج نہ کرنے کو قطعاً بیزید کے سختی خلاف ہونے کی دلیل نہیں
 سمجھا۔ اور نہ ہی اس سے بیزید کے فسق و فجور کو ہلکایا۔ غیر واضحی باوجود
 کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ ان کے نزدیک صحابہ کرام کی اکثریت
 کی یہ بیعت اور بیزید کے خلاف نہ اٹھنا خوف فتنہ مابینی نزاع
 جدال اور آپس کے خون سے بچنے کے لئے تھا جو اس صورت میں
 یقینی تھا نہ کہ بیزید کی اہلیت یا اس کی صلاح و صلاحیت تسلیم کر
 لینے کی بنیاد پر تھا۔ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ اور بیزید میں وہ چیز
 پیدا ہو گئی جو پیدا ہونی تھی یعنی فسق و فجور تو صحابہ اس کے بارہ
 میں مختلف الرائے ہو گئے بعضوں نے اس کے خلاف کھڑے ہو جانے
 اور اس کی بیعت توڑ دینے کو ضروری سمجھا۔ اس فسق کی وجہ سے
 جیسا کہ حضرت حسین اور عبداللہ بن زبیر اور ان کے پیروؤں نے کیا
 اور بعض نے فتنہ اور کثرت قتل کے خطرات اور اس کی روک تھام
 سے عجز محسوس کرنے کی وجہ سے اس سے انکار کیا۔ کیونکہ اس دور

فیضانِ مدینہ کی کشتی کی لہجہ کتاب



آج ہی طلب فرمائیں